مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

ملتِ اسلامیہ کا مقام و پیغام

(بھٹکل کے مختلف اجتماعات میں دیئے گئے خطبات)

مرتب و ناشر

طلبۂ بھٹکل

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بارِ اول: ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء

کتاب: .... ملت اسلامیہ کا مقام و پیغام

بھٹکل کے مختلف اجتماعات میں مفکر اسلامؒ کے دیئے گئے خطبات

مرتب: ....طلبۂ بھٹکل، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

کمپوزنگ: .... محمد راغب حسن ندوی پورنوی

طباعت: ....کاکوری آفسیٹ پریس، لکھنؤ

صفحات: ۲۶۱

تعداد اشاعت: ۱۱۰۰

قیمت: ....۸۰/ روپئے

ملنے کے پتے

مولانا ابوالحسن ندوی اسلامک اکیڈمی، پوسٹ بکس/ ۳۰، بھٹکل

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، پوسٹ بکس/ ۱۱۹، ندوۃ العلماء لکھنؤ

مکتبہ ندویہ، پوسٹ بکس/ ۹۳، ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

طلبۂ بھٹکل، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

﴿فہرستِ مضامین﴾

سخنہائے گفتنی: .... از مرتب وناشر ۱۳

پیش لفظ: .... حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی مدظلہ العالی ۱۷

مقدمہ: .... حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ۱۹

۱۔ ﴿نشان منزل﴾ ۲۳

ماں باپ سے بڑھ کر کسی کی محبت

وشفقت نہیں ۲۳

اندھی محبت کی مثال ۲۴

مخلوق کے ساتھ انبیاء کی غیر معمولی

شفقت ۲۵

میری آنکھوں کی ٹھنڈک

نماز میں ہے ۲۷

پیمبرانہ شفقت کی مثال ۲۸

غلامانِ محمد ﷺ کا حال تو ۲۹

پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ

میں سیر ہو کر کھاؤں ۳۰

ہم کو جنت کا مزہ آرہا ہے ۳۱

دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ۳۲

حیوانیت کا فلسفہ ۳۳

شیطان کا دھوکہ ۳۴

جہالت لوٹ آرہی ہے ۳۴

یہ کرتب دکھائیگا کل کو انساں ۳۵

پیغمبروں کی میراث ۳۶

انسانیت کی عظمت کا راز ۳۷

یہ تمہارے حق میں سم قاتل ہے ۳۷

صحابہؓ کی قربانیوں کا اثر ۳۸

نفسی نفسی کا کاروبار چھوڑیے ۳۹

یہ ہے ہلاکت کا سامان ۴۰

ملت کے مسائل کے سامنے پیسہ

عزیز نہیں ۴۱

فسادات کا اصل علاج ۴۲

ایک حقیقت کا انکشاف ۴۳

یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے ۴۳

دل جیتنے کی کوشش کیجیے ۴۴

آج کے مسلمانوں کا مرض ۴۵

خدا کی نصرت کا استحقاق پیدا کریں ۴۶

www.abulhasanalinadwi.org

کام تو انہیں لوگوں کی دعا سے ہوگا	۴۷
اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی	۴۷
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری	۴۸
دو چیزیں	۴۹
زمانہ کی نبض کو پہچانیے	۵۰
عزت کے ساتھ جینے کا راستہ	۵۱
تمھاری دو کوڑی کی قیمت بھی نہ ہوگی	۵۲
۲۔ ﴿علم کا بھی ایک قانون ہے﴾	۵۴
صحیح راہ کی ضرورت	۵۴
قرآن کے دو بڑے اہم لفظ	۵۵
دین و دنیا سب پر حاوی ہے	۵۵
ہر فن کا ایک شعبہ ہے	۵۶
یورپ میں استاد و شاگرد	۵۷
علمِ دین کا امتیاز	۵۸
علم کے آداب	۵۹
صرف ذہانت کافی نہیں	۵۹
قحط الرجال کا دور	۶۰
بیتِ علم میں بابِ علم سے داخل ہو	۶۱
۳۔ ﴿طلباءِ مدارس کا بہترین تعارف﴾	۶۳
زندگی کا تعلق صرف جسم سے نہیں ہے	۶۳
مدرسہ کا نسبی تعلق	۶۳
مدرسہ کا وسیع مفہوم	۶۴
جامعہ کا صحیح تعارف	۶۵
﴿خذ الکتاب بقوۃ﴾ کا صحیح مفہوم	۶۶
قرآن کی عملی تفسیر کی ضرورت ہے	۶۷
اہل مدارس کا باطن کس طرح ہونا چاہیے	۶۸
پاک دل و پاکباز	۶۹
مدارس و جامعات کے لیے بہترین چارٹ	۶۹
۴۔ ﴿معاشرت انسانی بلکہ حیات انسانی مرکب ہے مرد و عورت سے﴾	۷۱
رحمت الٰہی اور بخشش الٰہی میں مساوات کامل ہے	۷۲

www.abulhasanalinadwi.org

مرد وعورت ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہوسکتے	۷۳
معافی کا سمندر	۷۴
ایں سعادت بزور بازو نیست	۷۵
ایک تاریخی انکشاف	۷۶
سلطنت مومنات کا قاضی	۷۷
شجاعت وبہادری کی انوکھی مثال	۷۹
حیرت انگیز سچ	۸۰
عجیب وغریب نکتہ	۸۰
فضائل اعمال میں خواتین مردوں سے پیچھے نہیں	۸۲
عورتوں میں دینی تعلیم کی اہمیت	۸۳
اسلامی جوش حاصل کرنے کا ذریعہ	۸۴
ہندوستان سے ربط وتعلق	۸۵
دو نصیحتیں	۸۵
دونوں جامعات قومی اثاثہ ہیں	۸۶
۵۔ ﴿پیغامِ رسالت﴾	۸۸
جب گنہگار بندوں کا یہ حال ہو	۸۸
موسلا دھار بارش کے قطروں کی طرح احسانات	۸۹
اللہ کا سب سے بڑا احسان	۹۰
کمالِ نعمت	۹۱
نبی اور ولی کا فرق	۹۱
احسان کی قسمیں	۹۲
حقیقی خطرہ	۹۳
محسنِ اعظم ﷺ کی پیغمبرانہ مثال	۹۴
عالمگیر خودکشی	۹۴
کاش کہ تاریخ محفوظ ہوتی!	۹۵
غضب یہ ہے کہ انسان اور انسان کا شکاری ہے	۹۵
آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی پوری امت مبعوث ہوگئی	۹۶
احسان کا صحیح جواب	۹۶
قدر کی بھی مختلف قسمیں ہیں	۹۶
شاعر کی قدر	۹۷
نبی کی قدر اس سے مختلف ہے	۹۷
ایک ادیب وشاعر اور پیغمبر میں فرق	۹۸
پیغمبر کو اپنا پیغام عزیز ہوتا ہے	۹۸
پیغمبر کی ذات پیغام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے	۹۹
شرافت تو آپ ﷺ کی تعلیم سے دنیا میں پیدا ہوئی ہے	۹۹

www.abulhasanalinadwi.org

نبی کی صحیح قدر	۱۰۰
نبی کی خوشی ان کی زبانی تعریف میں نہیں ہے	۱۰۰
اپنی ہستی کو اس کی تعلیمات میں تحلیل کریں	۱۰۱
آپ کلمہ پڑھیں تو مجھے خوشی ہوگی	۱۰۱
آج ساری امت اسی بھول میں ہے	۱۰۲
رسول کو خدا کی تعلیمات عزیز ہوتی ہیں	۱۰۲
نعتِ رسول ﷺ کی کرشمہ سازی	۱۰۳
محض جلوس و مشاعرے کافی نہیں	۱۰۴
امت کے لیے بغیر عمل کے شفاعت ممکن ہے؟	۱۰۴
نبی ایک نئی زندگی لے کر آتا ہے	۱۰۵
حضور ﷺ کا مطالبہ	۱۰۵
محبت	۱۰۶
عزت	۱۰۷
حقیقی محبت کے لیے صفات کا علم ضروری ہے	۱۰۸
اردو زبان سیرت کی کتابوں سے مالا مال ہے	۱۰۹
ربیع الاول کا مکمل پیغام	۱۰۹
اللہ کے رسول کو ہمارے نعروں کی ضرورت نہیں	۱۱۰
۶۔ ﴿اصل مسئلہ ترجیح کا ہے﴾	۱۱۱
اول سلام	۱۱۱
موقعہ سے فائدہ اٹھایئے	۱۱۱
ہاتھی یا علمِ حدیث	۱۱۴
ترجیح کی بات	۱۱۵
شعائر اللہ کا احترام	۱۱۶
بے حرمتی کا انجام	۱۱۷
۷۔ ﴿پیامِ راہ﴾	۱۱۹
امیدوں کا مرکز	۱۲۰
کوئی گروہ رہنمائی کے بغیر اپنا سفر طے نہیں کر سکتا	۱۲۰
مدارس کا اصل فائدہ	۱۲۱۱
عربی زبان کی اہمیت	۱۲۲
آپ کو عربی سے بڑی مناسبت ہے	۱۲۳
منزل آپ ہیں	۱۲۳
چھوٹے مدارس کی اہمیت	۱۲۴

www.abulhasanalinadwi.org

علم حاصل کیا جانا چاہیے	۱۲۶
اساتذہ سے کچھ باتیں	۱۲۷
جو کچھ آیا پڑھانے سے آیا	۱۲۷
میری عربی تقریر پیدا ہوئی درجۂ اول میں	۱۲۷
نمونہ پیش کریں	۱۲۸
بچوں میں دینی ذوق پیدا کیجیے	۱۲۸
ابتدائی تربیت کا نتیجہ	۱۲۹
بچوں کے دلوں میں کسی شخصیت کی محبت پیدا کیجیے	۱۳۰
عربی زبان کو مرکزی زبان بنایئے	۱۳۱
عربی زبان کی تعلیم کا اصول	۱۳۱
فارغ التحصیل کا لفظ بہت غلط ہے	۱۳۱
چھٹیوں میں کسی کے ساتھ وقت گزاریئے	۱۳۲
اسی مدرسے کو سب کچھ سمجھیں	۱۳۲
اصل چیز ہے دین کی عظمت	۱۳۲
۸۔ ﴿ملک کی نجات﴾	۱۳۴
حقیقی طالب علم کی پہچان	۱۳۴
نیت اگر اچھی ہے تو خدا رہبری فرماتا ہے	۱۳۵
اہلِ بھٹکل اور اردو زبان	۱۳۶
ایک نصیحت آمیز قصہ	۱۳۸
مولانا تھانویؒ اور ایک عالمِ دین	۱۴۰
یہ دریا ہے، یہاں پیرا کی چاہیے	۱۴۱
صحیح علم پیغمبروں کا علم ہے	۱۴۱
قومیں اپنے علوم وفنون کے ساتھ ڈوبتی ہیں	۱۴۳
سرے کی بات	۱۴۳
یہ دین کیسے زندہ ہے	۱۴۳
جان جائے مگر ایمان نہ جائے	۱۴۴
ملک کی تعمیر اخلاق پر ہوئی ہے	۱۴۴
پیسہ مقصدِ زندگی بن گیا ہے	۱۴۵
کیریکٹر بننا چاہیے	۱۴۶
ملک کیسے غلام بنا	۱۴۶
مسلمانوں نے ملک کو کیا دیا	۱۴۶
اللہ کا کسی سے رشتہ نہیں	۱۴۷
آخرت میں کام آنے والی چیز	۱۴۷
۹۔ ﴿اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند وجولاں بھی﴾	۱۴۸
ملتِ اسلامیہ کا ایوان	۱۴۸
مسلمانوں میں صلاحیت موجود ہے	۱۴۹

www.abulhasanalinadwi.org

دو بڑی آزمائشیں	۱۴۹
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں	۱۵۰
مسلمان غریب نہیں ہیں	۱۵۱
مسلمانوں کو ایثار کرنا پڑے گا	۱۵۲
عزت غیور انسان کی ہے	۱۵۲
اداروں سے سرمایہ داروں کی عزت ہے	۱۵۳
اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند وجولاں بھی	۱۵۳
۱۰۔ ﴿سرزمینِ شام یا ارضِ رشکِ جناں﴾	۱۵۵
شام کی سرزمین سے میرا جذباتی تعلق	۱۵۶
شام کا پہلا سفر اور اس کے تاثرات	۱۵۷
دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز	۱۵۹
مبارک سرزمین اس وقت بڑے دورِ ابتلاء سے گزر رہی ہے	۱۵۹
شرعی اعتبار سے بھی شام کو بڑی اہمیت حاصل ہے	۱۶۰
یہ جامعہ اللہ کی ایک نعمت ہے	۱۶۱
اسلام اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے	۱۶۲
قرآن نے علم کے حدود ختم کردیئے	۱۶۲
جیسے مسجدیں ضروری ہیں ویسے مدرسے بھی ضروری ہیں	۱۶۳
عالم کو معلّم ہونا چاہیے	۱۶۳
ہمارے طلباء کی ذمہ داریاں	۱۶۴
۱۱۔ ﴿حفاظتِ دین کی مکمل ضمانت﴾	۱۶۶
قرآن اور اس کی تعلیمات ہمیشہ کے لیے ہیں	۱۶۶
جب تک قرآن باقی رہے گا عربی زبان بھی زندہ رہے گی	۱۶۷
اسلام مکمل دین ہے	۱۶۷
مجددین ومصلحین پیدا ہوتے رہیں گے	۱۶۷
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور ان کا کارنامہ	۱۶۸
امام غزالیؒ اور ان کی کتاب احیاء علوم	۱۶۹

www.abulhasanalinadwi.org

فتنۂ اکبری اور مجدد الفِ ثانیؒ ۱۶۹
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار ۱۷۰
چھٹا خلیفۂ راشد ۱۷۱
شاہ ولی اللہؒ کا تجدیدی کارنامہ ۱۷۱
سلسلۂ ولی اللہی کا امتداد عہد بعہد ۱۷۲
حضرت مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ۱۷۳
دو باتیں ۱۷۵
مگر توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے ۱۷۶
یہ ایک حصار ہے ۱۷۷
موجودہ دور کا ارتداد ۱۷۷
اردو کا ختم ہو جانا نہایت خطرناک ہے ۱۷۹
ہر زمانے کا ایک خطرہ ہوتا ہے ۱۷۹
اصلاحِ معاشرہ کا کام کریں ۱۸۰
یہ تبلیغ کے منافی نہیں ہے ۱۸۰
ہندوستان میں رہ کر یہاں کے حالات کا بھی جائزہ لیتے رہیں ۱۸۲
۱۲۔ ﴿تزکیۂ باطن کی اہمیت﴾ ۱۸۳
دین ہر قسم کی ترقیات کا ضامن ہے ۱۸۳
مومن کے دو دن برابر نہیں ہو سکتے ۱۸۳
دین میں ایک شوشے کو گھٹانے بڑھانے کی ضرورت نہیں ۱۸۴
دین مکمل ہو گیا ہے لیکن! ۱۸۵
ہر طبقے کا معاملہ حالات کے اعتبار سے ہے ۱۸۵
اپنی سطح کے مطابق اور بلندی کی گنجائش ہے ۱۸۶
تزکیۂ باطن کی اہمیت ۱۸۷
میں کس گروہ میں داخل ہوں ۱۸۷
طلب اور شوق کی ضرورت ہے ۱۹۰
ایک مصری دوست کا واقعہ ۱۹۰
بزرگوں کی کتابوں اور علاجوں سے فائدہ اٹھائیں ۱۹۰
۱۳۔ ﴿ملک ڈوب رہا ہے!﴾ ۱۹۲
ایک معمہ یا دو متضاد پہلو ۱۹۲
تاریخ کا سبق ۱۹۳
ملک ڈوب رہا ہے ۱۹۴
زبانِ معجز بیان سے ترجمانی ۱۹۵
ایک مغالطہ اور فراڈ ۱۹۷
احساسِ زیاں کی ضرورت ۱۹۸

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کے پیغمبروں کا مشن	۱۹۸
مذہبی طبقہ کی خصوصیات اور ذمہ داری	۱۹۹
وقت کی اہم ضرورت	۱۹۹
یک لحظہ غافل بودم	۲۰۰
امید کی کرن	۲۰۱
۱۴۔ ﴿طالب علم: دو اہم ذمہ داریاں﴾	۲۰۲
ایک خاص جماعت یا گروہ	۲۰۲
دو مقاصد	۲۰۳
واپس جانے کا مطلب	۲۰۳
مدارس کا تذکرہ قرآن میں	۲۰۴
مقاصد	۲۰۴
تفقہ فی الدین کا مفہوم	۲۰۶
اللہ میاں نے آزاد نہیں چھوڑا	۲۰۸
یہ کیا ہو رہا ہے؟	۲۰۸
پوری غلامی صرف خدا کی ہوگی	۲۰۹
توحیدِ خالص کی دعوت دیں	۲۰۹
مدارس کا فائدہ	۲۱۰
مدارس نوکری دلانے کے لیے قائم نہیں ہوئے	۲۱۱
بہت بڑی غلط فہمی	۲۱۱
یہ کوئی تاج محل نہیں ہے	۲۱۲
ایک سوال اور اس کا جواب	۲۱۲
دونوں چیزیں ہونی چاہئیں	۲۱۲
۱۵۔ ﴿سورۂ والعصر کی روشنی میں زندگی کا جامع تصور﴾	۲۱۴
سورۃ العصر میں قرآن مجید کا خلاصہ آگیا ہے	۲۱۴
العصر کا انتخاب اور اس کی حکمتیں	۲۱۶
سب سے بڑا محرک	۲۱۷
نقصان سے بچنے کا راستہ	۲۱۹
اپنے ایمان کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے	۲۲۰
ایک چونکا دینے والا واقعہ	۲۲۲
اپنے اندر شانِ امتیازی پیدا کیجیے	۲۲۴
اسلامی اخلاق کے رواج کی ضرورت ہے	۲۲۶
دعا کے ساتھ دعوت بھی	۲۲۷
۱۶۔ ﴿اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی﴾	۲۳۰
تاریخ نویسی سے موروثی تعلق	۲۳۰

www.abulhasanalinadwi.org

مجاہدین اور کشور کشاؤں کی مشترکہ صفات	۲۳۱
غیرتِ ایمانی کے لافانی نمونے	۲۳۱
ٹیپو شہیدؒ کا روحانی تعلق	۲۳۲
فراستِ ایمانی یا عطیۂ الٰہی	۲۳۳
شجاعت کا جوہر	۲۳۴
استقامت بھی ضروری ہے	۲۳۴
شوقِ شہادت عزیز ترین متاع ہے	۲۳۵
ٹیپو کی غیر معمولی بصیرت	۲۳۵
انصاف و اعتراف کی بات	۲۳۵
ایک بڑی ضرورت	۲۳۶
کتاب کا صرف چھپ جانا کافی نہیں ہے	۲۳۶
قابلِ فخر فرزند	۲۳۷
(جلسہ کا) اصل پیغام	۲۳۷
۱۷۔ ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾	۲۳۹
اللہ کے نام سے	۲۳۹
صفاتِ رحمت زندگی کا رخ متعین کرتی ہیں	۲۴۰
رحمتِ الٰہی ہر چیز پر سایہ فگن ہے	۲۴۱
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر	۲۴۱
﴿ولا تفسدوا في الأرض بعد إصلاحها﴾	۲۴۱
ظلم و زیادتی معاشرے کو کھا جاتی ہے	۲۴۲
تاریخ کا دردناک سبق	۲۴۳
مذہب امن کا پیامبر ہوتا ہے	۲۴۴
خدا کا قانون یکساں ہے	۲۴۵
سب سے زیادہ خوش قسمت ملک	۲۴۵
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے	۲۴۵
خدائی تعلیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے	۲۴۶
ہندوستان محبت کی سرزمین ہے	۲۴۶
مثالی جگہ بنایئے	۲۴۷
ملک بچانے کا واحد راستہ	۲۴۸
محبت کو عام کیجیے	۲۴۹
۱۸۔ ﴿مثالی ماحول پیدا کیجیے﴾	۲۵۱
ایک اہم سوال	۲۵۱
نعمت کی قدر	۲۵۲
صاف صاف باتیں	۲۵۳
یہ خطہ نمونہ ہونا چاہیے	۲۵۳

www.abulhasanalinadwi.org

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ	
یثرب کی عزت پر	۲۵۴
آئندہ نسلوں کے دین کی فکر کیجیے	۲۵۵
اس وقت ارتداد کی ہوائیں چل	
رہی ہیں	۲۵۵
وہ جملہ جس نے دنیا کی تقدیر	
بدل دی	۲۵۶
خطرناک بادل منڈلا رہا ہے	۲۵۸
توحیدِ خالص کی فضا قایم کیجیے	۲۵۹

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخنہائے گفتنی

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، أمابعد!

سب سے پہلے ہم خداوند قدوس کی بارگاہِ عالی میں سربسجود ہیں کہ اس نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس کتاب کو آپ کی خدمت میں پیش کریں، زیرِ نظر کتاب مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نوراللہ مرقدہ کی ان تقاریر کا مجموعہ ہے جو آپؒ نے بھٹکل کی سرزمین پر مختلف موقعوں پر پیش کیں، اہلِ بھٹکل سے حضرت مفکرِ اسلامؒ کے تعلق کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں، صرف اتنا ہی کافی ہے جس پر اہلِ بھٹکل بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ آپ اس کو اپنا وطنِ ثانی اور بیت الکل کہا کرتے تھے، چودہ مرتبہ آپ کا یہاں تشریف لانا حقیقت میں آپ کے کردار کی بلندی اور شرافتِ قلبی کی دلیل ہے، اسی تعلق اور محبت کا تقاضا تھا کہ آپ نے مناسب سمجھا (اور اس کا اظہار بھی مختلف موقعوں پر کیا) کہ ان کو ان خطرات سے آگاہ کیا جائے جو نہ صرف ان کے لیے بلکہ پوری امتِ اسلامیہ کے لیے فکرمندی کا باعث تھے اور آپ کی دوربیں نگاہیں بہت پہلے سے ان کا اندازہ کر چکی تھیں۔

یہ تقریریں اگرچہ محدود پیمانے پر محدود ماحول میں کی گئی تھیں لیکن ان میں ایک دعوت ہے ملتِ اسلامیہ کے تمام افراد کے لیے اپنے معاشرے کو نبوی تعلیمات سے آراستہ کرنے کی اور اپنی زندگیوں کو اسوۂ رسول ﷺ اور اسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں ڈھالنے کی، پڑھنے والا اندازہ

www.abulhasanalinadwi.org

کرسکتا ہے کہ کہنے والا کس بلندی سے خطاب کررہا ہے اورملتِ اسلامیہ کو وہ کس حالت میں دیکھنا چاہتا ہے، ایک طرف یہ تقریریں طلباءِ مدارس کے بہترین تعارف، ان کے مقاصد اور ان کی ذمہ داریوں کو بتاتی ہیں تو دوسری طرف علماء، فضلاء اور فارغینِ مدارس کا معاشرہ کی اصلاح میں کیا رول ہونا چاہیے اور ان کا کیا فرضِ منصبی ہے، اس سے بھی پردہ اٹھاتی ہیں، ایک طرف دولتمند اور سرمایہ دار طبقے کے لیے ان میں رہنمائی کا سامان ہے تو دوسری طرف ایک عام آدمی کے لیے بھی زادِراہ ہیں، ایک طرف مسلمانوں کو اس ملک میں کیسے رہنا ہے اور برادرانِ وطن کے تئیں ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں اس کا بیان ہے تو دوسری طرف ملک کی نجات کس چیز پر موقوف ہے، اس کو کس طرح جنت کا نمونہ بنایا جاسکتا ہے اور اس وقت ملک جس تیزی سے تباہی کی طرف جارہا ہے اس کے پیشِ نظر مذہبی طبقے کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے اس کی بھی صدا لگائی گئی ہے، تعلیم یافتہ طبقے کے لیے بھی، معاشرے میں صالح انقلاب برپا کرنے کی خواہش رکھنے والوں کے لیے بھی اور دعوت وتبلیغ سے وابستہ افراد کے لیے بھی یہ تقریریں رہنما ہیں، بہرحال یہ مجموعہ غیر معمولی تاثیر کا حامل ہے اور معاشرے کے ہر فرد کے لیے قندیلِ رہبانی کا کام دیتا ہے، ان تقاریر کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ملت کی اصلاح کا آپ کے دل میں کیسا جذبہ تھا اور کن بلندیوں پر آپ اس کو لے جانا چاہتے تھے، درحقیقت یہ آپ کے دل کے ٹکڑے ہیں جن کی زبان نے ترجمانی کی تھی اور آج کاغذ پر آپ کے سامنے پھیلے ہوئے ہیں، سوز، درد، تڑپ اور کڑھن یہ وہ الفاظ ہیں جن کو لوگ کتابوں میں پڑھتے ہیں لیکن آج مفکرِ اسلامؒ کی شکل میں قرآنی آیت ﴿فلعلک باخع نفسک﴾ کی تفسیر کا ایک ہلکا نمونہ اور رسولِ اکرم ﷺ کے سوز وگداز کا ایک پرتو دیکھ لیں گے۔

تو یہی وہ اسباب تھے جن کی بنیاد پر ہم طلبہ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کیوں نہ ان کو ایک ساتھ جمع کردیا جائے تاکہ یہ آوازِ ملت کے ہر فرد تک دوبارہ پہنچ جائے، ہم نے کام شروع کیا، ان کو کیسٹ سے نقل کیا، تعمیرِ حیات کی پرانی فائلوں سے بھی اس سلسلے میں کچھ

www.abulhasanalinadwi.org

مددملی، اس سے پہلے تحفۂ بھٹکل کے نام سے جو مجموعہ شائع ہو چکا تھا اس کو بھی اسی میں شامل کردیا، جو آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی بیچ بیچ میں آئی تھیں ان کی تخریج کی اور ذیلی عناوین بھی لگائے لیکن افسوس اس بات پر رہا اور اب بھی ہے کہ کاش تمام تقریروں تک ہماری رسائی ہو جاتی تو یہ مجموعہ اور جامع انداز میں سامنے آتا، اس کو ہماری کوتاہی کہیے کہ ان کی حفاظت کا وہ خاطر خواہ انتظام نہیں کیا گیا تھا جو کیا جانا چاہیے تھا، سرِ دست ع

اپنی تھی جتنی رسائی ہم وہاں تک آ گئے

اس لیے کہ اگر اس میں مزید تاخیر ہوتی تو خطرہ تھا کہ یہ معتد بہ حصہ بھی کہیں لاپروائی کی نذر نہ ہو جائے، لیکن انشاء اللہ کوشش بدستور جاری رہے گی۔

بہر حال جیسے بھی ہو یہ کوشش آپ کے سامنے ہے اگرچہ تقریروں کی ترتیب میں ترتیبِ زمانی کا لحاظ رکھا گیا ہے لیکن تلاشِ بسیار کے باوجود بعض تقریروں کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

اس مجموعے کو شائع کرنے کی سعادت طلبۂ بھٹکل دارالعلوم ندوۃ العلماء کو حاصل ہو رہی ہے جنھوں نے اس سے پہلے بھی اپنے اساتذہ کے مشوروں سے کئی مفید رسائل اور کتابیں شائع کی ہیں جن میں کچھ تو وہ ہیں جنھیں کافی شہرت اور غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی، مثلاً پاجاسراغ زندگی، بارہ دن ریاستِ میسور میں، علماءِ سلف اور نابینا علماء وغیرہ وغیرہ، اور اب اس مجموعے کو ملتِ اسلامیہ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ جن خطرات سے حضرت مفکرِ اسلامؒ نے اس کو آگاہ کرنا چاہا ہے اس سے وہ متنبہ ہو جائیں اور اپنے فرضِ منصبی کو سمجھ کر اور اپنے مقصدِ تخلیق کو نگاہوں میں رکھ کر از سرِ نو مصروفِ عمل ہوں کہ پھر نظامِ عالم صحیح خطوط پر قائم ہو جائے۔

اس موقع پر ہم اپنے سرپرست جانشینِ مفکرِ اسلام " ناظم ندوۃ العلماء اور صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کا شکریہ ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے ایک طرف اپنی علالت اور ناسازیِ طبیعت اور دوسری

طرف اپ اپنی گونا گوں مشغولیات کے باوجود اس کتاب پر اپنا گراں قدر مقدمہ تحریر فرمایا جس سے اس کتاب کی وقعت اور بڑھ گئی، اسی طرح تشکر وامتنان کے جذبات کے ساتھ حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی مدظلہ العالی (معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء) کی خدمت میں ہم حاضر ہیں کہ آپ نے ہماری خواہش پر قیمتی پیش لفظ لکھ کر ہماری ہمت افزائی فرمائی، ان دونوں ہی بزرگوں کے احسان کو ہم طلبہ کبھی فراموش نہیں کر سکتے اور نہ ہی کماحقہ شکریہ ادا کر سکتے ہیں، بس دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی آپ جیسے سرپرستوں کا سایہ ہم پر تادیر سلامت رکھے اور آپ سے طویل استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اسی طرح ہم اپنے مشفق ومربی استاذ محترم مولانا نذر الحفیظ ندوی کو بھی بھلا نہیں سکتے کہ جن کے مفید مشورے قدم قدم پر ہمارے رفیق رہے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے میں نقوشِ راہ کا کام دیتے رہے، نیز ان اہلِ خیر مخلصین کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جن کا خلوص ان کے نام کے اظہار سے مانع ہے اور انہیں کے تعاون سے یہ کتاب آپ حضرات کے سامنے ہے، اسی طرح اپنے ان تمام ساتھیوں کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے کسی بھی حیثیت سے تعاون کیا ہو، اللہ تعالی تمام محسنین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دارین میں فوز وفلاح ان کا اور ہم سبھوں کا مقدر فرمائے، آمین!

والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

طلبہ بھٹکل

دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۱۲/۴/۱۴۲۶ھ

www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی دامت برکاتہم
(معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مخدوم ومربی مولانا سید ابوالحسن علی حسنی قدس اللہ سرہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت شاداب دل ودماغ کی طاقت سے نوازا تھا، مضمون آفرینی ان کا فن نہیں' افتادِ مزاج کا آئینہ تھا، بارہا ایسا ہوا کہ ان سے عوام کو خطاب کرنے کی درخواست کی گئی، انہوں نے ان آیاتِ کریمہ کو اپنی تقریر کا موضوع بنایا جسکی ابتداءِ جلسہ میں تلاوت کی گئی تھی، اور ایسا بھی ہوا کہ جلسہ تلاوت سے نہیں شروع ہوا بلکہ فرض نمازوں کے بعد آپ نے خطاب کیا، تو وہ آیات جو اس جلسہ سے پہلے نماز کی امامت کرتے ہوئے امام نے پڑھی' آپ نے اسی کو کو موضوع بنالیا اور یہ فرمایا کہ یہ آیت اپنی جگہ پر بذاتِ خود ایک معجزہ ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلبِ مبارک پر ایسے مضامین کا القاء فرمایا جس کو سننے والے سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔ علماء، اساتذہ اور ماہرین فن جو اس مجلس میں موجود ہوتے، وہ سر دھنتے اور کہتے ؎

آیا کہاں سے نالۂ نَے میں سرورِ مَے
اصل اس کی نَے نواز کا دل ہے کہ چوبِ نَے

معلوم ہو رہا تھا کہ ایک غیب سے صدا آ رہی ہے اور نادر مضامین کے دفتر کھل رہے ہیں، افسردہ طبیعتیں زندگی اور نشاط کی امنگ محسوس کرنے لگتیں، دل کھنچنے لگتا، آیات قرآنی کی حقانیت پر پیشانی سے پہلے دل سجدہ ریز ہوتا، ہمارے حضرت مولانا کے لئے ایسا واقعہ ایک دوبار کا نہیں، بارہا پیش آیا ہے، عرب میں بھی اور عجم میں بھی، افغانستان میں بھی اور استنبول میں بھی، مصر وشام میں بھی اور عین کعبۃ اللہ کے سامنے مقامِ ابراہیم کے جلو میں بھی، یہ اللہ کی دین تھی، اللہ کی دین سے فائدہ اٹھانا، اس کی قدردانی کرنا اور بقدر ظرف واستعداد اس سے فیضیاب ہونا

مومن کی شان ہے، اہل تقوی کی نشانی ہے، صداقت کا معیار ہے اور محبت کی پہچان ہے۔

حضرت مولاناؒ کی اس طرح کی چند تقریریں جن کے موضوعات مختلف ہیں لیکن سب کی روح ایک ہی ہے، نغمہ ایک ہی ہے، دھنیں مختلف ہیں، ساز مختلف ہیں لیکن دل کا سوز یکساں ہے، ہمارے عزیز طلبہ دارالعلوم جنہوں نے بھٹکل میں اور پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی ہے انہوں نے بھٹکل میں مختلف مناسبات سے ہونے والی تقریروں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے ان کا ذوق گواہی دیتا ہے کہ وہ حجر و یاقوت میں فرق کرنا جانتے ہیں، انہوں نے ان تقریروں کو دیکھا اور بے ساختہ کہا ؏

هجان الحي كالذهب المصفى

صبيحة ديمة يجنيه جان

قبیلہ کے شریف زادے ایسے ہیں جیسے صبح کی رم جھم بارش میں خالص سونا چمکے اور جس کو اٹھانے والا بے تکلف اٹھا لے۔

اگر یہ تقریریں ''كالذهب المصفى'' کی مصداق ہیں تو یہ عزیز طلبہ جنہوں نے ان کو جمع کیا ہے وہ ان جواہرات کو چننے والے ہیں اور انہوں نے اپنے جیب و دامن کو زر خالص سے بھرا ہے اور آج دوسروں کو اس کی چمک دکھا رہے ہیں۔ جزاهم الله خيراً وبارك فيهم وألهمهم الخير في كل مرحلة من مراحل حياتهم.

بندۂ عاجز و ناتواں

١٢/٤/١٤٢٦ھ

عبداللہ عباس ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

الحمدلله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سیدالمرسلین محمدو علی آله وصحبه أجمعین، أمابعد!

گذشتہ صدی کا بیشتر زمانہ مشرقی ممالک پر مغرب کے سامراجی ظلم اور استعمار کا زمانہ رہا اور اس سلسلہ میں مشرقی ملکوں کی طرف سے استعمار کے ظلم وحق تلفی کے خلاف آواز اٹھانے اور ناگواری کے اظہار کرنے کا سلسلہ بھی رہا اور اس زمانہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ رہی کہ مسلمان مفکرین نے مسلمانوں کو ان کی دو تین صدی سے جاری شکست خوردگی اور پسماندگی کے تناظر میں ان کے عہد سابق کے عروج، علمی سربلندی، عملی کارگذاری اور جہاں بانی کی پُرعظمت مثالوں کی طرف تحریر وتقریر کے ذریعہ متوجہ کیا اور مغربی استعماری طاقتوں نے مشرقی ملکوں کی قوموں کو جس طرح اپنے سامراجی مقاصد کیلئے غلامانہ ذہنیت اور پستی کے حالات میں مبتلا کر رکھا تھا، اس سے بیدار کرنے کی کوشش کی جس کی مثالوں کو آزادئ ملک کی کوششوں کے پس منظر میں دیکھا جاسکتا ہے، ان ملکوں کو غلامانہ صورت حال سے آزاد کرنے کی جو کوششیں کی گئیں ان میں ان کے ذہنوں کی صحیح تشکیل کے لئے مناسب جدید ذرائع ووسائل کو اختیار کیا گیا، گذشتہ پچھتر، اسّی سال کے دوران اس کے بڑے اچھے نمونے سامنے آئے جو حصول آزادی سے قبل اور حصول آزادی کے بعد دونوں زمانوں میں نمایاں طور پر ملتے ہیں، انہیں میں خاص طور پر حصول آزادی سے کچھ پہلے سے شروع ہوکر صدی کے اختتام تک مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا فکری ودینی ذہن سازی کا کام بھی قابل ذکر مقام رکھتا ہے، حضرت مولاناؒ نے امت اسلامیہ کے اسلامی فروغ اور اپنے شاندار ماضی کو

www.abulhasanalinadwi.org

دہرانے کی فکر اپنانے کی طرف متوجہ کیا، اس فروغ کے سلسلہ میں انہوں نے ملت اسلامیہ کی زندگی کے مختلف ومتعدد پہلوؤں میں سے ہر ایک کو اپنے پیش نظر رکھا، ملت اسلامیہ کی پسماندگی کے مختلف پہلو تھے مثلاً عام انسانی سطح کے، فکری اور علمی سطح کے، قومی وسیاسی سطح کے، دینی وعقائدی سطح کے، حضرت مولاناؒ نے ان سب کا لحاظ کیا جو ان کی تقریروں وتحریروں اور عملی طریقوں میں صاف دیکھی جاسکتی ہیں، حضرت مولاناؒ کے کام کی خصوصیت یہ رہی کہ ان کے جو مخاطبین ہوتے تھے ان کی صورتحال اوران کی صلاح وفلاح کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر مخلصانہ اور مؤثر ڈھنگ سے بات کہتے تھے، حضرت مولاناؒ کو سیاست وحکومت کے اصحاب کے سامنے بات کرنے کا بھی موقعہ ملتا، تعلیم کے عصری حلقوں میں اور دینی درسگاہوں میں الگ الگ خطاب کا بھی موقع ملتا، بادشاہوں اور چوٹی کے حکمرانوں میں بھی توجہ دہانی اور ہمدردانہ نصیحت کا موقعہ بھی ملتا، بحث وتحقیق کے فکری دائروں میں بھی اپنے افکار پیش کرنے کا موقعہ ملتا، ادبی حلقوں میں بھی بات کرنے کا موقعہ ملتا اور کم پڑھے لکھے اوران پڑھ مسلمانوں کے مجمع کو بھی خطاب کرنے کا موقعہ ملتا، ان سب موقعوں اور مختلف صورتوں میں حضرت مولاناؒ بہت خوبی کے ساتھ اپنی بات پیش کرتے اور امت اسلامیہ کا جو عظیم مقام اور عظیم کردار ان کے پروردگار کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اس کو یاد دلاتے اور عامۃ المسلمین میں جو اخلاقی اور دینی پستی اور خرابی عام طور پر پائی جاتی اس کو درست کرنے کی غرض سے دعوت وتبلیغ کا اچھا اسلوب اختیار کرتے، اللہ تعالی نے ان کو زبان دانی اور فکری بلندی کی اچھی صلاحیت عطا فرمائی تھی، وہ ان کاموں میں اس کو استعمال کرتے، اسی کے نتیجہ میں ان کو یہ بات حاصل تھی کہ ان کی تحریر وتقریر سے فائدہ اٹھایا جاتا اور لوگوں کے ذہنی اور عملی انداز بدلنے کے واقعات بھی پیش آتے، اسی طرح سے حضرت مولاناؒ کے خطابات اوران کی علمی وفکری تصانیف کا ایک مجموعہ قائم ہوگیا اس سے ان کے بعد بھی فائدہ اٹھایا جارہا ہے اوران کے مختلف مضامین جو رسالوں میں شائع ہوئے اور خطابات جو شائع نہیں ہوسکے ان کو بھی مرتب کرنے اور نئی نئی کتابوں کی شکل میں افادۂ عام کے لئے سامنے

www.abulhasanalinadwi.org

لانے کا سلسلہ جاری ہے جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں اس کو مکتبات کی فہرستوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان کے مغربی وجنوبی ساحل پر ایک مؤقر شہر بھٹکل کے نام سے شہرت رکھتا ہے جہاں قدیم عربوں سے تعلق رکھنے والے خاندانوں کی نسلیں اپنی ممتاز خصوصیات کے ساتھ وہاں کی آبادی میں نمایاں ہیں، جس کا شمالی ہند کے علماء اور مصلحین سے بھی احترام وعقیدت کا تعلق رہا ہے، اس احترام وتعلق کا بڑا حصہ ندوۃ العلماء کو خاص طور پر حاصل ہوا ہے، ندوۃ العلماء کے سابقہ سربراہوں کی توجہ سے وہاں دینی تعلیم کے عمل کو مضبوط بنانے کی کوشش کی گئی تھی جس کے نتیجہ میں وہاں مؤقر بڑی درسگاہ قائم ہوئی جس کی سرپرستی بعد میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کو حاصل رہی، یہ درسگاہ جامعہ اسلامیہ کے نام سے دارالعلوم ندوۃ العلماء کا اس علاقہ میں بتدریج ایک حصہ بن کر علمی وتعلیمی فیض پھیلاتی رہی اور حضرت مولاناؒ کا اور ان سے منسلک لوگوں کا یہاں بار بار آنا جانا ہوا اور حضرت مولاناؒ کو اس بستی میں بار بار جانے اور خطاب کرنے کا موقعہ ملا، اس بستی میں جامعہ اسلامیہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد جو ندوۃ العلماء سے بھی تعلیمی فیض اٹھاتی رہی بتدریج بڑھتی چلی گئی اور ان کی صلاحیتوں سے یہاں کی مسلم آبادی کو اچھے کارآمد رہنما حاصل ہونے لگے ان میں خاص طور پر مولانا محی الدین منیریؒ اور ان کے رفقاء قابل ذکر ہیں جنھوں نے جامعہ اسلامیہ کی ترقی کے لئے بڑی فکرمندی دکھائی، حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ وہاں جب جاتے تو ان کے خطابات کو غور سے سنا جاتا اور بہت فائدہ اٹھایا جاتا اور قدر کی جاتی، اسی قدردانی کے سلسلہ ہی کی بات ہے کہ ہمارے وہ ندوی فضلاء جو جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے تکمیلِ تعلیم کے لئے ندوۃ العلماء آتے رہے وہ برابر ندوۃ العلماء سے اور اس کے اساتذہ سے بھی محبت وعقیدت کا تعلق رکھتے رہے، ان کے ذہنوں میں قدردانی رہی اور انھوں نے حضرت مولاناؒ کے متعدد خطبات کو کتابچوں کی شکل میں شائع کیا، اس سلسلہ ہی کی یہ ایک کڑی ہے کہ حضرت مولاناؒ کے خطابات جو بھٹکل میں تاحال غیر شائع شدہ شکل میں موجود تھے ان کو اکٹھا کر کے ایک

www.abulhasanalinadwi.org

مجموعہ کی شکل میں شائع کرنے کا ان فرزندان بھٹکل نے ارادہ کیا، اس میں حضرت مولاناؒ نے موقع ومحل کی ضرورت اور مقتضائے حال کے فرق سے جو خطابات کئے ان کو زمانی ترتیب سے جمع کیا گیا، ان خطبات کو دیکھنے سے فرزندان بھٹکل کے لئے جو راہ عمل اور ملی فریضہ ایک رہبرِ امت کی نظر میں ہوسکتا ہے وہ ان خطبات سے جھلکتا نظر آتا ہے اور حضرت مولاناؒ سے اہلِ بھٹکل کو اور اہلِ بھٹکل سے حضرت مولاناؒ کو جو لگاؤ اور تعلق ہو گیا تھا اور جو جذبہ اور تعلق اس سے ابھرا اسی کے اثر سے حضرت مولاناؒ کے خطابات میں ان کا خصوصی خیر خواہی کا جذبہ نمایاں طریقے سے محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ہم فرزندانِ بھٹکل کی اس پیشکش کو جنہوں نے حضرت مولاناؒ کے خطابات کو جمع کر کے کتاب کی شکل میں تیار کیا ہے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، امید ہے کہ یہ مجموعۂ خطابات مولاناؒ کی اہلِ بھٹکل کے سلسلہ میں ایک یادگار ثابت ہوگا، ہم اس کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس سے جو خیر حاصل ہوگا اس کی پوری امید رکھتے ہیں۔

محمد رابع حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

خاتون منزل
گولہ گنج لکھنؤ
۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

www.abulhasanalinadwi.org

نشان منزل☆

بعد حمد وصلوۃ!

﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم.﴾(۱)

ماں باپ سے بڑھ کر کسی کی محبت وشفقت نہیں

میرے دوستو بھائیو اور بزرگو! ہم کو اور آپ کو معلوم ہے کہ دنیا میں ماں باپ سے بڑھکر کسی کی محبت اور شفقت نہیں، ماں کی مامتا دنیا میں ضرب المثل ہے، اگر کوئی عورت، اگر کوئی انسانی ہستی، اگر دنیا کی کوئی بھی مخلوق ماں کی محبت سے بڑھکر دعویٰ کرے تو سب اس کو جھوٹا کہتے ہیں، جھوٹا سمجھتے ہیں اور اس پر اعتماد نہیں کرنے، اور اس کو بناوٹ، نفاق، اور جھوٹا دعویٰ سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بچے کی محبت ماں کے دل میں ڈال دی ہے جب سے یہ نظام عالم قائم ہے۔ یہ محبت رہی ہے، اس نظام عالم میں جسمانی پرورش کا نظام ایک خاص اسٹیج پر چل رہا ہے، اگر ماں کے دل میں بچے کی محبت نہ ہو تو بچے کی پرورش بہت مشکل ہے، چنانچہ جو بچے اپنی ماؤں سے محروم رہتے ہیں، کسی وجہ سے ان کی پرورش کیلئے بہتر سے بہتر سامان کیا جائے لیکن وہ قدرتی، وہ بے تکلف، وہ خدائی محبت اور مامتا کا جوش، اور فکر اور درد جو ماں کے دل میں ہوتا ہے، وہ پیدا نہیں ہوتا، وہ بچے

☆ بھٹکل میں کی گئی حضرت مولاناؒ کی پہلی تقریر ۱۹۶۷ء

(۱) سورۃ التوبۃ/۱۲۸-۱۲۹۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس دولت سے محروم رہ جاتے ہیں، اس طرح سے باپ کی شفقت بھی، بالکل قدرتی بات ہے، اللہ تعالی نے باپ کے دل میں بھی محبت وشفقت کا مادہ رکھا ہے، اور کیوں نہ ہو اولاد اس کے جسم کا ٹکڑا بلکہ اس کے دل ہی کا ٹکڑا ہے، اس لئے جسے اپنے آپ سے محبت ہوتی ہے اسے اپنی اولاد سے بھی محبت ہوتی ہے۔ سوائے اس کے کہ فطرت مسخ ہو جائے، انسان کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہو جائے اور کوئی ایسا عنصر شامل ہو جائے، جس سے فطرت متاثر ہو۔ لیکن ماں اور باپ اپنے علم کے مطابق، اپنے تجربے کے مطابق اپنی سمجھ کے مطابق، بچے کے لئے بھلائی چاہتے ہیں، اس کو تعلیم دینا چاہتے ہیں، اس کی تربیت کرنا چاہتے ہیں، اس میں اچھے اخلاق پیدا کرنا چاہتے ہیں، اور بری باتوں سے بری صحبت سے، بچے کو بچانا چاہتے ہیں۔

اندھی محبت کی مثال

لیکن کبھی کبھی ماں کی محبت اندھی ہوتی ہے، کہتے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے، اور ماں کی محبت تو بہت اندھی ہوتی ہے۔ وہ اندھا دھند کام کرتی ہے۔ اس کو فکر نہیں ہوتی کہ بچے کے حق میں یہ بات انجام کے لحاظ سے بہتر ہے، مفید ہے، یا مضر، بس مامتا کا جوش ہوتا ہے، اس میں اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، وہ بالکل اندھی بن جاتی ہے، بعض اوقات بچے کو نقصان پہنچانے والی ضد پوری کرتی ہے۔ اس کی فرمائشیں پوری کرتی ہے۔ وہ مکتب میں جانا نہیں چاہتا تو اس کو روک لیتی ہے۔ سو بہانے کرتی ہے، بیمار بتلاتی ہے، اور اس طرح سے بچہ مکتب کی تعلیم سے محروم رہ جاتا ہے، اس طرح کی ہزاروں نہیں لاکھوں مثالیں ہیں، جس طریقے سے انسانی جسم کی پرورش کا نظام، اور ترقی کا نظام ماں اور باپ کی محبت پر چل رہا ہے، اسی طریقے سے روحانی اور اخلاقی پرورش کا نظام۔

www.abulhasanalinadwi.org

مخلوق کے ساتھ انبیاء کی غیر معمولی شفقت

اور سچ پوچھیے تو یہ پورا نظام عالم پیغمبروں کی محبت اور شفقت پر چل رہا ہے، ماں باپ میں جو لوگ ذرا سمجھدار ہوتے ہیں، جن کی نظر ذرا دور بیں ہوتی ہے، جن کی انجام پر نظر ہوتی ہے، وہ بچے کی چھوٹی چھوٹی ضدیں پوری نہیں کرتے ان کے بے جا اصرار پورا نہیں کرتے، وہ بعض اوقات بچے کو رلاتے ہیں، بعض اوقات دکھ پہنچاتے ہیں، مگر جو چیز انجام کے لحاظ سے اس کے لئے بہتر ہوتی ہے وہ اسی کا انتظام کرتے ہیں، بچہ مدرسہ نہیں جانا چاہتا وہ اسے بھیجتے ہیں بچہ دوا نہیں پینا چاہتا پلاتے ہیں، بچہ آپریشن نہیں کرانا چاہتا کراتے ہیں، شگاف نہیں دلانا چاہتا دلاتے ہیں، ان سے بڑھ کر محبت کرنے والا بچے کے لئے کون ہوسکتا ہے، لیکن وہی اس کو پکڑتے ہیں، وہی آپریشن کرواتے ہیں، یہی سب کچھ دنیا میں ہوتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی یہ مخلوق اور انسانوں کی یہ نسل تعلیم سے، تربیت سے، اخلاق سے بلکہ انسانیت سے محروم رہ جائے، جس طریقہ سے ہمارا یہ جسمانی نظام چل رہا ہے اسی طرح سے روحانی، اور اخلاقی تربیت کا نظام پیغمبروں سے وابستہ ہے، اللہ تعالی نے ان کو ایسی محبت، اور شفقت عطا فرمائی ہے کہ اس محبت اور شفقت کے سامنے ماں باپ کی محبت سچ پوچھیے تو گرد ہے، ماند ہے، ہم اندازہ نہیں کرسکتے کہ پیغمبروں کے دل میں اپنی امت کی کس درجہ محبت اور شفقت ہوتی ہے، وہ کس طرح سے ان کے دل کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں، ان کے پاؤں میں، ان کے تلوے میں کانٹا چبھتا ہے، انگلی میں ان کے جسم کے کسی حصہ میں پھانس لگتی ہے، تو اس کی خلش وہ سارے جسم میں محسوس کرتے ہیں۔

اپنے امتی کے ساتھ ان کا کیسا تعلق ہوتا ہے، ان کا اندازہ کرنا ہمارے لئے مشکل ہے، اللہ تعالی نے فرمایا ہے، میں نے جو آپ کے سامنے آیت پڑھی آپ کو مسلمانوں کی حیثیت سے اور اگر اللہ تعالی نے ہم کو علم دیا ہے، سیرت کا، آنحضرت ﷺ کے حالات سے ہم کو تھوڑی بہت واقفیت ہے تو ہم اس کے لفظ بلفظ نہیں، حرف بحرف نہیں بلکہ نقطہ بہ نقطہ تصدیق کریں گے، ﴿ لقد

www.abulhasanalinadwi.org

جاء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم فإن تولوا فقل حسبي الله لا إله إلا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم. ﴾ ایسا پیغمبر آیا ہے جو تمہیں میں سے ہے، اور اگر وہ ہم میں سے نہیں ہوتا تو اس کو ہمارے درد و دکھ کا احساس نہ ہوتا، ہماری مشکلات کو وہ نہ جانتا، اسے جانتا بھی تو اس مشکل میں شریک نہ ہوتا، انسان کا درد انسان محسوس کرتا ہے، بھائی کی تکلیف بھائی محسوس کرتا ہے، ایک گاؤں کے رہنے والے، ایک دوسرے کے دکھ درد کو جانتے ہیں ایک گاؤں کے لوگ بعض اوقات ایک دوسرے کی مشکلات کو نہیں سمجھتے، ریاست صوبہ، ملک تو بڑی چیز ہیں، اور دنیا تو بعد میں بنتی ہے، ایک چھوٹے سے گاؤں کے لوگ بھی بسا اوقات ایک دوسرے کی مشکلات کو نہیں سمجھتے، تمہارے پاس ایک پیغمبر آیا ہے، جو تم میں سے ہے، تمہاری جنس میں سے ہے، یعنی جس چیز سے تم ذرا سی بھی تکلیف ہو وہ اس کو شاق گذرتی ہے، وہ اس کو برداشت نہیں ہوتی، وہ اس کو کھل جاتی ہے، اس کی جان پر بن جاتی ہے، ﴿عزیز علیه ما عنتم﴾ جس سے تم کو ذرا سی بھی تکلیف ہو، تمہاری شفقت، تمہارے درد سے، تمہاری بے چینی سے وہ بے چین ہوتا ہے، ﴿حریص علیکم﴾ اس کو تمہاری بڑی فکر ہے، تمہاری دھن اس کو لگی ہوئی ہے، کہ تم اللہ کے مقبول بندے بن جاؤ، اللہ کی رحمت تم پر رہے، مغفرت رہے، اس کی تھوڑی سی غفلت سے تمہارا دامن کہیں خالی نہ ہو جائے، کفر کا کلمہ تمہارے حلق سے اترنے نہ پائے، انسان جہنم کے حلقے میں شامل نہ ہونے پائے، شیطان کے حلقے میں جانے نہ پائے، اور خدا کے دین کی خدمت چھوٹنے نہ پائے بس جو بھی انسان ہے وہ انہیں میں آجائے، اللہ تعالی کی رحمت کی جھولی میں آجائے ﴿ بالمؤمنین رؤف رحیم. ﴾

ایمان والوں کے ساتھ نہایت شفقت کرنے والا، اور بہت مہربان ہے، آنحضرت ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ جو تعلق تھا فکر تھی جو درد تھا، اس کا آپ اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ وہ کس درجہ کی تھی، بس یوں سمجھئے کہ جیسے ایک ماں کی ایک ہی اولاد ہو، ماں کا ایک چھوٹا بچہ ہو اکلوتا اور

www.abulhasanalinadwi.org

ساری زندگی کا سہارا، سارے گھر کا چراغ، اس ماں کو جیسے اپنے بچے کی فکر ہوتی ہے، اس کی ترقی سے خوشی ہوتی ہے، اس کی تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے، تو سمجھئے ایسا ہی تعلق ایک پیغمبر کو اپنی امت کے ساتھ ہوتا ہے، صحابہ کرام کے ساتھ آپ کا کیا تعلق تھا، یہاں تک کہ وہ لوگ جو مکہ کے رہنے والے تھے، ان میں سے بعض آپ کے عزیز تھے، اور بعض ان میں سے اہل شہر تھے، ہم وطن تھے، مگر بدر میں قیدیوں کی حیثیت سے جب وہ پیش ہوئے، تو نماز میں بھی آپ بے چین رہے، نماز سے آپ کو جو عشق تھا، نماز میں جو مزہ ملتا تھا، اور جو طمانیت ہوتی تھی، خدا کی طرف توجہ ہوتی تھی، اس کا اندازہ ہم آپ کر ہی نہیں سکتے۔

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

آپ فرماتے: "قرة عيني في الصلوة" (۱) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، آپ بلالؓ سے فرماتے ہیں کہ اے بلالؓ! بلالؓ آپ کے مؤذن تھے، دنیا کی باتیں ہورہی تھیں، وہاں کیسی باتیں ہونگی اچھی باتوں کے سوا وہاں اور کیا ہوسکتا تھا، اسلام کی تبلیغ کی باتیں، اسلام کو پھیلانے کی تدبیریں، کوششیں، اور علم قرآن وحدیث، لیکن آپ کو حضور نماز کا جو مقام تھا، نماز سے جو تعلق تھا، آپ نماز کے لئے بے چین ہو کر بلالؓ سے کہتے ہیں، اے بلالؓ اذان کہہ کر ہم کو آرام دو (۲) بہت انتظار کیا، اب انتظار نہیں ہوتا، بلالؓ خدا کے لئے اذان دو تا کہ ہم کو سکون حاصل ہو، تا کہ ہم کو آرام ملے، بس نماز سے آپ کا یہ تعلق تھا، آپ ﷺ کہتے ہیں کہ میں کبھی کبھی نماز میں ہوتا اور پیچھے سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی، دل تو چاہتا کہ نماز لمبی کروں، دل کھول کر قرآن شریف پڑھوں، اپنے خدا کے سامنے خشوع وخضوع کے ساتھ لمبے لمبے سجدے

---

(۱) نسائي: كتاب عشرة النساء، باب حب النساء رقم ۳۹۳۹۔ مسند أحمد: ج ۳، ص ۱۹۹، ۲۸۵، ۱۲۸۰ (۲۸۵ میں جعل کی جگہ جعلت کا لفظ آیا ہے)۔

(۲) أبو داؤد: كتاب الأدب، باب في صلوة العتمة، رقم ٤٩٨٥، ٤٩٨٦۔

www.abulhasanalinadwi.org

کروں، خوب اس سے باتیں کروں، خوب اس سے دعائیں کروں، اس کا نام لوں اچھی طرح سے اس کو پکاروں، راضی کروں، اور مناؤں، لیکن اس بچے کی آواز میرے کان میں آتی ہے، اور میں سوچتا ہوں کہ اس کی ماں بھی نماز میں ہوگی (۱) اس زمانے میں مسلمان عورتیں بھی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آتی تھیں، اور وہ زمانہ فتنہ فساد کا زمانہ نہیں تھا، خیر القرون کا زمانہ تھا، اس لئے عورتوں کو اجازت تھی کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ، اپنے باپ کے ساتھ، اپنی اولاد کے ساتھ وہ بھی اللہ کے گھر آئیں، اور نماز پڑھیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نماز میں ہوتا ہوں، اور میرا اس وقت ارادہ ہوتا ہے کہ اپنے خدا سے دل کھول کر مانگوں گا، دل کھول کر دعائیں مانگوں گا، دل کھول کر قرآن شریف پڑھونگا، اتنے میں کان میں ایک بچے کی رونے کی آواز آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس کی ماں نماز میں ہو اور اس کا دل بے چین رہے گا، اس کا دل نماز میں نہ لگے گا، وہ اپنے بچے کو جلد لینا چاہے گی، اس وقت میں نماز مختصر کر دیتا ہوں۔

پیمبرانہ شفقت کی مثال

بھائیو! اس سے بڑھ کر کیا تعلق ہوسکتا ہے، ہم کو نماز سے اس قسم کا تعلق کہاں ہے، جن لوگوں کو نماز سے تعلق ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کتنی بڑی قربانی ہے، یہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی کتنی بڑی قربانی تھی، وہ نماز میں دنیا و آخرت سے بے خبر ہو جاتے تھے، آپ کو نماز میں بالکل یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ اس وقت دنیا میں کیا ہو رہا ہے، آپ اپنے خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر رونے، مانگنے اور گڑگڑانے میں مصروف رہتے، اس میں آپ ایک بچے کی آواز سے نماز کو مختصر کر دیتے تھے کیوں؟ اس لئے کہ اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو، آپ کا اپنی امت کے ساتھ یہ حال تھا،

---

(۱) بخاري: كتاب الأذان، باب من أخف الصلوة عند بكاء الصبي، رقم ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ نے فرمایا اے مسلمانو! میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص نے الاؤ روشن کیا، بہت ہی تیز آگ جلائی، جیسے کہ جنگلوں میں آگ ہوتی ہے، لوگ اس کے چاروں طرف بیٹھ کر تاپتے ہیں، برسات کی راتوں میں آپ نے دیکھا ہوگا آگ کے پاس کیا ہوتا ہے، پروانے آ کر گرتے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں آ کر جمع ہو جاتے ہیں، آپ ایک بتی روشن کر دیجئے بس کافی ہے، روشنی پھیلتے ہی خدا جانے کون ان کو خبر کر دیتا ہے، وہ آتے ہیں، امنڈ آتے ہیں، بادلوں کی طرح امنڈ آتے ہیں، وہ سب کے سب آگ میں آ کر ٹوٹ پڑتے ہیں، تمہاری مثال ایسی ہی ہے، جیسے کسی نے الاؤ روشن کیا اور پتنگے آ کر اس پر گرنے لگے، اسی طرح سے تم جہنم کی آگ میں گرنا چاہتے ہو، اے انسانو! تم جہنم کی آگ میں، دوزخ میں گرنا چاہتے ہو، اور میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تم کو آگ سے ہٹاتا ہوں (۱) یہ آپ ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ تعلق کا معاملہ ہے، امت کے ساتھ آپ کو الفت تھی، ایسی الفت کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن مجید میں کہنا پڑا۔

غلامان محمد کا یہ حال تو

سورہ کہف میں آیا ہے: ﴿فلعلك باخع نفسك على آثارهم إن لم يؤمنوا بهذا الحديث أسفا﴾ (۲) کیا تم جان دیدو گے ان انسانوں کے پیچھے، کیا تم اپنا گلا گھونٹ لو گے، ان کے اسلام نہ لانے پر، ایمان نہ لانے پر، آپ کو یہ فکر تھی کہ آپ کی امت میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جانے پائے، سب جنت کے مستحق ہو جائیں، اور سب خدا کی رحمت کے مستحق ہوں اور سب خدا کے مقبول بندے بن جائیں، آپ کا مقام تو بہت اونچا ہے، آپ کے غلاموں کا

---

(۱) بخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى ﴿ووهبنا لداؤد سليمن نعم العبد إنه أواب﴾ رقم ٣٤٢٦ـ مسلم: كتاب الفضائل، باب شفقته صلى الله عليه وسلم على أمته ومبالغته في تحذيرهم مما يضرهم، رقم ٢٢٨٤، ٢٢٨٥ـ ترمذي: كتاب الأدب، باب ماجاء في مثل ابن آدم وأجله وأمله، رقم ٢٨٧٤ـ

(۲) سورة الكهف/٦ـ

www.abulhasanalinadwi.org

یہ حال تھا، آپ اپنے مشائخ، صوفیائے کرام، اور صحابہ کرام کی سوانح عمریاں پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں نے نبوت کی وراثت میں آپ کے صدقے میں وہ محبت اور شفقت انسانوں کے ساتھ بتائی، اپنے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ، اپنے ساتھیوں کے ساتھ، ان لوگوں کا جو تعلق تھا، جو محبت وشفقت تھی، وہ گویا آنحضرت ﷺ کا صدقہ تھا، حضرت نظام الدین اولیاءؒ جو غلامان محمد میں سے تھے، ان کی سب سے بڑی معراج یہی ہے، ان کا یہ حال لکھا ہوا ہے کہ ان کی مجلس ہورہی تھی، اللہ اور رسول کی باتیں ہورہی تھیں، لوگ جمع ہونا شروع ہوگئے، آپ کے پاس جگہ ہی کہاں، وہ جمع ہونا شروع ہوگئے نتیجہ یہ ہوا کہ جو سایہ کی جگہ تھی وہ بھر گئی، جو لوگ بعد میں آئے وہ دھوپ میں کھڑے ہوگئے، آپ نے ایک مرتبہ تڑپ کر فرمایا کہ خدا کے لئے سایہ میں آجاؤ، دھوپ میں تم کھڑے ہو، اور میں جلا جارہا ہوں، یہ حالت تھی حضور ﷺ کے غلاموں کی، یہ آپ کے غلام تھے، آپ کے نام لیوا تھے، دوسروں کی تکلیف کا ان کو اتنا احساس ہوتا تھا کہ دوسرے دھوپ کھائیں اور تکلیف ان کو خود محسوس ہوتی تھی، وہ سوزش محسوس کرتے تھے۔

پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ میں سیر ہوکر کھاؤں

ایک مرتبہ حضرت نظام الدینؒ کا واقعہ ہے کہ حضرت سے کسی نے پوچھا کہ آپ کچھ کھاتے نہیں؟ وہ روزہ رکھتے تھے، انہوں نے عمر بھر روزہ رکھا سوائے بقرعید اور عید الفطر کے باقی ایام میں وہ روزہ سے رہتے تھے، اس لئے کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے، سال بھر روزہ رکھا، لوگ حلوہ لاتے تھے دستر خوان بچھا ہوا رہتا تھا، افطار میں وہ کھاتے تھے اپنی پسند کے مطابق بعض مرتبہ دیکھا گیا کہ ہاتھ بڑھایا ہوا وہیں رہ گیا، اور دستر خوان اٹھ گیا، برائے نام کچھ کھالیا تو کھالیا، ایک نے پوچھا کہ آپ تناول کیوں نہیں فرماتے، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ برائے نام ہی کھاتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم جو کچھ کھاتے ہو وہ میرے حلق میں جاتا ہے، مجھے افسوس ہورہا ہے کہ وہ میرے ہی حلق کے اندر جارہا ہے، اوران کے ایک خادم تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ

وہ رات سحری لے کر آتے تھے ان کی ڈیوٹی تھی کہ پانی وغیرہ وضو کے لئے رکھ آئیں، اور وہ خوان بھی لے آئیں جو کچھ بچا رہتا وہ کھاتے تھے، وہ کہتے ہیں کہ سب لوگ کھاتے تھے اور حضرت روزہ رکھتے تھے یعنی یہ کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ پیٹ بھر کر کھاتے ہوں، برائے نام کھاتے تھے، وہ کچھ بہانے سے کھاتے تھے، یا جوں کا توں جیسا خوان میں لے گیا ویسا ہی واپس لایا، ایک دن میں نے حضرت سے رو کر کہا کہ حضرت! آپ بھی کچھ کھایئے نا، آخر کس طرح سے کام ہوگا، عمر شریف اسّی سے اوپر ہوتے آئی کھایئے بوڑھوں کی طاقت کھانے ہی سے ہوتی ہے، اب کھائے بغیر کام کیسے چلے گا، حضرت رو کر فرمانے لگے کہ میاں اقبال جو کچھ نام تھا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ کتنے اللہ کے بندے مسجدوں کے صحن میں بھوکے پڑے ہیں، کیا تم کو معلوم ہے کہ دلی کے مسافر خانوں میں کتنے مسافر ایسے ہیں جو نان جویں کے محتاج ہیں، ان کو کھانے کو نہیں ملتا، پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ میں سیر ہو کر کھاؤں، یہ غلامان محمد ﷺ کے چند واقعات ہیں جو میں نے سنائے۔

ہم کو جنت کا مزہ آرہا ہے

حضرت عبد القادر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ، نظام الدین اولیاءؒ اور بڑے بڑے اولیاء کرام کے واقعات میں نے عرض کیا، یہ سب ان کا عمل تھا خادموں کے ساتھ، یہ سب نمونہ تھا، یہ صدقہ تھا، نمونہ کی یہ ایک جھلک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شفقت کی جو آپ کو اپنی امت کے ساتھ تھی، میرے دستو اللہ کے سب پیغمبر اللہ کا سلام ہو ان پر سب نے اپنی اپنی امتوں سے محبت وشفقت کا برتاؤ کیا، حضرت محمد ﷺ ماں باپ سے بڑھ کر محبت لے کر آئے، آپ کو یہ فکر تھی، یہ حرص تھی، یہ دھن تھی کہ امت کا بیڑا پار ہو، اس کو نجات ہو، اس میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جانے پائے، ایک امتی ہلاک نہ ہونے پائے، یہ نظام عمل تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا، آپ نے انسانیت کے سامنے جو تاریخ رکھی، جو ہدایت کا راستہ بتایا، اس پر چل کر مسلمان ہمیشہ کامیاب

www.abulhasanalinadwi.org

ہونگے، دنیا میں بھی، آخرت میں بھی دنیا میں راحت ہوگی، آخرت میں جنت کے مزے لوٹیں گے، دنیا میں جنت کے جھونکے آئیں گے، اور جنت کی ہوا چلے گی، اولیاء کرام کا مقولہ ہے کہ خدا کی قسم ہم کو جنت کا مزہ آرہا ہے، اور بہت سے عارفوں کا کہنا ہے کہ اگر لوگوں کو خبر ہو جائے دنیا والوں کو کہ ہم کس جنت میں رہتے ہیں، اسی زندگی میں ہم کو جنت کا جو سکھ حاصل ہے، تو خدا کی قسم وہ لوگ ہم کو یہاں بیٹھنے نہ دیں گے، ہم کو کام کرنے نہ دیں گے، وہ تلواروں کے ساتھ چل کر آبیٹھیں گے، اور ہم کو اٹھا کر کے یہاں ہماری جگہ پر خود بیٹھ جائیں گے، ہم کو دنیا فاقہ کرتا ہوا دیکھتی ہے، یا پیٹ میں پتھر باندھے ہوئے دیکھتی ہے، چیتھڑے لگائے ہوئے، پیوند لگائے ہوئے دیکھتی ہے، ہم کو دنیا مال کے اعتبار سے، کھانے کے اعتبار سے بہت بے مایہ اور بہت فقیر دیکھتی ہے، لیکن ہم تو یہاں جنت کا مزہ لوٹ رہے ہیں، ہم کو جو یقین اللہ تعالی نے عنایت فرمایا، جو راحت ہم کو بخشی، جو ہمارے دل میں استغنا رکھا، دل میں سے ہر خوف کو نکال دیا امید ختم کردی، نہ کسی سے امید، نہ کسی سے خوف ﴿ لاخوف علیهم ولا هم یحزنون ﴾(۱) کہ ہم کو جنت کا مزہ آرہا ہے، جنت کی تعریف کیا ہے، وہاں نہ خوف ہوگا، نہ مصیبت کی فکر ہوگی، نہ کیے ہوئے پر پچھتاوا، نہ پشیمانی نہ آئندہ کا غم ہوگا، یہ ان اولیاء کرام نے زندگی حاصل کی ہے۔

دنیا وآخرت میں کامیابی کی ضمانت

میرے دوستو! میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو راستہ ہم کو بتایا ہے، جو تعلیم آپ لے کر آئے، اور جو کتاب آپ لے کر آئے، اس پر چل کر ہم دین و دنیا دونوں جگہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں، ہم اس کے بغیر کتنی بڑی عقلمندی سے کام لیں، کتنے فلسفی ہوں، کچھ بھی ہوں نہ ہم اس دنیا میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں، اور نہ اس دنیا میں ہم کو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے، آپ کی اطاعت ہی میں کامیابی ہے، آپ ہی کے راستے میں

(۱) سورۃ یونس/٦٢۔

www.abulhasanalinadwi.org

فوز وفلاح ہے، آپ ہی کے راستے میں سعادت ہے، آپ نے جو طریقہ بتایا ہے، اسی طریقہ میں ہمارے لئے کامیابی اور نجات ہے۔

حیوانیت کا فلسفہ

ہماری عقل ہم کو کیا سمجھاتی ہے؟ ہماری عقل ہم کو یہ سمجھاتی ہے کہ آج کے فلسفہ اور آج کل کے نظام میں آج کل کی تربیت میں ترقی ہے، ہمارا نفس ہم کو یہ طریقہ بتاتا ہے، یہ فلسفہ دنیا ہے علمی مسئلہ بنا دیتا ہے، کہ کیسی دنیا اور کہاں دنیا کی فکر، کیا ملت کا مفاد، کیا ملت کے ارادے، کہاں کا مسلمانوں کا مسئلہ، دنیا کے مسلمانوں کا مسئلہ کہاں، ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ کہاں، کھاؤ پیو مست رہو، کماؤ زیادہ سے زیادہ، کماؤ اور اولاد کے لئے زیادہ سے زیادہ چھوڑ کر جاؤ، عمدہ مکانات اور بنگلے بناؤ، اور جائدادیں خریدو، باہر ممالک چلے جاؤ، کس فکر میں جڑے ہو تم؟ کہاں کا عقبیٰ کہاں کی آخرت، اور کہاں کے ملت کا مفاد، کہاں کے ملت کے مسائل، کہاں کے مسلمانوں کی فکر، اس جھنجھٹ میں اگر ہم پڑیں گے تو ہم سے نہ کھایا جائے گا، نہ پیا جائے گا تپ دق کیوں مول لیتے ہو، Eat Drink & Be merry کھاؤ پیو اور مست رہو، یہ جو یورپ کا فلسفہ Be merry رہنے کا جو فلسفہ ہے، ہمارا نفس ہم کو یہ بتاتا ہے کہ ہمارا بڑا مسئلہ ہماری ذات کا مسئلہ ہے، قوم کا مسئلہ نہیں ہے، اجتماعیت کا مسئلہ اور ملت کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ مسئلہ زید کا، بکر کا، اور عمر کا ہے، یہ جو اکائیاں ہیں، ملت کی ہراکائی دہائی کچھ نہیں، بس یہی دنیا ہے، یہی آخرت ہے، یہی اچھا ہے اور یہی برا ہے، اس کے نتیجے میں کھانے کو جو کچھ بھی مل جائے اور کھانے کو تو بہت کچھ مل جاتا ہے، پہننے کو تو بہت کچھ مل جاتا ہے، مگر یہ ہے جانور کی سی زندگی، بندر کی زندگی کیا ہے، گدھے کی زندگی کیا ہے، بھینس کی زندگی کیا ہے، کھالیا پی لیا اور اپنے بچوں تک کی بعض جانوروں کو فکر نہیں ہوتی، ایسا دکھایا گیا ہے کہ بچہ بھی اگر منھ مار رہا ہے تو ماں اس کے منھ سے لقمہ چھین رہی ہے، اسے کھانے نہیں دیتی، یہ ہے حیوانیت کا فلسفہ، یہ ہمارا نفس ہم کو بتاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

شیطان کا دھوکہ

﴿وزين لهم الشيطان ما كانوا يعملون ﴾(۱) شیطان ان کے اعمال کو آراستہ کر کے دکھاتا ہے، وہ بتاتا ہے کہ دوسروں کی فکر میں تم کیوں گھلے جا رہے ہو، ہر وقت لوگوں کے غم میں مبتلا رہتے ہو، یہ دردِ سر مرض اور یہ بیماری جس کو لگ گئی وہ گھلتا چلا جاتا ہے، اس کی ہڈی کو بھی گھلا دیتی ہے، یہ ہمارا نفس ہم کو بتاتا ہے، اور ہمارا نفس سمجھاتا ہے کہ کہاں کا مرنا اور کہاں کا جینا۔

جہالت لوٹ آ رہی ہے

﴿إن هي إلا حياتنا الدنيا نموت ونحيىٰ﴾(۲) یہ سب کھیل ہے، یہی دنیا کی زندگی ہے، آج ہم زندہ ہیں کل مر جائیں گے، کہاں کے ملت کے مسائل، کہاں کی اجتماعیت، کہاں کے ملی مفاد، کیسی تعلیم و تربیت، اس ملک میں کیا ہو رہا ہے، کیا ہونے والا ہے، آنے والی نسلوں کا حال کیا ہوگا، ہم پر کیا ذمہ داری ہے، ہم پر صرف اتنی سی ذمہ داری ہے کہ بس کھالیں، پی لیں، بچوں کو پڑھائیں، ان کو آگے بڑھائیں، ان کو ایک کامیاب انسان بنائیں، ان کے مستقبل کا کیا ہوگا، اس ملک میں کیا ہونے والا ہے، مسلمانوں کا کیا ہونے والا ہے، اس فکر میں ہم کیوں پڑیں، یہ فلسفہ ہے نفس کا، نفسانیت کا، حیوانیت کا، انفرادیت کا، جو کوئی قوم اس فلسفہ میں مبتلا ہو جاتی ہے، اور نفسی نفسی میں پڑ جاتی ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا، ایک چھوٹا سا کنبہ آج یہ کنبہ بھی مختصر ہو رہا ہے، اپنی ہی زندگی میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کنبہ روز بروز مختصر ہو رہا ہے، پہلے چچازاد، تایازاد بھائی، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائیوں کا پورے کنبہ سے تعلق تھا، جب انسانیت کا تعلق تھا تو پوری برادری کے ساتھ تعلق تھا، گاؤں کا ہر بچہ اپنا بچہ معلوم ہوتا تھا، اور ہر آدمی اپنا بھائی معلوم ہوتا تھا،

---

(۱) سورة الأنعام/۴۳۔

(۲) سورة المؤمنون/۳۷۔

www.abulhasanalinadwi.org

جب اس کے بعد مادیت کارفرما ہوگئی تو یہ بات آئی کہ اگر ایک محلہ کے کسی بچہ کو دوسرے محلہ کے کسی بچے نے چھیڑ دیا تو بس بپھر گئے کہ ہمارے محلہ کے بچوں کو مارنے کی ہمت کیسے ہوئی، کیسے مجال ہوئی، ہمارے محلہ کے بچے کی طرف نظر اٹھا کر کیسے دیکھا، اب اس محلّہ کے لوگ اس محلّہ کے لوگ ایک دوسرے محلّہ سے جرمن اور انگریزوں کی لڑائی کی طرح دونوں آمنے سامنے کھڑے ہوگئے، پھر محلّہ میں لڑائی شروع ہوگئی، پہلے خاندان میں، سگے ماموں زاد بھائی، سگے خالہ زاد بھائی، سگے پھوپھی زاد بھائی جسے انگریزی میں Cousins کہتے ہیں کا معاملہ آیا، ان سے بھی لڑنے بھڑنے کے لئے تیار، اس طرح لڑائی ہوئی، چچازاد بھائی اور تایازاد بھائی آپس میں لڑنے لگے، اس کے بعد پھر وہ زمانہ آیا کہ بھائی بھائی کے درمیان لڑائی ہوئی، اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ سگے بھائی کی جگہ اپنے اولاد سے لڑائی ہوئی، ہم اور آپ جس زمانہ سے گذر رہے ہیں، یہ زمانہ ہے اپنی اولاد کا، اگر ترقی کا حال یہی رہا، اگر یہ رفتار یونہی جاری رہی، زندگی کا سفر یونہی جاری رہا تو آپ دیکھ لیجئے گا کہ باپ بیٹے کا بھی نہ ہوگا، باپ بیٹے سے چھین کر کھائے گا، ایسا دیکھنے میں بھی آیا ہے، قحط سالی کے موقعہ پر ایسا ہوا کرتا ہے کہ اپنے بچوں کو ماں باپ نے بھون کر کھالیا، بیچ کر کھالیا، یہ آخری حد ہے، جہالت کا اگر ایسا ہی غلبہ رہا تو وہ زمانہ آجائے گا کہ جب کہ لڑکے کے منھ سے نوالہ چھین کر آدمی کھائے گا، یہ حالت ہوتی ہے نفس پرستی کی، شکم پرستی کی، سمٹتے سمٹتے تعلقات اپنی اولاد تک آگئے، اور یہ بھی ختم ہوجائے گی، اولاد بھی نہ رہے گی، پھر اپنا نفس اور اس میں ترقی جاری رہے گی، تو آپ دیکھئے گا کہ ہاتھ ہاتھ کے ساتھ تعاون نہیں کریگا۔

یہ کرتب دکھائیگا کل کو انساں

بلکہ یہ چاہے گا جیسا کہ کل جامعہ اسلامیہ کے بچوں نے تماشہ دکھایا کہ منھ سے پیسہ کو اٹھالیا، ہاتھ کہے گا کہ کھانا تو آپ کو ہے میں کیوں آپ کی مدد کروں، زمین پر لیٹ کر منھ کے ذریعہ کھایئے، جامعہ اسلامیہ کے بچے زمین پر لیٹ کر کے پیسہ کو اٹھا کر بھاگ گئے، ان بچوں نے

www.abulhasanalinadwi.org

جس طرح کرتب دکھایا تھا، یہ کرتب دکھائے گا کل کو انسان، ہاتھ مدد کو نہیں آئیگا، پاؤں کہے گا کہ میں کیوں چل کر کے جاؤں کھانا تو آپ کو ہے، مزہ تو آپ کو آئے گا، اور زبان وہاں تک جانے کے لئے کہے گی کہ ہم کیوں تھکیں، آپ پیٹ کے بل رینگ کر کے کھایئے گا، اسی پیٹ کو آپ تکلیف دیجئے، پاؤں کیوں آئے اس کی مدد کے لئے جیسے سانپ رینگتا ہے جیسا کہ اور بہت سے جانور زمین پر رینگتے ہیں ویسے آپ جا کر کھا لیجئے منھ کو مزہ آئے گا پیٹ میں جائے گا یہ فلسفہ بتاتا ہے کہ دیکھو اس وقت دنیا کی حالت کیا ہوتی ہے، جہنم سے بدتر ہو جاتی ہے کسی کو فکر نہیں ہوتی، یہ سمجھ لیجئے چوہے بندر اور بیل کی طرح منھ مارنے لگیں گے، کوئی کام نہیں ہوگا، کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا، انصاف اور بے انصافی کے الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں کوئی کسی کا حق تسلیم نہیں کرتا، ایثار وقربانی دن بدن ایک حصہ پارینہ اور ایک داستان بن کر رہ جاتے ہیں۔ کہاں کا انصاف اور کہاں کی بے انصافی اور کہاں کی قربانی یہ باتیں پرانے زمانے کی کہاوتیں بن جاتی ہیں، اللہ کے پیغمبر ہم کو اس کے خلاف ایک نظام زندگی دیتے ہیں، اور ہم کو زندگی گذارنے کا طریقہ بتاتے ہیں یہ بھی کیا زندگی ہے کھالیا، پی لیا، پیٹ بھر لیا، یہ بھی کوئی زندگی ہے؟ لعنت ہو ایسی زندگی پر جانور کی زندگی پر بکرے کی زندگی پر لیکن انسان کی زندگی پر خدا کی رحمت ہو، وہ کیا آدمی ہے جس کے دل میں انسان کا درد نہ ہو، اپنے اور اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر نہ ہو دنیا میں کیا ہو رہا ہے کسی دوسرے کا پیٹ بھر رہا ہے کہ نہیں، وہ یہ نہیں دیکھتا۔

پیغمبروں کی میراث

پیغمبر جو زندگی بسر کرتے ہیں اس زندگی کے لئے شریعت آئی ہے اس زندگی کے لئے قرآن اترا ہے، خدا کے بندوں نے کوشش کی ہے کہ تعاون کی ہمدردی کی، محبت کی، ایثار وقربانی کی زندگی عام ہو انسان بندر نہ بنے، انسان گدھا نہ بنے، بس یہی فکر نہ کرے کہ اس کو جو کھانا مقرر ہے جتنا دودھ مقرر ہے جتنا چارہ مقرر ہے وہ اس کو مل جائے بلکہ اس کو یہ فکر ہو کہ میرے ہم جنس

www.abulhasanalinadwi.org

میرے جیسے انسان ہیں جن کو کھانے کو نہیں ملا ہے ان کو بھی کھلاؤں اور وہ اسی میں خوشی محسوس کرتے ہیں وہ دوسروں کو کھلا کر کھاتے ہیں رکھ کر کے انہیں آرام نہیں ملتا، یہ ہے پیغمبروں کی میراث اس کے لئے پیغمبروں نے کوشش کی ہے پھر اس کے لئے لڑے کہ انسانوں میں وردعام ہو انسانوں میں یہ کیفیت عام ہو۔

انسانیت کی عظمت کا راز

صحابہؓ کے واقعات آپ نے سنے ہوں گے، ایک زخمی صحابیؓ کے پاس پانی کا پیالہ لے کر گئے تو انہوں نے کہا'' کہ میں نے ابھی کراہ سنی تھی دوسرے زخمی بھائی کی آپ پہلے ان کو پانی پلا دیجئے'' دوسرے نے کہا تیسرے زخمی بھائی کی کراہ سنی تھی''، اس کے پاس پانی لے گئے تو اس نے کہا'' چوتھے بھائی کی کراہ سنی تھی'' آخر میں جب پانی لے جایا گیا تو سب کے سب انتقال فرما گئے تھے، یہ ہے انسانیت کی میراث، انسانیت کی عظمت کا راز، انسانیت کی شرافت کا راز، اس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور اس کے لئے یہ امت کھڑی کی گئی ہے، اگر یہ امتی بھی اس نفسی نفسی کے اصول پر چلا جائے، اگر نفس شیطان کی پیروی میں آگے بڑھ جائے، حقیقت کو حقیقت نہ سمجھے اور اس کا انکار کر دے اور یہ سمجھے کہ سوائے کھانے پینے کے اور کوئی کام نہیں ہے، تو سمجھئے کہ یہ امت مرگئی کوئی خصوصیت اس کی باقی نہیں رہی، پیغمبروں نے فرمایا کہ اپنے میں مگن رہنا اور اپنے میں مست رہنا یہ ہلاکت ہے۔

یہ تمہارے حق میں سم قاتل ہے

جب صحابہ کرامؓ کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ ہم نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اپنے کاروبار کو تج دیا ہے، ہم سب کو بھول گئے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے ہم نے اسلام کی خدمت کی ہماری کوٹھیاں اجڑ گئیں، ہمارے کھیت برباد ہو گئے، ہماری تجارتوں کا دیوالیہ نکل گیا، اب کچھ

www.abulhasanalinadwi.org

دنوں کے لئے ہم اپنے ذاتی کاروبار کو دیکھ لیں اس کے بعد پھر اسلام کی خدمت میں لگ جائیں گے، وہ جب اس طرح سے سوچنے لگے تو اسی وقت خطرے کی گھنٹی بجی یہی وجہ ہے کہ ان کو فورا تنبیہ دی گئی کہ خبردار یہ کیا خیال تمہارے دل میں آگیا ہے، یہ خیال پیدا کیسے ہوا، خبردار ایسا خیال نہ کرنا، یہ زہر کا پیالہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے منھ سے نہ لگالینا، ان کو یاددلایا گیا کہ جاؤ پھر اس خیال خام سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا کام تمام ہوجائے گا۔(۱) ﴿لا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾(۲) یہ تمہارے حق میں سم قاتل ہے، یہ زہر اگر تم نے پی لیا، تم کو اگر یہ خیال آجائے کہ تم اپنے کاموں کو کرلو تمہارے اندر یہ فکر رہے کہ تم امن سے رہو اور دین کے کام پس پشت ڈال دو تو یادرکھو تم مرجاؤ گے تو کیا ہوگا، ملت نہیں بنے گی، ﴿إلا تفعلوه تكن فتنة في الأرض وفساد كبير﴾(۳) جہاں مسلمانوں کے درمیان ایک نیا رشتہ قائم کیا ایک نئی برادری بنالی، ﴿إلا تفعلوه﴾ اگر تم نے اپنے ملت کے کام سے کوتاہی کی اگر غفلت سے کام لیا اسلام کی برادری توڑ ڈالی ﴿تكن فتنة في الأرض وفساد كبير﴾ تو دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا یہ انسانیت تاراج ہوجائے گی، خام کا ایک تودا بن جائے گا ڈھول کا ایک ڈھیر ہوگا ساری ملت کو ایک سمجھو ساری ملت کے مفاد کے لئے ایثار وقربانی سے کام لو اسلام کی بنیاد پر ایک عالمگیر برادری بنالو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا حامی ومددگار بن جائے۔

صحابہ کی قربانیوں کا اثر

صحابہ کرام کے ذہن میں جب یہ بات آئی کہ ذرا اپنے دنیاوی کاروبار کو دیکھ لیں تو اللہ گواہ ہے کہ دین کا تقاضہ فوراً ان کو سمجھایا گیا بتایا گیا کہ خبردار خبردار! یہ بہت ہلاکت انگیز خیال ہے،

---

(۱) ترمذي: كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة برقم ۲۹۷۲۔

(۲) سورة البقرة/ ۱۹۵۔

(۳) سورة الأنفال/ ۷۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ ذاتی مسائل کو سوچنا اور ملت کے مسائل کو بھول جانا تمہارے حق میں سم قاتل ہے، اور صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اس کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں کیا کیا قربانیاں دیں کیا بتائیں، ان کو اپنا مال اپنی جان اپنا وقت اپنی اولاد کی پرواہ نہیں تھی، سب چھوڑ دیا سب خدا کے دین کو سونپ دیا اولاد کی پرواہ نہیں تھی، تجارت کی پرواہ نہیں تھی، کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی، عمر بھر کی کمائی کی پرواہ نہیں تھی، یہاں تک کہ بچوں اور ماں باپ کی پرواہ نہیں تھی، صحابہ کرام نے اسلام کو جو طاقت بخشی وہ ہماری اتنی ناقدری اتنا ظلم اور جینے کی لالچ کے بعد بھی قائم ہے انشاء اللہ تعالی قیامت تک قائم رہے گا۔

نفسی نفسی کا کاروبار چھوڑ دیئے

میرے دوستو! میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ کے راستے سے بڑھکر کوئی صحیح راستہ ہو نہیں سکتا انہوں نے راستہ بتایا مسلمانوں کے پھلنے پھولنے کا، تجارتیں کرنے کا اس راستے کو اختیار کیجئے۔ اور اس نفسی نفسی کے کاروبار کو چھوڑ دیجئے، میری ذات، میرا کاروبار، میری اولاد، میرا مال، بس اسی کی فکر ہے، یہ حال ہے اس امت کا، بڑے سے بڑا مسئلہ پیش آتا ہے، تعلیم کا مسئلہ ہے جس کو ہم یوپی میں حل کر رہے ہیں اس کے لئے میدان میں اتر آئے ہیں لیکن مسلمان سرمایہ دار اپنا پیسہ دبائے ہوئے ہے۔ اس نظام کو قائم کرنے کیلئے تھوڑے سے سرمایہ کی ضرورت ہے وہ بھی پورا نہیں ملتا، اسی طرح سے علیگڑھ کا مسئلہ ہے، تعلیمی اداروں کا مسئلہ ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے پیسہ دیا ہے ایسے چار آدمی مل کر اس کو چلا سکتے ہیں لیکن یہ پیسہ دبائے ہوئے ہیں اپنی کمر مضبوط کئے ہوئے ہیں چاہے چمڑی چلی جائے دمڑی نہ جائے، لیکن جب وقت آتا ہے تو چمڑی جاتی ہے اور دمڑی بھی جاتی ہے وہ وقت آئے گا جب سزا ملے گی، جب امتیوں کو سزا ملتی ہے چمڑی تو کیا ہے دمڑی بھی چلی جاتی ہے، یہ دمڑی کس کے لئے جب دمڑی چلی جائے ؟ یہ ایک عیب لگ گیا ہے مسلمانوں کو یہ ایک گھن لگ گیا ہے مسلمانوں کے اندر۔ سرمایہ کی کوئی کمی

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہے ایک ایک جگہ کے مسلمان پورے ہندوستان کے مسئلہ کو حل کر سکتے ہیں۔آدھی نہیں تو چوتھائی ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں، لیکن نہیں کرتے۔بس مست ہیں مگن ہیں آپ دیکھئے مدراس میں دیکھئے کلکتہ میں دیکھئے آگرہ چلے جایئے۔دلی چلے جایئے۔مرادآباد میں دیکھئے۔مسلمانوں کا کاروبار ملے گا۔بعض کاروبار تو ایسے ہیں جو خالص مسلمانوں ہی کے ہاتھوں میں ہیں۔

یہ ہے ہلاکت کا سامان

میں نہیں جانتا یہاں کونسی کونسی تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے لیکن جب کسی ملی ادارے کے لئے کچھ مانگتے ہیں تو ایک جواب یہ ملتا ہے کہ ''اپنا ہی پورا نہیں ہوتا'' یہ جانتے ہیں کہ جب وقت آئے گا تو کوئی بہانہ نہیں چلے گا وہ آخری بہانہ کردیتے ہیں اگر ہماری ٹولی ان کے پاس جاتی ہے تو پوچھتے ہیں ''کیوں آئے ہو''۔

تم نے جب زکوٰۃ ادا نہیں کی، تو خدا نے ہی تم پر یہ ٹیکس مسلط کیا جو قوم زکوٰۃ کو یعنی خدا کی مقرر کی ہوئی رقم کو روکتی ہے تو اس پر نئے نئے ٹیکس مسلط ہو جاتے ہیں جیسے کسی کو بیماری لگا دی گھر میں بیوی بیمار ہے۔بعض لوگوں سے پوچھا کہ اتنی بڑی آپ کی تنخواہ ہے وہ کیا ہوتی ہے وہ کہتے ہیں ''صاحب دس برس سے جو بیماری آگئی ہے وہ جانے کا نام نہیں لیتی روزانہ ڈاکٹروں کو بلانا پڑتا ہے بڑے بڑے ڈاکٹروں کا بورڈ بٹھانا پڑتا ہے اسکریننگ کرنا پڑتا ہے ایکسرے کرانا پڑتا ہے۔بعض دفعہ یورپ جاکر علاج کرنا پڑتا ہے'' یہ مرض کھاتے پیتے لوگوں کو اللہ نے لگا دیا ہے، کسی کو کوئی خبط ہو گیا ہے۔جس کو HOBBY کہتے ہیں غرض یہ کہ پہلے راستے پر خرچ کرنے سے اگر ہاتھ روکو گے دوسرے راستوں پر خرچ کرکے نہ تم کو فائدہ نہ ملت کو فائدہ، نہ اسلام کو فائدہ نہ انسانیت کو فائدہ ان راستوں پر تمہارا پیسہ نکلنا شروع ہو جائے گا یہ ہے ہلاکت کا سامان۔

www.abulhasanalinadwi.org

ملت کے مسائل کے سامنے پیسہ عزیز نہیں

ایک بیماری یہ ہے کہ مسلمانوں کا سرمایہ انکو عزیز ہو گیا ہے اور ملت کے مسائل کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ صحابہ کرام کا معاملہ جدا تھا ان کو پیسہ کی کوئی پرواہ نہیں تھی صحابہ کرام کو ملت کے مسائل کے سامنے پیسہ عزیز نہیں تھا گھر میں جھاڑو دے کر آتے تھے وہ لوگ۔ صحابہ کے کئی ایک واقعات آپ لوگوں کو یاد ہوں گے پھر بھی ایک واقعہ تم کو بتاتا ہوں جو تم کو معلوم ہے پوچھا رسول اللہؐ نے ''اے ابو بکر تم نے گھر میں کیا چھوڑا؟'' انہوں نے فرمایا ''اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑا'' (۱) یہ حالت تھی صحابہ کرام کی لیکن ہمارا نفس ہم کو یہ کہتا ہے کہ یہ ایثار کا راستہ زندگی کا راستہ نہیں ہے بلکہ ہلاکت کا راستہ ہے۔ ہمارا نفس کہتا ہے کہ پیسہ بچائے رکھنا ترقی کرنے کا راستہ ہے لیکن پیغمبر کہتے ہیں کہ یہ ہلاکت کا راستہ ہے ان کی بات سچی نکلتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہم تباہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اتنے بہت سے قارون ہماری قوم میں ہیں اور ہر گاؤں میں چار چار پانچ پانچ قارون بنے ہوئے ہیں لیکن ہماری ملت کی کیا حالت ہے، ہماری ملت کی عزت کیا رہ گئی ہے، ہماری ملت دو کوڑی کی ہو کر رہ گئی ہے۔ جہاں چاہو فساد کرا دو مسلمانوں کی عزت ہوتی رعب ہوتا ہمارا کیریکٹر ہوتا ہم کیریکٹر کے لوگ ہوتے ایثار کرنے والے ہوتے روپے پیسے جھونک دینے والے ہوتے تو کس کی مجال تھی کہ جہاں چاہے بس ایک جھنڈی لے کر چلا جائے یا دیا سلائی (ماچس) لیکر آگ لگاتا چلا جائے۔ ہمارے گھروں کو کیا مجال تھی کسی کی کہ کوئی فساد کرا سکتا ملت بے عزت ہو گئی ہے بے آبرو ہو گئی ہے، بے وقعت ہو کر رہ گئی ہے، ملت کے جان جان نہیں رہی، ملت کی عزت عزت نہیں رہی، ملت کی زندگی زندگی نہیں رہی، ملت کی آبرو آبرو نہیں رہی جو آبرو باختہ جو اوباش جہاں چاہے فساد کرا دے۔ کیا مجال تھی اگر آپ میں آبرو ہوتی، آپ میں ایثار کا مادہ ہوتا اگر آپ میں پیسہ خرچ کرنے کا مادہ ہوتا اگر آپ سینہ سپر ہو جاتے ملت

---

(۱) ترمذي: كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر كليهما، رقم ٣٦٧٥۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے، اگر آپ یہ ثابت کردیتے کہ آپ ایک مستحکم ملت ہیں اگر آپ کو پیسے سے عشق نہ ہوتا، اگر آپ کے اندر قارون نہیں ہوتے تو کیا ملت اتنی بے آبرو ہوتی؟ کیا کسی کو ہمت ہوتی کہ کہیں فساد کرائے، کل کس کی ہمت ہوگی کہ فساد کرائے، یہ اقلیت کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں ہے باعزت ملتوں کیلئے باعزت قوموں کیلئے، غیرت مند قوموں کیلئے اقلیت اور اکثریت کا سوال نہیں ہوتا۔ آج پارسی کو مار کر دیکھئے، آج اینگلو انڈین کو مار کر دیکھئے، آج کسی سکھ کو پوچھ کر کے دیکھئے کہنے کو یہ اقلیت ہیں پنجاب بنالیا انہوں نے اپنی ایثار کی بدولت ایک صوبہ بنالیا ایک لسانی صوبہ بنالیا، اور آپ اپنی حفاظت بھی نہیں کرسکتے! کس دن آپ کا یہ سرمایہ کام آئے گا کیا آپ یہ دیکھکر کہ اتنی بڑی فرم اتنی جگہ اور یہ آپ کی چار جگہ دکانیں ہیں یہ دیکھ دیکھ کر آپ یہ بھول رہے ہیں اگر ان چیزوں سے اسلام کا فائدہ ہوتا ملت کا فائدہ ہوتا تو ہم سے زیادہ خوش ہونے والا کوئی نہیں تھا اب کیا ہم پر رعب جماتے ہو کہ اتنے بڑے سرمایہ دار ہو تجارت دور دور پھیلا رہے ہو اگر ملت کیلئے یہ سرمایہ دار بے حس نہ ہوتے بے غیرت نہ ہوتے، کم ہمت نہ ہوتے پست ہمت نہ ہوتے تو آج یہ ملت اتنی ذلیل نہ ہوتی۔

فسادات کا اصل علاج

آپ فساد کا ہم سے علاج پوچھتے ہیں فساد کا علاج یہ ہے کہ اپنے پیسہ کو اپنا پیسہ نہ سمجھئے، فساد کا علاج فرقہ وارانہ فساد کا علاج یہ کہ جو زبان آپ کے خلاف چلے اس کو پکڑ لینے کی آپ میں طاقت ہو، فساد کا علاج یہ ہے کہ آپ کے خلاف جو ہاتھ بڑھے اس ہاتھ کو پکڑنے کی ہمت آپ کے اندر ہو، کیونکہ یہ ہاتھ مسلمانوں کے خلاف اٹھ رہا ہے؟ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو آپ نہیں بچ سکیں گے۔ یہ تعاون کا زمانہ ہے ایثار کے ذریعہ پیسہ خرچ کر کے اپنی ملت کو مضبوط بنانے کا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک حقیقت کا انکشاف

بہت افسوس ہے اور بہت درد کے ساتھ مجھے یہ باتیں کہنی پڑ رہی ہیں آپ سے میں نے یہ باتیں کانپور میں کہیں یہ باتیں رنگون میں کہیں میں رنگون ۱۹۶۰ء میں گیا تھا جب میں کالیکٹ آیا اور آپ بھائیوں سے ملا تو رنگون ہو کر آیا تھا، میں نے رنگون میں کہا کہ ''میں صاحب کشف نہیں، میں صاحب الہام نہیں ہوں میں ایک بہت ہی گناہگار انسان ہوں خدا جس سے سچ بات کہلوائے میں نے ان سے کہا وہ لکھ پتی لوگ تھے دعوتیں کرتے تھے استقبال کرتے تھے ہم سے بڑی محبت کرتے تھے میں نے دیکھا کہ ان میں یہ روگ ہے میں نے کہا ''اگر تم تبلیغ میں نہ نکلے راہ خدا میں نہ نکلے اگر تم نے اپنے مال میں سے خدا کا حصہ نہ دیا، ملت کے مسائل ملت کے مفاد کے لئے پیسہ نہ دیا تو یاد رکھو تمہاری دو کانوں پر سیل پڑے گی اور تمہارے مل ضبط کر لئے جائیں گے اور تمہارا تھوڑا اگذارہ لگا دیا جائیگا اگر دین کے تقاضہ پورے نہیں کئے تو خدا تم پر عذاب مسلط کرے گا آپ یقین مانئے میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں بالکل بھول گیا، جو کچھ وہاں کہہ کر آیا تھا اب آیا وہ زمانہ کہ قومی حکومت قائم ہوئی وہاں سے خط آتے تھے وہ خط کیا تھے وہ خط آنسو ہوتے تھے ان خطوں میں لکھا ہوا تھا کہ مولانا آپ نے جو باتیں ارشاد فرمائی تھیں ان کو سن کر ان کو بار بار پڑھکر برما کے مسلمان روتے ہیں جب میں وہاں تھا تو جب اعلان ہوتا کہ مولانا ابوالحسن علی کی تقریر فلاں اسٹریٹ میں ہوگی تو مجمع جمع ہو جاتا میری تقریریں چند اصحاب نے نقل کر کے بھیج دی ہیں اس کی چند سطریں پڑھکر مجھے خود تعجب ہوا کہ میں نے کس حال میں یہ باتیں کہہ ڈالیں۔

یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے

میرے دوستو! میں آپ کو بدشگونی نہیں کرتا آپ کو اللہ حفاظت میں رکھے آپ کے مال

www.abulhasanalinadwi.org

کی حفاظت فرمائے آپ کو امن وامان میں رکھے لیکن یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے یہ طریقہ بڑا خطرناک طریقہ ہے۔

﴿ یاأیها الذین آمنوا استجیبوا الله وللرسول إذا دعاكم لما یحییكم واعلموا أن الله یحول بین المرء وقلبه وأنه إلیه تحشرون واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منكم خاصة واعلموا أن الله شدید العقاب. ﴾(۱) اے ایمان لانے والو! قبول کرو اللہ کی دعوت کو اور اس کی پکار کو جب وہ بلائے اس چیز کیلئے جو تم کو زندہ کردے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل نہیں ہوتا لیکن ہماری حالت کیا ہے۔ ؟

جانتا ہوں ثواب طاعت وزہد
پر طبعیت ادھر نہیں آتی
اور کبھی آتی بھی ہے تو موقع نہیں ذریعہ نہیں ہوتا۔ ع
بتان رنگ وبو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا

دل جیتنے کی کوشش کیجئے

میں صاف کہتا ہوں بھٹکل کے مسلمانوں کو اللہ نے بہت کچھ دیا ہے وہ ملت کی فکر کریں ملت کی حفاظت کریں، یہ ٹکڑیاں، یہ لئے یہ نوائط یہ ملت نہیں ہے سارے مسلمان ہندوستان کی فکر کریں اور جو مسلمانوں کے مسائل ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کریں اور تبلیغ کی کوشش کریں اسمیں حصہ لیں اس کو مضبوط کریں اس کو پھیلائیں اور اپنے غیر مسلم دوستوں کو تعارف کرائیں اسلام کا پیغام پہونچائیں اپنی زندگی سے ان کے دلوں کو جیتنے کی کوشش کریں

(۱) سورة الأنفال/۲۴،۲۵۔

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے اخلاق سے ان کے دل ودماغ پر اچھا اثر ڈالیں ان کو اپنے سے مانوس کریں نفرت اور عداوت ان کے دل سے دور کریں اگر یہ سب آپ لوگ کریں گے تو محفوظ رہیں گے ورنہ ایک بھٹکل کے مسلمان کیا ایک دکن کے مسلمان کیا ریاست میسور کے مسلمان کیا سارے ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ ہے ایشیا کے مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔

آج کے مسلمانوں کا مرض

مشرق وسطیٰ میں جو اتنا بڑا زلزلہ آیا یہ کس بات کا نتیجہ تھا سرمایہ اور سرمایہ پرست بادشاہ جن کو خدا نے سب کچھ دیا تھا وہ نفس پرست تھے وہ ایثار نہیں جانتے تھے جفاکشی بھول چکے تھے سادہ زندگی کے خواب بھی نہیں دیکھ سکتے تھے Air Condition ایر کنڈیشن میں رہنا Television ٹیلیویژن سے ہر وقت راز ونیاز یہ ان کی زندگی کا طور طریقہ پچیس لاکھ یہودیوں نے جو مٹھی بھر تھے سارے عربوں کو یعنی دس کروڑ عربوں کو ذلیل کر کے رکھ دیا اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو ذلیل کر دیا یہ اسی اما ت کی محبت کا نتیجہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ "ایک زمانہ آئے گا تم پر دشمن مسلط کر دیا جائے گا کمزوری مسلط کر دی جائے گی صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ دشمن کس کو کہتے ہیں رسول اللہ ؐ نے فرمایا زندگی سے محبت اور موت سے نفرت (۱) دوستو! یہی تو اب ہو رہا ہے یہی تو ہے آج کے مسلمانوں کا مرض۔ یاد رکھئے کہ کسی قوم میں خالی بڑے بڑے تاجروں لکھ پتیوں اور کروڑ پتیوں کا ہونا بالکل ناکافی نہیں ہوگا اور تم جانتے ہو کہ جب اس قوم پر کوئی خطرہ کوئی مصیبت آتی ہے تو یہی طبقہ اس کا نشانہ بنتا ہے تاک تاک کر وہ نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔

---

(۱) أبو داؤد: كتاب الملاحم ، باب في تداعي الأمم على الإسلام، رقم ٤٢٩٧۔

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کی نصرت کا استحقاق پیدا کریں

اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے قیامت تک محفوظ رکھے دل سے کہتا ہوں خدا نخواستہ کوئی برا وقت آیا تو آپ کا یہ سرمایہ دھن دولت کام نہ آئے گی۔ یہ پنجاب میں کام نہیں آیا جبلپور اور جمشید پور میں کام نہیں آیا۔ راوڑ کیلا کے فساد کے کچھ دن بعد میں نے جا کر دیکھا وہاں مسلمانوں میں بڑے بڑے ٹھیکیدار تھے جن کے لاکھوں روپے کے ٹھیکے تھے معلوم ہوا کہ فسادیوں نے ان کے روپیوں پر ہاتھ صاف کیا سب سے پہلے ان کی جلی ہوئی موٹریں میں نے دیکھیں ان کے بنگلوں کے سامنے، ان کی جلی ہوئی کوٹھیاں میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھیں جھونپڑیوں میں رہنے والے یہ غریب تو بچ جائیں گے ان کو مار کر کے کوئی کیا لے گا کسی کا کیا بھریگا مجھے ڈر ہے آپ لوگوں کا اگر ملت مضبوط نہیں ہے اگر ملت کے مسائل حل نہیں ہوتے ملت کے ادارے ٹھیک سے نہیں چلتے آپ نے مسلمانوں کو اپنے سینے سے نہیں لگایا اگر آپ مسلمانوں کو ہمدرد نہیں بنایا تو وہ آپ کے کس طرح شریک ہو سکتے اور آپ کے ساتھ ہمدردی کیسے کر سکتے ہیں۔ آپ نے ان کے دلوں کو نہیں جیتا تو وہ آپ سے کیسے محبت کرتے دیکھئے آپ کی حفاظت کرنے والی پولس نہیں ہے آپ کی حفاظت کرنے والے ہوم گارڈ نہیں ہیں۔ آپ کی حفاظت کرنے والی فوج نہیں ہے۔ ان تینوں نے مل کر رانچی کے مسلمانوں کو قتل کیا اور انہوں نے ہی وہاں فساد کرایا اور کیا، آپ کی حفاظت کرنے والا آپ کا خدا ہے آپ کی حفاظت کرنے والے آپ کے اعمال ہیں آپ کی حفاظت کرنے والا آپ کا جذبہ ایثار ہے آپ کی حفاظت کرنے والی وہ دولت ہے حلال کمائی کی جو آپ پھیلا دیں اپنا فدائی بنالیں اپنے اندر خدا کی نصرت کا استحقاق پیدا کرلیں تو آپ کی حفاظت ہوگی۔

www.abulhasanalinadwi.org

کام توانہیں لوگوں کی دعا سے ہوگا

میرے دوستو! میں آپ کا مہمان ہوں، مجھے اتنی تیز تقریر نہیں کرنی چاہئے مگر میں کیا کروں میں تو آپ کی ہمدردی اور محبت میں یہ باتیں کہہ رہا ہوں اسی بات کو میں آپ سے ہمدردی سمجھتا ہوں، آپ اپنی حفاظت کا سامان کیجئے۔ آپ کی دوکانیں، فرمیں، یہ بینک کے حسابات یہ سب سے زیادہ کمزور چیزیں ہیں دنیا پہلے توانہیں چیزوں پر آنا چاہتی ہے۔ سب سے پہلے زکوٰۃ نکالئے پھر سوچئے خیرات کیجئے، لوگوں کے ساتھ ہمدردی کیجئے لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھئے تاکہ انکی دعائیں آپ کے شریکِ حال رہیں۔ کسی نے سلطان نورالدین زنگی سے کہا "آپ تو اپنی دولت اتنی زیادہ غریبوں پر خرچ کرتے ہیں بیواؤں مسکینوں اور یتیموں اور بوڑھے مسافروں اور درویشوں پر اتنا زیادہ خرچ کرتے ہیں جب لڑائی ہوگی تو یہ چیز کس کام آئے گی"۔ سلطان نے کہا "بھائی کام توانہیں لوگوں کی دعاؤں سے ہوگا اور مجھے توانہیں کی دعاؤں کا آسرا ہے۔ ان کی دعاؤں سے دشمنوں کے کلیجے چھلنی ہو جائیں گے" چنانچہ ایسا ہی ہوا ان لوگوں کی دعاؤں سے نورالدین کو فتح نصیب ہوئی۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

میں آپ سے سچ سچ کہتا ہوں میں چلا جاؤں گا یہاں سے اور خدا کے فضل سے کسی ادارے کیلئے چندہ لینے نہیں آیا ہوں اور یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ بھی اس کے لئے نہیں آؤں گا۔ اس مسئلہ کے لئے مسلمانوں کیلئے اور اپنے لئے آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ خدارا اپنے آپ کو پہچانئے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

www.abulhasanalinadwi.org

حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

اپنے مسائل کو حل کرو اپنے اداروں کو چلاؤ اپنے اوقات کو اللہ کی راہ میں نکالو اپنی جان کا اپنے کو مالک نہ سمجھو۔ خدا کے دین کا حصہ سب میں غالب رکھو، خدا کی راہ میں نکلو، خدا کی راہ میں خرچ کرو اور خدا کی راہ میں تکلیف اٹھاؤ، انشاء اللہ پھولو گے پھلو گے اور تمہارا علاقہ بھی انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔ یہ میں اس لئے نہیں کہتا کہ مجھے کوئی کمیشن میرے اور منیری صاحب کے درمیان یا جامعہ والوں کے درمیان طے نہیں ہوا۔ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں نے تاریخ پڑھی ہے میں نے قرآن شریف پڑھا ہے۔ سارا قرآن شریف اس سے بھرا ہوا ہے۔ حفاظت صرف خدا کی حفاظت ہے اور اس سے بڑھ کر قرآن شریف کہتا ہے کہ اچھے اعمال سے حفاظت ہوتی ہے۔ ﴿إن تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم﴾ (۱) اگر تم خدا کی مدد کرتے ہو تو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدا ہی تمہارا بہترین انشورنس ہے۔ ان انشورنس کمپنیوں کی کیا حقیقت ہے کہ ان پر انشورنس کریں خدا کے یہاں اپنی فرموں کا اپنی جانوں کا اپنی اولاد کا اپنے مال کا اپنی عزت کا انشورنس بنا دیجئے تا کہ کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے۔ اپنی جان کو قیمتی بنا دیجئے اور قیمت کیسے پیدا ہوتی ہے خدا کے دین کی نسبت سے پیدا ہوتی ہے۔ خدا سے تعلق پیدا کر لیجئے جو ہاتھ بھی آپ کے خلاف بڑھے گا وہ کاٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ آپ دیکھئے بادشاہ کی کسی چیز پر کوئی ہاتھ اٹھائے تو اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ یہ ساٹھ ستر روپئے کا سپاہی وہ پولس جو کھڑا ہے اس کو ذرا چھیڑ کر کے دیکھئے کیا ہوگا سرکار مشتعل ہو جائے گی آپ کے لئے اس کا پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ یہ ڈاکیہ یہ پوسٹ مین جو آتا ہے اس کی تنخواہ ہی کیا ہے آپ میں سے ہر ایک ایسے دس پانچ ملازم رکھ سکتے ہیں اپنی دوکان میں۔ اس کا کپڑا پھاڑ لیجئے اس کی تھیلی چھین لیجئے پھر دیکھئے کیا ہوگا۔ یہ آن گورنمنٹ ڈیوٹی ہے۔ آپ بھی آن گورنمنٹ سروس بن جائیے آپ بھی اللہ کے فرض میں لگ

---

(۱) سورۃ محمد/۷۔

www.abulhasanalinadwi.org

جایئے اس کی خدمت میں لگ جایئے اس کئے دین کی خدمت میں لگ جایئے۔ ایک زمانہ تھا کہ کسی خط پر (آن ہز مجیسٹی سروس) لکھا ہوتا تھا تو یہ خط بڑا معزز ہوتا تھا جس میں یہ جملہ On His Majesty's Service لکھا ہوتا تھا تو یہ His Majesty's آپ کے لئے کیا ہے؟ خدا کے سوا کون اس کا مستحق ہے؟۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

آپ شہنشاہ مطلق مالک الملک کی خدمت میں لگ جائیں گے تو دیکھئے آپ کی جان ومال سب کا تحفظ ہوجائے گا اگر عزت چاہتے ہو۔ اگر دولت چاہتے ہوتو اس کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں یہ راستہ مسلمانوں کو اس نے بتایا ہے جس کو مسلمانوں سے بے حد محبت تھی ہر چیز سے زیادہ محبت تھی یعنی رسول اللہ کی محبت۔ جان ومال کی قربانی سے ملت کی حفاظت۔

دو چیزیں

بس راستہ دو چیزوں پر منحصر ہے، مال کا ایثار اور جان کا ایثار، جان دینے کی ضرورت نہیں، اپنے اوقات لگاؤ، تبلیغ کرو، خدا کے راستے میں پھرو، اپنے اصول کی زندگی سے اترو، کچھ تکلیف اٹھاؤ، کچھ جفاکشی کا راستہ اختیار کرو اور ملت کے جو مسائل ہیں ان مسائل کو حل کرنے میں ہاتھ بٹاؤ، جامعہ اسلامیہ کا اتنا بڑا منصوبہ ہے، دس ہزار فلاں نے دیا، پانچ ہزار فلاں خاتون نے دیا، یہ ہزار دس ہزار کا کیا اعلان؟ اس وقت تک ایک لاکھ کا اعلان ہونا چاہیے تھا! یہ جامعہ جب بن جائے گا آپ رہیں یا نہ رہیں جامعہ رہے گا، آپ کے بچے وہاں پڑھیں گے، وہاں اسلام کے قیام کیلئے نظام بن رہا ہے، یہ قلعہ اسلام کا قلعہ بن رہا ہے، وہ قلعہ آپ سب کی حفاظت کرے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

زمانہ کی نبض کو پہچانیے

میرے دوستو! اور بھائیو! اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کرو خدا کے غصہ کو کھینچنے والی خواہ وہ حرام شئے ہو خواہ وہ حرام مشاغل ہوں ان سب کو چھوڑ و توبہ کرو یہ بغاوت کی زندگی ختم کرو وفاداری اور فرماں فرمابرداری کی زندگی شروع کرو، ﴿ ادخلوا في السلم كافة ﴾(۱) انصاف پسندی پر عمل کرو پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ یہ کشمکش کی زندگی چھوڑ دو اور ایک مسلمان کی زندگی اختیار کرلو یہ دنیا فانی ہے یہ دنیا محدود ہے ہزاروں لوگ لگے ہوئے ہیں اس دنیا و آخرت کو یاد کر رکھو، موت کی یاد کرو، قبر کو ایک حقیقی منزل سمجھو اپنے سفر کی پہلی منزل اور حقیقی منزل سمجھو اس کی تیاری کرو اور روزانہ استغفار کی کثرت کرو یہ جو عذاب آرہے ہیں جو مصیبتیں مسلمانوں پر نازل ہو رہی ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ وہ استغفار کی کثرت کریں ایثار سے کام لیں اپنے پیسے کو اپنی خواہشات کے پیچھے صرف نہ کریں بلکہ خدا اور رسول کے حکم کے مطابق مسلمانوں کے اور ملت کے کاموں میں صرف کریں اور ان کے دل کی دعائیں حاصل کریں نمازوں کی پابندی کریں قرآن شریف کو دیکھیں کہ اس میں کیا لکھا ہے کیا حکم ہے اس کو اختیار کریں دین کا ضروری علم حاصل کریں اللہ سے لو لگائیں اور جہاں تک ہو سکے پاکبازی تقویٰ کی زندگی اور خدا ترسی اختیار کریں۔ اگر مسلمان تقویٰ کی زندگی اختیار کریں گے تو آسمان سے اللہ کی رحمتوں کی بارشیں ہونگی وہ بارشیں نہیں جو آپ کو پریشان کردیں۔ یہ وقت بے وقت کی بارشیں ہمارے اعمال کی سزائیں ہیں، اس کا ایک ایک قطرہ ہمارے اعمال کی سزا ہے۔ دوستو! میں یہی سچی بات آپ سے کہتا ہوں میں نے آپ کو قصے نہیں سنائے قصے بہت کچھ سنا سکتا تھا اشعار پڑھ سکتا تھا آپ لوگوں کو خوش کرسکتا تھا لیکن میں نے قصداً ایسا نہیں کیا، یاد رکھئے کہ اگر ہندوستان میں تم کو عزت کی زندگی گذارنا ہے، ایمان کی زندگی گذارنا ہے اور اپنی نسلوں کو آئندہ ہندوستانی مسلمان رکھنا ہے اور

---

(۱) سورۃ البقرۃ/۲۰۸۔

www.abulhasanalinadwi.org

آزادی کے ساتھ خدا کا نام لینا ہے اور اسلام کا کام کرنا ہے تو ایثار کرنا پڑے گا! خلاف شرع کاروبار اور دین کے کام کے لئے چار پیسے!! جان لو اس طرح کسی کو عزت نہیں مل سکتی اس طرح خدا کی رحمت سے خدانخواستہ آپ محروم ہونگے۔

پارسیوں کو جو عزت حاصل ہے وہ ٹاٹا اور ڈالمیا سے نہیں ملی۔ ان لوگوں کی ہمت اور ارادے کی بلندی اور مضبوطی سے ملی اور یہ روئی کی بنی ہوئی قوم جو کوئی صدمہ کوئی چوٹ برداشت نہ کر سکے کوئی سخت سست بات سن نہ سکے یہ قوم کیا اس ملک میں عزت پا سکتی ہے؟ بالکل نہیں پاسکتی! خالی نمائشی باتوں سے عزت نہیں ملا کرتی! ایسی دینی مجلسیں منعقد کر دینے سے اور کچھ یتیم خانے قائم کر دینے سے عزت نہیں ملتی۔

عزیزو! ملت کے تقاضوں کو سمجھو زمانہ تم سے کس بات کو چاہتا ہے؟ ہندوستان کا رنگ کیا ہے اور کیا اشارہ کر رہا ہے؟ زمانہ کس طرف اشارہ کر رہا ہے؟ زمانے کی نبض کو پہچانو! جہاں ایثار کی ضرورت ہو وہاں ایثار کرو، جہاں وقت کی ضرورت ہو وہاں وقت کی قربانی کرو، جہاں جم جانے کی ضرورت ہے وہاں جم جاؤ، جہاں طرح دینے کی ضرورت ہے وہاں طرح دے جاؤ، یہ نہیں کہ جمنے کی جگہ پر نرم ہو گئے اور نرم ہونے کی جگہ پر جم گئے، لوہا بن گئے، ملت کی جو قیادت جو موجود میں آئے تم اس کی بات کو مانو، تم اس کے ساتھ تعاون کرو، پھر دیکھو تمہارا مقام ہندوستان میں محفوظ ہے۔

عزت کے ساتھ جینے کا راستہ

اے بھٹکل کے باشندو!! اے نوائط قوم کے چشم و چراغ! تمہارے بزرگ یہاں کے لوگوں کے پاس اسلام کا پیغام لے کر آئے، وہ تو بتیس دانتوں میں ایک زبان کی حیثیت رکھتے تھے کوئی ان کا ساز و سامان نہیں تھا۔ کوئی ان کا ساتھ دینے والا نہیں تھا اور ان کا کوئی دوست نہیں تھا لیکن ان کی باتوں کا وزن تھا اور تم ہو اور اتنی بڑی تمہاری تعداد ہے لیکن تمہارا کوئی وزن نہیں ہے!

www.abulhasanalinadwi.org

تم یہاں قریب قریب پچاس فیصد ہو یہاں تمہاری کتنی تعلیم گاہیں ہونی چاہیئے تھیں۔تمہارا یہاں تہذیب کا قلعہ ہونا چاہیئے تھا! روشنی کا ایک مینار ہونا چاہیئے تھا! وہ اس سے بھی بہت زیادہ دور سے نظر آتا جو کہا جاتا ہے کہ یہاں ایک روشنی کا مینارہ ہے، اللہ نے تم کو بہت کچھ دیا ہے میں نے تم کو کالیکٹ میں دیکھا ہے، میں تم سے ناواقف نہیں ہوں، میں نے تم کو مدراس میں دیکھا ہے اور میں نے تمہارے متعلق کولمبو کے بارے میں بھی سنا ہے اور ایسی ایک کاروباری قوم اور ملت کے مسائل کو حل کر کے نہ رکھ سکے! کوئی عقل اس بات کو مان نہیں سکتی جو اتنا بڑا اس کا کوئی ملی مسئلہ ادھورا پڑا ہوا ہے کیا بات ہے؟ کیا راز ہے اس کا ؟ ایک دن میں یہ مسئلہ حل ہو جانا چاہیئے! تمہارا نام یہاں ایک ضرب المثل ہونا چاہیئے۔تمہاری قومی زبان نوائطی زبان میں لٹریچر ہونا چاہیئے واقعی جامعہ اسلامیہ ایک ایسا مرکزی ادارہ ہوتا جو دکن میں ایک بڑا ادراہ مانا جاتا، تمہارے یہاں سے تم سارے دکن کو برابر غذا پہنچاتے ،مسلمانوں کے اداروں کو اور جگہ کے مسلمانوں کے اداروں کو تم سے غذا ملتی! وہ تو میں کہتا نہیں کم از کم اپنے ہی مقامی مسائل کو حل کرو اور مقامی ضروریات کو پورا کرو۔یہاں ملت کا ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرو۔میں سمجھتا ہوں آپ میری بات کو سمجھ گئے ہونگے ،ہمارا دماغ ہمارا علم ہم کو غلط رہنمائی دے سکتا ہے، ہم کو دھوکہ دے سکتا ہے لیکن خدا کے پیغمبر ہم کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔وہ تو ہم کو جینے اور عزت پانے کا راستہ بتاتے ہیں، اگر اس راستہ پر چلو گے تو عزت پاؤ گے، پھلو گے، پھولو گے، تمہارا نام روشن ہوگا، تمہارے خلاف آنکھ اٹھا کر بھی کوئی دیکھ نہ سکے گا۔جو آنکھ اٹھا کر دیکھے گا تو وہ آنکھ نکال دی جائے گی، جو انگلی تمہاری طرف اٹھے گی وہ قلم کردی ئے گی اور تم خدا کی مسلسل حفاظت میں رہو گے !

تمہاری دو کوڑی کی قیمت بھی نہ ہوگی

ہاں اگر من مانی زندگی گذارو گے، نفس کے غلام بنو گے، محض اپنی اولاد کو دیکھو گے اور کسی کو نہیں دیکھو گے، محض اپنی دوکانوں اور فرموں کو دیکھو گے، جب ایسی حالت ہوگی تو یاد رکھو!

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کے یہاں تمہاری دو کوڑی کی بھی قیمت نہیں ہوگی، ایک لہر تمہاری چیزوں کو بہا کر لے جائے گی۔ پتہ نہیں چلے گا کہ وہ سب کہاں چلا گیا، پیسہ تم کو بچا نہیں سکتا، دولت تم کو بچا نہیں سکتی۔ تم کو اگر کوئی چیز بچا سکتی ہے تو اللہ سے وفاداری ہے اور ایثار و قربانی ہے، میں تو کہہ کر چلا جاؤں گا، مگر تم میں سے ہر شخص کے دل میں یہ بات امانت ہے، وہ تمہارے دل کے اندر رہے گی، تمہارے حافظے کے اندر رہے گی، خدا نخواستہ کوئی ایسا وقت آجائے گا جبکہ تمہارے دل و دماغ پکار کر کہیں گے کہ کہنے والے کسی نے کہا تھا کہ نہیں۔

میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے، اللہ تعالیٰ آپ کی عزت رکھے، آپ کو ترقی دے، ہر خطرے سے ہر بری نظر سے محفوظ رکھے، میں صرف یہی کہوں گا کہ بچاؤ کا راستہ صرف پیغمبر کا بتایا ہوا راستہ ہے۔ ایثار کرو، مال خیرات کرو، ایثار کے ذریعہ اللہ کو خوش کرو، اللہ کے دین کی مدد کرو، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔

وآخر دعونا أن الحمدلله رب العلمين.

☆☆☆

از:...... مسلمانان بھٹکل سے صاف صاف باتیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

علم کا بھی ایک قانون ہے☆

بعد حمد وصلاۃ!

صحیح راہ کی ضرورت

میرے عزیزو اور بھائیو! آپ کو شاید معلوم ہو یا نہ معلوم ہو، جو لوگ تفسیر پڑھتے ہیں اور ان کی تفسیر کی کتاب شروع ہو چکی ہے یا کم سے کم سورہ بقرہ اور اس کا ترجمہ وتفسیر انھوں نے پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ جاہلیت میں جو لوگ حج کو نکلتے تھے ان کا ایک عرف اور ضابطہ یہ بن گیا تھا جو خود ساختہ تھا شریعت میں نہیں تھا لیکن انھوں نے اپنی طرف سے اپنے اوپر ایک پابندی عائد کر لی تھی کہ جب تک کہ حج سے فارغ نہ ہوں حج کے ارکان میں مشغول ہوں اور اس دوران اگر ضرورت ہو گھر آنے کی کوئی بات کہنے کی تو گھر کے دروازے سے نہ آئیں کہ ابھی تو اللہ کے گھر سے ہو کر نہیں آئے تو اپنے گھر میں قاعدے سے کیسے داخل ہوں تو چھتوں پر سے یا دیواروں کی طرف سے ﴿من ظهورها﴾ پشت سے وہ گھر میں آیا کرتے تھے اور اس کو وہ بڑی نیکی کا کام سمجھتے تھے کہ اس میں بیت اللہ کا ادب واحترام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وليس البر أن تأتوا البيوت من ظهورها﴾ (۱) یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ تم گھروں میں پشت کی طرف سے آؤ ﴿ولكن البر من اتقى وأتوا البيوت من أبوابها﴾ گھروں میں گھروں کے دروازوں سے آؤ یہی قاعدہ ہے اور یہی عقل سلیم اور ذوق سلیم کی بات ہے، اور قانون قدرت ہے کہ جس چیز کا جو مدخل ہے اس سے آدمی آئے، قرآن مجید تو پوری زندگی کی کتاب اور پوری زندگی

☆ دوسری دفعہ بھٹکل آمد کے موقعہ پر کی گئی تقریر ۱ء

(۱) سورة البقرة/۱۸۹۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے کتاب ہدایت ہے، ہر طبقہ کے لئے، ہر مشغلہ، ہر میدان اور ہر مرحلہ کے لئے وہ ایک دستورالعمل اور ہدایت نامہ کا کام دیتا ہے۔

قرآن کے دو بڑے اہم لفظ

قرآن کے یہ دو لفظ بڑے اہم ہیں ﴿وأتوا البيوت من أبوابها﴾ یہ پوری زندگی پر حاوی ہے اس میں پوری زندگی کی حکمت بتا دی گئی، یہ صرف گھر کا معاملہ نہیں ہر چیز کا معاملہ یہی ہے کہ جو اس کا دروازہ ہے اس دروازہ سے آنا چاہئے اگر کوئی شخص پیشہ سیکھنا چاہے کوئی صنعت سیکھنا چاہے لیکن صنعت کے استاذوں سے نہ سیکھے اور صنعت کے آداب کا خیال نہ کرے اور صنعت کے اوزار مہیا نہ کرے اور تدریج کے ساتھ درجہ بدرجہ مرحلہ وار اس کو نہ سیکھے اور یہاں تک کہ ان کی وردی استعمال نہ کرے، لوہاروں کی ایک وردی ہے اور سقاؤوں کی ایک وردی ہے، سپاہیوں کی ایک وردی ہے اور ڈاکٹروں کی ایک وردی ہے تو وہ وردی تک بعض اوقات ضروری ہوتی ہے ورنہ وہ اپنے پیشہ میں کامیاب نہیں ہوگا، اس کو پیشہ نہیں آئے گا، تو جب یہ معمولی چیزوں کا حال ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ فضول باتیں ہیں ہمیں لوہاری کا فن سیکھنا ہے یا ہمیں فوج میں بھرتی ہونا ہے لیکن وردی کا جھگڑا ہم مول نہیں لیتے یہ پہنو وہ نہ پہنو اور صاحب! لیفٹ رائٹ left, Right فضول بات ہے، ہم اپنی ذہانت سے کام لیں گے ہم دوسرا طرز ایجاد کریں گے، وہ یوں ہی رہ جائیگا! اچھا سپاہی بن نہیں سکتا! ایسے ہی لوہار نہیں بن سکتا! نجار (Carpenter) نہیں بن سکتا، اس کے لئے بھی ﴿وأتوا البيوت من أبوابها﴾ کی ضرورت ہے، جو اس کا دروازہ ہے ادھر ہی سے آؤ۔

دین و دنیا سب پر حاوی ہے

یہ ﴿وأتوا البيوت من أبوابها﴾ ساری زندگی دین و دنیا سب پر حاوی ہے کہ اللہ نے اور فطرت انسانی نے، فطرت سلیم نے سالوں سال کے تجربہ سے جو اصول مقرر کئے

ہیں اور جو اس کے مداخل اور مخارج ہیں اگر کوئی شخص اس کا پابند نہ ہو ان کا کوئی احترام نہ کرے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا اپنا مقصد حاصل نہیں کرسکتا۔ ایک شخص کہے کہ حروف تہجی کا جھگڑا عجیب ہے ا، ب، ت، کا کون جھگڑا مول لے کہ پہلے الف، ب، ت، پڑھے، ہم براہ راست پڑھنا شروع کردیتے ہیں تو وہ کتنا ہی ذہین ہو کبھی اس کو پڑھنا نہیں آئے گا، جو ا، ب، ت نہیں پہچانتا یا A.B.C.D نہیں پہچانتا وہ کبھی ایک سیکنڈ نہیں بول سکتا آپ کسی وقت بھی تجربہ کرکے دیکھئے کہ آپ کے زمانے کا کوئی بقراط سقراط ہو جو پڑھا ہوا نہ ہو خواندہ نہ ہو، آپ اس کو ایک کتاب دیجئے اردو کی دیجئے یا انگریزی کی دیجئے یا عربی کی دیجئے یا یہیں کی کنٹر زبان کی دے دیجئے اور کہئے کہ رات بھر نہیں آپ کو ایک مہینہ کی مہلت دی جاتی ہے آپ کے پاس کوئی دوسرا آدمی نہیں جائے گا۔ یہ کتاب ہے اور آپ ہیں، ہم آپ کو کمرے میں بند کردیتے ہیں تالہ لگادیتے ہیں، کھانے پینے کا سب سامان کھڑکی سے ہم پہونچاتے ہیں اور وہاں پہلے سے موجود اور زندگی کی سب ضروریات ہیں، ایک مہینہ نہیں چھ مہینے آپ اس میں رہئے اور یہ صفحہ حل کردیجئے اس صفحہ کو آپ پڑھ دیجئے اور اس نے حروف تہجی نہیں پڑھی تو آپ یقین مانئے کہ جب وہ نکلے گا تو ویسے ہی جاہل ہوگا جیسے وہ داخل ہوا تھا اس لئے کہ ﴿وأتوا البيوت من أبوابها﴾ پر اس نے عمل نہیں کیا۔

ہر فن کا ایک شعبہ ہے

حروف تہجی بڑے حقیر ہیں کیا حقیقت ہے، ا، ب، ت بچوں کو پڑھایا جاتا ہے لیکن بڑے بڑے علامہ امام غزالیؒ امام رازیؒ بھی محتاج تھے کہ پہلے حروف تہجی پڑھیں پھر احیاء علوم الدین اور تفسیر رازی تک پہونچیں وہ احیاء علوم الدین اور تفسیر رازی تک ہرگز نہیں پہونچ سکتے اگر انھوں نے حروف تہجی نہ پڑھے ہوتے، ایسے ہی ہر فن کا ہر علم کا ہر شعبہ کا ایک قانون ہے اس قانون پر چلنا ہوگا۔ یہ ~~ہمارا علم اول تو مجرد علم ہے~~ مجرد علم کا حال بھی یہی ہے کہ بہت سی چیزیں تو اس

www.abulhasanalinadwi.org

میں مشترک ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری دنیا الگ ہے ان کی دنیا الگ لیکن آپ دیکھیں گے تو زیادہ حصہ دنیاوی اور دینی تعلیم میں مشترک ہے مثلاً درجہ بدرجہ پڑھنا استاد سے پڑھنا محنت کرنا استاد کا احترام کرنا۔

یورپ میں استاد وشاگرد

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ یورپ وغیرہ میں استادوں کا کوئی احترام کرنا نہیں جانتا، یہ آپ یہاں کی یونیورسٹیوں اور کالجوں پر قیاس نہ کیجئے گا، یہ نہ مشرق کے ہیں اور نہ مغرب کے اور نہ دنیا کے اور نہ دین کے یہ تو کچھ نہیں یہ تو خودرو ہیں، جنگلی درخت ہیں، میں یورپ گیا ہوں میں نے وہاں کی یونیورسٹیاں دیکھیں مجھے تو حیرت ہوگئی کہ میں کیمبرج آکسفورڈ گیا ضرورت کے لئے بتاتا ہوں آپ کو کہ وہاں معلوم ہوا کہ وہاں ابتک Tutorial System جاری ہے ایک استاد کو اتالیق بنالینا۔ جب آپ کسی آفس میں چلے جائیں اور آپ داخلہ کرائیں بی اے اور ایم اے میں تو آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کس استاذ کا انتخاب کرتے ہیں آپ کا مشیر کون ہوگا؟ تو بتانا پڑتا ہے کہ فلاں استاد فلاں پروفیسر کی نگرانی میں اور اس کے مشورہ سے علم حاصل کرنا ہے۔ پھر اس پروفیسر سے بالکل ایسا تعلق ہوجاتا ہے جیسے مرید وپیر کا تعلق ہے یعنی طالب علم اس کے مشورے سے کتابیں پڑھتا ہے کتابیں پڑھ کر نوٹس اس کو دکھاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ طالب علم کتاب کی صحیح اہمیت سمجھتا ہے اور اس کا جو اصل مغز، لب لباب ہے اس کو لے رہا ہے پھر اس کے بعد مضمون اس کو تیار کرنا پڑتا ہے وہ بالکل اس سے ایسا وابستہ ہوجاتا ہے جیسے پہلے ہمارے مدارس میں تھا کہ ہر استاد کے ساتھ چند طلباء ہوتے تھے کہ جو بالکل مربوط ہوجاتے تھے اساتذہ سے۔ اور شعراء تک کا یہ حال تھا کہ ان کے راویہ ہوتے تھے چنانچہ تاریخ ادب میں آتا ہے کہ فلاں فلاں کا راویہ تھا یعنی اس کے اشعار کو اخذ کرنے والا یاد کرلینے والا سنانے والا اس کے ساتھ ساتھ شامل کرلیتے تھے کہ یہ میرا راویہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہے۔ میں نہیں قصیدہ سناؤں گا، اس سے سن لو، ویسے ہی ہمارے زمانہ تک طالب علم تقسیم ہو جاتے تھے استادوں میں، چار طالب علم ایک استاد کے ساتھ لگ گئے ہیں خادم بھی ہیں وہ اس کی خدمت بھی کر رہے ہیں چائے بنانی ہو تو چائے بنائیں گے اس کے آرام کا خیال کریں گے بازار سے اس کی چیزیں لائیں گے اور ہمارے یہاں تو یہ بھی تھا کہ اس کا حساب کتاب بھی دے دیں گے وہ جو اس کے بعد جو کچھ لکھوائے گا اس کو لکھیں گے وہ جو مواد نکلوائے گا اس کو نکالیں گے، ہم سب لوگوں نے ایسا ہی پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ سسٹم آج تک وہاں کی اعلیٰ درجہ کی یونیورسٹیوں میں رائج ہے، اس کے بغیر وہ طالب علموں کو گویا قبول نہیں کرتے پہلے بتانا پڑتا ہے ہ تمہارا Tutor کون ہے یعنی تمہارا خاص استاد کون ہے جس کے ساتھ تم وابستہ ہو گے اور اس کے مشوروں پر چلو گے؟ یہی ہمارے علم کا حال ہے۔

علم دین کا امتیاز

کچھ چیزیں تو مشترک ہیں لیکن پھر اس کے بعد ایک سرحد ایسی آتی ہے ایک ایسی لکیر آتی ہے جہاں سے ہماری سرحد الگ ہو جاتی ہے وہ کیا؟ مثلاً اللہ کی رضا کی طلب ہو، اخلاص ہو، دعا ہو خدا سے کہ اے اللہ ہم سے تو جو محنت ہو سکتی ہے ہم کریں گے اصل تو دینے والا ہے علم کا۔ حضرت امام شافعیؒ کا شعر یاد کیجئے:

شكوت إلى وكيع سوء حفظي   فأوصاني إلى ترك المعاصي

بأن العلم نور من إله   ونور الله لا يعطى لعاصي

میں نے اپنے استاد وکیع سے شکایت کی میرا حافظہ کمزور ہے انھوں نے کہا کہ گناہوں سے اجتناب کرو بہت زیادہ گناہوں سے دور رہو اس لئے کہ علم جو اللہ کا نور ہے، اللہ کا نور نافرمان کو نہیں دیا جاتا۔ یہاں سے ہماری سرحد الگ ہو جاتی ہے، وہ سینما جائیں اور کسی اخلاقی کمزوری یا کسی بے راہ روی کے شکار ہو جائیں تو بھی فرق نہیں پڑتا بلکہ میرا تو خیال ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

فرق پڑتا ہے، لیکن خیر مان لیا نہیں فرق پڑتا ویسے ہی وہ فرسٹ ڈویژن سے پاس ہوجائیں گے فرسٹ آئیں گے نوکری مل جائے گی لیکن فرق اس میں بھی پڑتا ہے مگر مان لیجئے کہ نہیں فرق پڑتا لیکن ہمارے یہاں تو کھلا ہوا فرق ہے کہ وہ شخص جو استاد کا ادب کرتا ہے اس کی دعائیں لیتا ہے اور اس کے ساتھ بالکل گویا بندھ جاتا ہے اس کا گویا ملازم ہو۔آپ تاریخ میں پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ بعض اوقات ایک ہی آدمی ایک استاد کے ساتھ مخصوص ہوگیا وہ بس بالکل اس کا مثنیٰ بن گیا اور بالکل اس کے علم کو ایسا جذب کر گیا جیسے Spounge ہوتا ہے وہ پی لیتا ہے اس طرح پی لیا اس کے علم کو پھر نچوڑ دیا اپنے شاگردوں میں۔

علم کے آداب

تو عزیزو! یہ ہمارا علم جو ہے جس علم کے طالب علم ہیں اس کے لئے یہ جامعہ قائم کیا گیا ہے یہ علم خاص آداب رکھتا ہے، یہ پہلوانی کا علم نہیں ہے، کہ آدمی کہے کہ کون ہوتا ہے استاد، کیا کتابوں کا ادب، کیا پرانی دقیانوسی باتیں کرتے ہو، اللہ نے ہمیں ذہن دیا ہے حافظہ دیا ہے محنت صحت ہماری اچھی ہے ہم سب کرکے دکھادیں گے نہیں ایسا نہیں! بعض لوگ کم صلاحیت کے ساتھ ایسے کامیاب ہوگئے ہیں کہ دنیا میں ان کا ڈنکا بج گیا۔

صرف ذہانت کافی نہیں

مجھے یاد ہے کہ لاہور میں ایک صاحب تھے انھوں نے غلط لائن اختیار کی تھی اور کالج میں پڑھاتے تھے ان کی ذہانت اور معقولات میں ان کی دسترس مسلم تھی یہاں تک کہ ڈاکٹر اقبالؒ بھی ان کو مانتے تھے لیکن جو فیض ان سے پہنچنا چاہیئے تھا جو علوم وسنت کا اجراء ان سے ہونا چاہیئے تھا اور جو اشاعت ہونی چاہیئے تھی جو ان لوگوں میں بیٹھ کر خشیت پیدا ہونی چاہیئے تھی وہ لوگوں میں پیدا نہیں ہوئی کہنے لگے کہ مولوی حسین احمد مدنیؒ تو ہمارے ساتھ تھے تو ان کا شمار غبی طالب علموں میں تھا وہ کچھ وہاں نمایاں نہ تھے یہ بڑے نمایاں تھے ان سے کیا فیض پہنچا ذہانت کے باوجود۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایسے ہی ایک صاحب کہنے لگے ارے مولوی الیاسؒ تو جب دیکھو نفلیں پڑھتے تھے، پڑھنے کے زمانے میں نفلیں پڑھتے تھے مولوی الیاس صاحب نے کیا کر دکھلایا، دنیا کو ہلا کر رکھ دیا، یہاں تک کہ امریکہ اور افریقہ میں بھی ان کی دعوت مقبول ہوئی تو بھائی! بڑے تجربے کی بات بتاتا ہوں تھوڑی صلاحیت سے وہ طریقہ اختیار کر کے ﴿وأتوا البيوت من أبوابها﴾ پر عمل کر کے آدمی وہاں پہونچ سکتا ہے جہاں وہ لوگ جن کو اپنی ذہانت پر ناز ہے اور اپنے قوت مطالعہ پر اور محنت پر وہ نہیں پہونچ سکتے ان کے پڑھنے پڑھانے میں برکت نہیں ہوگی کہ لوگوں کو نفع پہنچے۔ علم کے ساتھ سنتوں کا اجراء ہو بدعات کا محو ہو معصیتوں سے نفرت پیدا ہو طاعت میں رغبت پیدا ہو نور آئے یہ بات پیدا نہیں ہوگی۔ یہ بات جب پیدا ہوگی کہ آدمی اس طریقہ پر عمل کرے جو استاد بتائے ایک صاحب تھے بہت بڑے علامہ، شام کے علامہ بیطار، کہنے لگے کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم لوگ اپنے استاد کے پاس نہیں جا سکے بڑی سخت سردی تھی سردی شام میں ہوتی ہے برف پڑتی ہے کہنے لگے ہم مجبور ہو گئے، دوسرے وقت گئے تو کہنے لگے کیوں نہیں آئے، ہم نے کہا سردی بہت تھی اوپر سے ایک گھڑا پانی اور ڈال دیا کہنے لگے یہ سردی ہے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے برداشت کیا اور کوئی شکایت نہیں کی اور پھر جانے لگے اب وہ علامہ بیطارؒ بن گئے، انھوں نے خود سنایا یا ایسے ہی ایک صاحب نے ان کے ہم عصروں میں سے سنایا، تو یہ اس زمانہ کا طریقہ تھا کہ استاد خدمت بھی لیتے اور پڑھاتے بھی تھے اور پھر استاد استاد نہیں ہوتا تھا ایک طرح کا پیر ہوتا تھا اس کے پاس رہتے کہ نماز کیسے پڑھتا ہے کیا خشوع وخضوع ہے سنتوں کا کہاں تک اہتمام کرتا ہے، مسجد آتا ہے تو پہلا قدم کون سا رکھتا ہے، نکلتا ہے تو کون سا قدم نکالتا ہے یہ باتیں بھی سیکھتے تھے استادوں سے۔ اور اب یہ باتیں کم ہو گئیں۔

قحط الرجال کا دور

آج دیکھئے کوئی غیر معمولی شخص کوئی سطح سے بلند کوئی علامہ کوئی کوہ قامت کوہ پیکر ایسی

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی ہستی نہیں پیدا ہورہی ہے! اس وقت کوئی امام مزنیؒ امام نوویؒ شیخ الاسلام ابن عبدالسلامؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نہیں بن سکتا تو کوئی حافظ ابن حجر ھیثمیؒ بن جائے ان جیسا ان سے دوسرے تیسرے نمبر کا ادیب بنے لیکن نہیں بن رہے ہیں لوگ یہاں سے مصر تک اور اب تو مصر بھی خالی ہے۔ اس زمانے میں از ہر بڑے لوگ پیدا کرتا تھا بڑے فاضل لوگ راسخ العلم لوگ پیدا کرتا تھا وہاں بھی خزاں کا دور آ گیا اور سیاسی اغراض اور سیاسی مقاصد نے اس کو بالکل بے اثر کر کے رکھ دیا ہے اور وہاں بھی لوگ پیدا نہیں ہو رہے ہیں اور ہر ملک میں یہ احساس کیا جا رہا ہے کہ اب اس پایہ کے عالم پیدا نہیں ہو رہے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے درس کی پابندی، استد کا احترام، مطالعہ کرنا، مطالعہ دیکھے بغیر نہ پڑھنا اور مولانا اشرف علیؒ صاحب فرماتے تھے کہ طالب علموں کا شعار یہ ہو گیا ہے نہ دیکھ کر پڑھنا نہ پڑھ کر دیکھنا، دیکھ کر پڑھنا یہ مطالعہ کر کے پڑھیں گے اور پڑھ کر کے اس کو رواں کریں دیکھیں بار بار پڑھیں دونوں چیزیں ختم ہو گئیں، بس چند باتیں ہیں لمبا قصہ نہیں ہے، اگر ان پر عمل کیا جائے تو آج بھی اللہ کا قانون یہی ہے جو سیکڑوں ہزاروں برس پہلے تھا، الحمدللہ اب بھی ذہین لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالی کھانے کو تو دے رہا ہے پہلے لوگ کیا کھاتے تھے اور اس سے کیا ذہانت ان کی ترقی کرتی تھی، بیچاروں کو ہفتوں مہینوں نہ گھی ملے نہ چکنائی ملے نہ فروٹ ملے نہ گوشت، یہ سوکھی روٹی کھا کے انھوں نے اتنے بڑے کام کئے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ بعض بعض ایسے گزرے ہیں کہ کھڑے ہو گئے نان بائی کی دکان پر اور روٹی توے پر ڈالنے کی جو خوشبو ہوتی ہے اس سے طاقت حاصل کی اور آ کر پھر پڑھنے لگے۔

بیت علم میں باب علم سے داخل ہو

بس وہی بات ہے کہ ﴿وأتوا البیوت من أبوابھا﴾ کہ بیت علم میں باب علم میں داخل ہو، باب علم کیا ہے وہی قواعد وضوابط پر چلنا احترام کرنا نظام کے ساتھ رہنا مطالعہ

www.abulhasanalinadwi.org

دیکھنا محنت کرنا، اور بھائی! اگر تم نے یہ کرلیا تو چمکو گے انشاء اللہ نام روشن کرو گے اپنے ملک کا بھی اور اپنی ملت کا بھی! اور نہیں تو بس شدید ہو جائے گی مشکل سے کوئی مسئلہ بتا سکو گے کوئی کتاب پڑھا سکو گے یا علمی کام کر سکو گے میں سمجھتا ہوں کہ بس یہ کافی ہے، ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ شرور و آفات سے بچائے اخلاص عطا فرمائے اپنے کلام کا حاملین کلام کا اپنے سب کا احترام وادب نصیب فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين

☆☆☆

از:..... تحفۂ بھٹکل

www.abulhasanalinadwi.org

طلباءِ مدارس کا بہترین تعارف☆

بعد حمد وصلوٰۃ!

اللہ کا یہ قانون تربیت اور قانون رحمت ہے کہ وہ بیج پھلے اور پھولے گا اور اس کے اندر سے انسانی زندگی کی پرورش کا سامان پیدا ہوگا جو زمین میں ڈالا جائے گا۔

زندگی کا تعلق صرف جسم سے نہیں ہے

لیکن انسانی زندگی صرف اس جسم کا نام نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ اور اس سے پہلے اس کے دل ودماغ کا نام ہے تو اگر انسانی جسم کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی مقدار میں اتنا بڑا سامان پیدا کیا ہے کہ جو اگر ہم جیسے انسانوں کی نا قابلیت اور بددیانتی اور بدنیتی نہ ہو تو ساری دنیا کی پرورش کے لئے بالکل کافی تھا، اگر ہمارے اعمال خراب نہ ہوتے، ہماری نیتوں میں فتور نہ ہوتا، ہم میں اس نعمت کی قدر کرنے کا جذبہ ہوتا۔

مدرسہ کا نسبی تعلق

تو اللہ تعالیٰ کا جو قانون ہزاروں یا لاکھوں برس سے کام کر رہا ہے، اس کی طرف سے کوئی بخل نہیں ہے، پانی میں کوئی کمی نہیں، غلے اور پھلوں میں کوئی کمی نہیں، اسی طریقہ سے دل ودماغ کی پرورش اور دل کو روشنی اور دماغ کو طاقت پہنچانے کے لئے اور اس کو صحیح رہنمائی عطا کرنے کے لئے اللہ نے نبوت کا سلسلہ پیدا کیا اور اس نبوت نے اسی طریقہ سے انسانی دل ودماغ کو صالح اور صحتمند غذا پہنچائی جس سے دل ودماغ نے صحیح طور پر کام کرنا شروع کیا، نبوت کی

☆ جامعہ آباد کے افتتاح کے موقعہ پر کی گئی تقریر ۱۹۷۳ء

www.abulhasanalinadwi.org

انہیں کوششوں کی ایک سنہری کڑی مدرسہ ہے۔

مدرسہ کا وسیع مفہوم

مدرسہ اپنے وسیع معنی میں یعنی وہ جگہ جہاں اجڈ، بے تربیت اور بد سلیقہ انسان کو جو اپنی فطرت پر ہے اور کچھ نہیں جانتا اس کو سلیقہ اور زندگی گذارنے کا طریقہ بتایا جائے، مالک کی پہچان کرائی جائے، اپنی زندگی کے صحیح مقصد سے آشنا کیا جائے اور اس کو بتایا جائے کہ ایک شریف، خدا ترس، خدا سے ڈرنے والا اور خدا کی مخلوق سے محبت رکھنے والا (اجاڑنے، بگاڑنے اور تاراج کرنے والا نہیں) بلکہ اس دنیا کو جنت کا نمونہ بنانے کی کوشش کرنے والا کیسا ہوتا ہے، اس کو اس کے لئے کیا ہنر سیکھنا چاہئے، اس کے لئے کیا تعلیم حاصل کرنی چاہئے، اس کے لئے اپنے نفس پر کس طرح قابو حاصل کرنا چاہئے، اس کو کس طرح اپنے نفس کو لگام دینی چاہئے اور بے لگام جانور کی طرح نہیں چھوڑنا چاہئے، اس کے لئے خدا کے پیغمبروں نے علم کا سلسلہ اور علم کا چشمہ جاری کیا۔

حضرات! Convocation کے موقعہ پر کسی بڑے دانشور اور کسی بہت پڑھے لکھے انسان کا انتخاب کیا جاتا ہے جو وہاں سند لینے والوں اور اس جامعہ سے گریجویٹ ہو کر اور اس یونیورسٹی سے فارغ ہو کر نکلنے والوں کو پیغام دے اور اپنی زندگی کے تجربوں کا نچوڑ ان کے سامنے پیش کرے کہ تمہیں کیا بننا چاہئے اور کیسا بننا چاہئے، جامعہ یا اس یونیورسٹی کا تمہارے اوپر کیا حق ہے، اور اس بستی اور تمھاری جیسی برادری اور اس معاشرہ کا جس سے تم تعلق رکھتے ہو تم سے کیا مطالبہ ہے، کیا تقاضہ ہے اور تمہارے اوپر اس کا کیا حق ہے، اس کے لئے آپ سنتے ہوں گے کہ ہر سال ہر یونیورسٹی کا ایک Convocation ہوتا ہے، تقسیم اسناد کا جلسہ ہوتا ہے، اس میں ملک کے کسی بڑے اونچے درجہ کے کسی پڑھے لکھے انسان کو، کسی فاضل کو، کسی اسکالر کو، کسی Educationist کو بلایا جاتا ہے اور وہ اپنا پیغام دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ آپ یونیورسٹی سے

www.abulhasanalinadwi.org

فارغ ہو کر اور یہاں پڑھ لکھ کر نکلے ہیں تو آپ کو کیا کرنا چاہئے، آپ میں کیا صفات اور کیا Qualities ہونی چاہئیں اور آپ کا کیسا Character ہونا چاہئے۔

جامعہ کا صحیح تعارف

آج جامعہ کی بنیاد پڑ رہی ہے، جامعہ آباد کی بنیاد پڑ رہی ہے اور وہ مبارک وقت بھی آئے گا جب یہاں کے طلبہ کو ڈگریاں دی جائیں گی اور سندیں تقسیم کی جائیں گی یا ہمارے قدیم مدرسوں کی اصطلاح میں ان کی دستار بندی ہوگی اور اس وقت کوئی فاضل آکر ان کر پیغام دیں گے اور بات کریں گے لیکن اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ کسی جامعہ کا صحیح الفاظ میں تعارف اور اس کا مکمل تخیل اور اس سے فارغ ہونے والوں کی صفات کا خلاصہ قرآن مجید جیسی کتاب میں (جو لافانی کتاب ہے، جو انسانیت کا صحیفہ ہے، جو قیامت تک باقی رہنے والی ہے اور جس سے ساری دنیا کو پیغام اور رہنمائی ملی ہے) کیا کسی ایسے جامعہ کا تخیل بھی اس کے اندر پایا جاتا ہے؟ چند لفظوں میں بتا دیا گیا ہو کہ جامعہ کس لئے ہوتا ہے اور اس سے پڑھ کر نکلنے والوں کو کیسا بننا چاہئے، ان میں کیا صفات ہونی چاہئیں، تو میں وہی آیتیں پڑھوں گا جو ابھی قاری نے پڑھیں ﴿یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ و آتیناہ الحکم صبیاً وحناناً من لدنا و زکوۃ و کان تقیاً و براً بوالدیه و لم یکن جباراً عصیاً﴾ (۱) کسی جامعہ کے فارغ اور جامعہ میں داخل ہونے والے کے لئے اس سے بہتر کوئی پیغام اور اس سے بہتر اس کے لئے کوئی خلعت نہیں ہوسکتا جو اس کو پہنایا جائے، اس سے بہتر اس کا کوئی تعارف نہیں ہوسکتا جن لفظوں میں خدا کے اس پیغمبر کا ذکر کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یا یحیی﴾ اے خدا کے پیغمبر یحییٰ ﴿خذ الکتاب بقوۃ﴾ کتاب کو مضبوط پکڑو، سارے جامعہ کا ماحصل اس میں آگیا کہ کتاب کو مضبوط پکڑنا ہے، آج دنیا میں کیا ہے یا الکتاب نہیں ہے یا قوت بھی نہیں ہے، یا تو پکڑنے والا ہاتھ ہے یا پکڑنے

---

(۱) سورۃ مریم/۱۲-۱۴۔

www.abulhasanalinadwi.org

والی چیز نہیں ہے کہ کس کو پکڑے؟ ان صحیفوں کو پکڑے؟ ان کتابوں، ان پشتاروں اوران کاغذات کے اوراق کو پکڑے جو ہوا میں پریشان ہیں اوراڑ رہے ہیں؟ ﴿یا یحیی خذ الکتاب بقوة﴾ الکتاب کو پکڑو جو اللہ کی آسمانی کتاب ہے اور جس سے انسانوں کو ھدایت ملی اور قیامت تک اسی سے ھدایت ملے گی ﴿ومن لم یجعل الله له نوراً فماله من نور﴾ (١) جس کے لئے اللہ ہی روشنی پیدا نہ کرے اس کے لئے پھر کہیں روشنی نہیں ہے، اللہ کی نازل کی ہوئی الکتاب خواہ وہ زمانہ سابق میں توریت اور انجیل کی شکل میں ہو یا اور آسمانی صحیفوں کی شکل میں ہو جن کا ہم کو صحیح طور پر سب کا نام معلوم نہیں اور یا وہ اللہ کی آخری کتاب قرآن شریف ہو، اس کو مضبوط پکڑنا ہے، وہی ہے جس سے ساری دنیا میں صحیح علم پھیلا، لوگوں کو خالق کائنات کی بھی، اس دنیا کے پیدا کرنے والے کی بھی اور اپنی بھی صحیح شناخت ہوئی اوران کو صحیح معرفت حاصل ہوئی، اپنی حقیقت بھی پہچاننا بہت ضروری ہے، اگر آدمی اپنی حقیقت نہیں پہچانتا، اپنی زندگی کا صحیح مقصد نہیں جانتا اور اپنے اور خدا کے تعلق کو نہیں جانتا تو وہ کوئی مفید خدمت انجام نہیں دے سکتا۔

﴿خذ الکتاب بقوة﴾ کا صحیح مفہوم

وہ فرماتا ہے کہ اے یحیی! اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑو اور اس طرح پکڑو کہ ہاتھ سے گرنے نہ پائے اور کوئی تم سے چھیننے نہ پائے اور اس طرح پکڑو کہ اس کو پڑھ کر ایک مرتبہ سمجھ کر پھر بھولنے نہ پاؤ جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿سنقرئک فلا تنسی﴾ (٢) ہم تم کو ایسا پڑھائیں گے کہ پھر تم کہیں بھولنے نہ پاؤ گے، کتنے پڑھنے والے جو پڑھ پڑھ کر بھول جاتے ہیں، کتنے پڑھنے والے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے پڑھا تھا اس کے خلاف ہی کرتے ہیں، کتنے پڑھنے والے ہیں کہ پڑھا انہوں نے کچھ اور پڑھاتے ہیں کچھ، لیکن جو کچھ پڑھا اس کو یاد رکھے، جو کچھ پڑھا

(١) سورة النور/ ٤٠۔

(٢) سورة الأعلى/٦۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس پر عمل کرے، جو کچھ پڑھا وہی دوسروں کو دے، جو کچھ صحیح زبان اور صحیح جگہ سے حاصل کیا تھا وہی صحیح طریقہ سے دوسروں تک پہنچائے، یہ سب قوت کے مفہوم میں شامل ہے۔

﴿یایحیی خذ الکتاب بقوۃ﴾ اے یحیی کتاب کو مضبوط تھامو، مضبوط پکڑو اس طرح کہ پھر تمہارے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے جیسے قوموں سے چھوٹ گئی، ملتوں سے چھوٹ گئی، افراد سے چھوٹ گئی، قوموں سے ایسی چھوٹی کہ آج ان قوموں کو ان کتابوں کے نام بھی یاد نہیں اور نہیں بتا سکتے کہ کون سی کتاب ان کو دی گئی تھی، افراد سے اس طرح سے چھوٹی کہ انہوں نے کبھی مڑ کر بھی نہیں دیکھا اس میں کیا لکھا ہے اور اس کو طاق پر سجا کر رکھ دیا، ہم مسلمان بھی اس کے گنہ گار ہیں کہ قرآن مجید ہم کو دیا گیا تھا عمل کرنے کے لئے لیکن ہم نے اس کو جزدانوں میں سجا کر، اس کو عمدہ سے عمدہ کپڑا پہنا کر اور طاق پر جو طاق نسیاں ہے، اونچے طاق پر اس کو رکھ دیا، (بڑی متبرک کتاب ہے) اور اس کے اوپر گرد جمتی رہی اور ہم نے اس کو کبھی اٹھا کر نہ دیکھا کہ کیا لکھا ہے، ہم نے زندگی میں اس کو منتقل نہیں کیا، ہم نے اپنی زندگی میں اس کا مظاہرہ اور Demonstration نہیں کیا اور ہم نے اپنی زندگی میں اس پر عمل کر کے نہیں دکھایا۔

قرآن کی عملی تفسیر کی ضرورت ہے

اگر آج ہم مسلمان اپنی زندگیوں میں اس کا نمونہ دکھاتے تو میں یقین کرتا ہوں کہ آج دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا! آج خود ہمارے ملک کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا! کیسی محبت ہوتی، کیسی دیانتداری ہوتی، کیسا فرض کا احساس ہوتا، کیسے ملک کی خدمت کا جذبہ ہوتا، کیسے خدا کی معرفت گھر گھر عام ہوتی، سب اس دنیا کے اور اس ملک کے رہنے والے اپنے معبود کو پہچانتے، انسان کا مرتبہ پہچانا جاتا، اگر اس کتاب پر اپنی زندگیوں میں عمل کر کے ہم مسلمان دکھاتے تو سب کو معلوم ہوتا کہ انسان کا کیا مرتبہ ہے، انسان کیسی قیمتی چیز ہے، انسان خدا کا کیسا پیارا ہے، ﴿و آتیناہ الحکم صبیاً﴾ اور ہم نے اس کو بچپن ہی میں حکمت دی، اب

www.abulhasanalinadwi.org

اگر خدا کسی کو حکمت دیتا ہے اوراس کا سینہ کھولتا ہے،اس کو علمِ لدنّی حاصل ہوتا ہے تو سبحان اللہ،لیکن ہر ایک کی قسمت کہاں!اس لئے ایسے مدرسے قائم کئے جاتے ہیں،یہاں سے ابتدائی مدرسوں کی بنیاد پڑی ﴿و آتیناه الحکم صبیاً﴾۔

اہلِ مدارس کا باطن کس طرح ہونا چاہئے

اور پھراس کے بعد پڑھ لکھ کر بے درد بننا نہیں ہے، ظالم بننا نہیں ہے،انسان کا شکاری بننا نہیں ہے،کام چور،غلہ چوراور دولت چور بننا نہیں ہے، بلکہ پڑھ لکھ کر اور محبت بڑھنی چاہئے،پڑھ لکھ کر دل سے انسانوں کی محبت کے چشمے ابلنے لگیں اور دل کو موم کی طرح پگھلنا چاہئے،دل کو پتھر نہیں ہونا چاہئے بلکہ موم ہونا چاہئے،فولاد نہیں ہونا چاہئے،فولاد ہونے کا موقعہ وہ ہے کہ جب کوئی بہت اہم مقصد ہو،ورنہ دل کو تو ریشم بننا چاہئے،دل کو تو بہتے ہوئے پانی کی طرح ہونا چاہئے،اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿وحنانأمن لدنا﴾ ہم نے اپنی طرف سے اس کے دل میں محبت کا چشمہ بہایا،محبت کا چشمہ ابلنے لگا ہر ایک پر ترس کھانا،ہر ایک کے لئے آنسو بہانا ہر ایک کا غم اپنا غم بنالینا،ہر ایک کے لئے تڑپنا،ہر ایک کے لئے پگھلنا اور سلگنا،ہر ایک کے لئے جلنا اور ہر ایک کے غم میں گھلنا،یہ ہر پڑھے لکھے انسان کا شعار اور Moto ہونا چاہئے کہ وہ جب کسی انسان کی مصیبت دیکھے تو اس کا دل پگھل جائے،اس کی آنکھ سے آنسوؤں کی بارش ہونے لگے اور وہ تڑپ کر مر جائے،اس کو کھانے میں مزہ نہ آئے،پینے میں مزہ نہ آئے،جیسے حضور ﷺ تھے کہ جب قیدی آئے جنہوں نے آپ کے اوپر تیر چلائے تھے،جنہوں نے آپ پر پتھر برسائے تھے،جنہوں نے آپ کو گالیاں دی تھیں،جنہوں نے آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے،جنہوں نے آپ کے ساتھ وہ سلوک کیا تھا جو کوئی کسی خونخوار جانور کے ساتھ بھی نہیں کرسکتا،جب وہ قید ہوکر آئے تو رات بھر آپ کو نیند نہ آئی کہ ان بیچاروں کے ہاتھ پاؤں پر ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں،کسی کی کراہ سن لی تو آپ ﷺ بے قرار ہوجاتے تھے اور

اگر نماز میں (کہ جس سے بڑھ کر کوئی آپ کے لئے محبوب مشغلہ نہیں تھا، فرماتے تھے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے(۱) لیکن) کسی بچہ کا رونا سن لیتے تھے تو جلدی نماز ختم کرتے تھے کہ معلوم نہیں کہ اس کی ماں پر کیا گذر رہی ہوگی (۲) وہ نبی رحمت جس کی رحمت ومحبت کا یہ حال تھا اس کے نائبین جو علماء، فضلاء، جامعہ سے نکلنے والے اور مدارس سے فارغ ہونے والے ہیں ان کا دل کیسے سخت ہوسکتا ہے؟ فرمایا ﴿وحنانًامن لدنّا وزكوة﴾۔

پاک دل وپاکباز

ہاں اپنی طرف سے ہم نے اس کو محبت وشفقت دی، ترس کھانا سکھایا، پاکی اور ستھرائی دی، اس کے اخلاق پاکیزہ، اس کا جسم پاک، اس کے کپڑے پاک، اس کے ارادے پاک، اس کی نیتیں پاک، اس کے کام پاک، یہ لفظ ''زکوۃ'' سب کو شامل ہے ﴿وحنانا من لدنّا وزكوة﴾ وہ سراپا پاکی تھا، وہ مجسم پاکی تھا ﴿وكان تقيا﴾ وہ چالاک نہیں تھا، وہ مال حاصل کرنے اور دولت بڑھانے کے نئے نئے اور ہوشیاری کے طریقے نہیں جانتا تھا، بلکہ ﴿وكان تقيا﴾ اس کے اندر احتیاط تھی، اس کے اندر ہر ایک کا خیال تھا، کسی کو تکلیف نہ پہنچنے پائے اور کسی کا حق نہ مارا جائے، ﴿وبرّا بوالديه﴾ اور اپنے ماں باپ کا بڑا فرماں بردار، بڑا سپوت، ان کا بڑا خدمت گذار اور اطاعت شعار ﴿ولم يكن جبارا عصيا﴾ اور وہ بہت سختی کرنے والا، نافرمان، سرکش، ضدی، ہٹ دھرم اور مغرور نہیں تھا۔

مدارس وجامعات کے لئے بہترین چارٹ

یہ جامعہ کے فارغ کا اور اس کے مقاصد کا بہترین سراپا ہے، بہترین حلیہ اور بہترین

---

(۱) نسائي: كتاب عشرة النساء، باب حب النساء رقم ۳۹۳۹۔ مسند أحمد: ج ۳، ص ۱۹۹، ۲۸۵، ۱۲۸۰۰ (۲۸۵ میں جعل کی جگہ جعلت کا لفظ آیا ہے)۔

(۲) بخاري: كتاب الأذان، باب من أخف الصلوة عند بكاء الصبي، رقم ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰۔

www.abulhasanalinadwi.org

نقشہ ہے، بہترین تعارف اور بہترین چارٹ ہے۔

اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ ایک جامعہ بننے والی ہے، اس میں ہم چاہتے ہیں کہ ایک چارٹ لگائیں کہ اس جامعہ کے فضلاء، وہاں کے اساتذہ اور وہاں کے طلبہ کے کیا اخلاق ہونے چاہئیں تو میں یہ آیت دونگا کہ اس آیت کو بہت سنہرے حروف سے خوشخط لکھ کر اور اس کا ترجمہ کروا کر اس جامعہ کی دیوار پر آویزاں کردوں ﴿یا یحیی خذا لکتاب بقوة و آتیناه الحکم صبیاً وحناناً من لدنا وزکوة وکان تقیاً وبرّاً بوالدیه ولم یکن جباراً عصیاً﴾۔

بس میں ان الفاظ کے ساتھ اس جامعہ آباد کے قیام پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس جامعہ کے پڑھنے والے اور اس جامعہ سے پڑھ کر نکلنے والے ان اخلاق وصفات کے حامل ہوں اور وہ دنیا میں نمونہ پیش کریں، یہ بستی نور کی بستی ہو، برکت کی بستی ہو، رحمت کی بستی ہو، علم وعرفان کی بستی ہو، یہاں سے علم دھارے اور علم کے چشمے بہیں اور اس بستی کے آس پاس کو ہی نہیں بلکہ دور دور کے شہروں کو، دیہاتوں کو، جنگلوں کو، اور پورے ملک کو اور ملک سے باہر نکل کر دوسرے ملکوں کو سیراب کریں، اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے اور آج کے دن کو ہر طرح سے ہمارے اور آپ کے حق میں مبارک فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

☆☆☆

قلمبند:...... محمد مزمل عثمان ھلارے

www.abulhasanalinadwi.org

معاشرت انسانی بلکہ حیات انسانی مرکب ہے

مردوعورت سے☆

﴿فاستجاب لهم ربهم أني لا أضيع عمل عامل منكم من ذكر او انثىٰ بعضكم من بعض﴾.(۱)

میرے بھائیواور بہنو! ہم نے آپ کے سامنے سورۂ آل عمران کی آیت کا ایک ٹکڑا پڑھا ہے۔اللہ تعالیٰ نے پہلے اہل ایمان کی دعاؤں کا تذکرہ کیا ہے۔ان اہل ایمان نے خوب دل کھول کر دعائیں کیں۔معمولی دعائیں نہیں تھیں، بڑی مومنانہ دعائیں، بڑی مبصرانہ دعائیں، بڑی مردانہ دعائیں! مردانہ لفظ میں نے جان بوجھ کر استعمال کیا ہے﴿ربنا إننا سمعنا منادياً ينادي للإيمان أن آمنوا بربكم فآمنا﴾ ایک مردانہ دعا ہے،﴿ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا و توفنا مع الأبرار، ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة إنك لا تخلف الميعاد﴾۔(۲) ایسی بلند ہمتی کی دعائیں تھیں۔انہوں نے ایک بات اور کہی تھی﴿ ربنا إننا سمعنا مناديا ينادي للإيمان﴾ ہم نے ایک پکارنے والے کو، تیرے ایک منادی کو پکارتے ہوئے سنا کہ﴿آمنوا بربكم﴾ (اپنے رب پر ایمان لاؤ)﴿فآمنا﴾(ہم ایمان لائے)﴿وكفر عنا سيئاتنا﴾(ہمارے گناہوں کو

☆ جامعۃ الصالحات کی عمارت کے افتتاح کے موقعہ پر کی گئی تقریر ۲۰/۱/ ۱۹۸۰ء

(۱) سورۃ آل عمران/۱۹۵۔

(۲) سورۃ آل عمران/۱۹۳-۱۹٤۔

www.abulhasanalinadwi.org

معاف کر اور ہمارے گناہوں سے درگزر کر)۔

ظاہر ہے کہ ان دعاؤں میں ذہن مردوں ہی کی طرف جائے گا منادی اور قبول کرنے والے مرد، اور میں یہ کہوں کہ پیش پیش رہنے والے اور اس کو مردانہ وار لبیک کہنے والے مرد تھے تو یہ بھی صحیح ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جب اجر کا اور دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کرتا ہے تو مردوں کے ساتھ۔ حالانکہ وہاں پر کوئی سیاق وسباق اور قرینہ نہیں ہے۔ خاص طور سے عورتوں کا ذکر کرتا ہے۔ دوسری جنس، جنس لطیف کا بھی ذکر کرتا ہے ﴿فاستجاب لهم ربهم﴾ دعا کرنے والے مرد ہیں اور فرماتا ہے اللہ نے ان کی دعا قبول کی۔

رحمت الٰہی اور بخشش الٰہی میں مساوات کامل ہے

یہاں پر کوئی ادیب ہوتا، کوئی انشاء پرداز ہوتا، کوئی مقنن ہوتا، کوئی ماہر نفسیات ہوتا، کوئی بڑا عورتوں کی آزادی کا حامی اور محرک ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ وہ یہاں پر عورتوں کو فراموش کر دیتا، کیا موقع تھا کیا ذکر تھا، ساری دعائیں مردوں کی اور سارے کام میں وہ (مرد) ہی پیش پیش تھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت دیکھئے وہ خالق، ذکور واناث دونوں جنسوں کا خالق ہے، دونوں پر اس کی یکساں شفقت کی نظر ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔ فرماتا ہے ﴿فاستجاب لهم ربهم أني لا أضيع عمل عامل منكم﴾ ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کی اور جواب دیا کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع نہیں کرتا، عامل کا لفظ تذکیر کا ہے۔ یہاں تک مردوں ہی کا ذکر تھا ﴿لا أضيع عمل عامل منكم﴾ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا، کسی محنت کرنے والے کی محنت کو، کسی کوشش کرنے والے کی کوشش کو، کسی قربانی دینے والے کی قربانی کو، ضائع نہیں کرتا۔ ﴿من ذكر أو أنثىٰ﴾ یہاں پر ایک دم سے عورتوں کو یاد فرمایا اور ان کو شرف بخشا، وہ عمل کرنے والا، وہ دعا کرنے والا چاہے مرد ہو یا عورت۔ اس سے زیادہ، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت میں، میں اور کسی چیز میں نہیں کہتا، لیکن میں اس کو پورے وثوق کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

اور خم ٹھونک کر کہتا ہوں اور کسی چیز میں مساوات ہو یا نہ ہو اور بعض چیزوں میں مساوات، اسلامی شریعت سے تحفظ، اور فطرت انسانی کی معرفت پر مبنی بصیرت سے کام لیتی ہے لیکن ایک چیز ڈنکے کی چوٹ پر کہی جا سکتی ہے کہ رحمت الٰہی اور بخشش الٰہی میں مساوات کامل ہے اس میں کوئی تحفظ نہیں ہے، کسی قسم کا RESERVATION، کسی قسم کا امتیاز نہیں اور اس کی دلیل یہ آیت ہے، ﴿فاستجاب لهم ربهم﴾ پورا سیاق و سباق دیکھئے تو آنکھیں کھل جائیں گی اور اعجاز قرآنی سے بڑھ کر رحمت یزدانی کا آدمی قائل ہو جائے گا اور کوئی جھوم اٹھے اور کسی پر وجد کی کیفیت طاری ہو جائے اور ر خاص طور پر میں اپنی عزیز بہنوں سے کہتا ہوں، اگر ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جائے اور اگر کسی بڑے شکر کی حالت میں مدہوشی کی حالت طاری ہو جائے اور اس کے رونگٹے رونگٹے سے شکر کے ترانے نکلیں بلکہ ابلیں تو بھی بالکل بجا ہے اور برمحل ہے یہاں یہ کوئی موقع نہ تھا مردوں نے بھی (اللہ ان کو معاف کرے) اپنی دعاؤں میں اپنی بہنوں کا تذکرہ نہیں کیا تھا، حالانکہ ماں تو ماں ہی ہے۔ انہوں نے دعا اپنے لئے کی تھی ساری ضمیریں مذکر کی۔ اپنی ماؤں تک کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

مرد و عورت ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہو سکتے

لیکن اس رب العالمین کی رب العالمینی دیکھئے اور اس کی رحمۃ للعالمینی دیکھئے فرماتا ہے" ﴿فاستجاب لهم ربهم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر أو أنثیٰ﴾ اور پھر اس کے بعد مہر لگاتا ہے ﴿بعضکم من بعض﴾ تم بھول کیوں گئے تھے یعنی گویا تنبیہ کی گئی ان دعا کرنے والے مردوں کو کہ تم اپنے جسم کے اتنے بڑے حصہ کو حیات انسانی کے ایک اتنے اہم عنصر کو بھول کیوں گئے تھے؟ بلکہ اپنے لئے شرط حیات کو بھول گئے تھے۔ تو تم بھولے ہم نہیں بھولے، تم سو بار بھولو، ہزار بار بھولو لیکن ہم بھولنے والے نہیں ہیں۔ ﴿فی

www.abulhasanalinadwi.org

کتاب لا یضل ربي ولا ینسیٰ﴾(۱) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا تو ان کے رب العزت نے جواب دیا﴿أني لا أضیع عمل عامل منکم﴾ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کو ضائع کرنے والا نہیں ہوں بغیر سیاق وسباق کے فرماتا ہے﴿من ذکر أو أنثیٰ﴾ چاہے وہ عمل کرنیوالا مرد ہو یا عورت۔ کیا تعجب کی بات ہے! تم ہو ہی ایک دوسرے سے تم ایک دوسرے سے مستغنی نہیں۔

معافی کا سمندر

معاشرت انسانی بلکہ حیات انسانی مرکب ہے ان دونوں عنصروں سے، ان کا انفصال ہو ہی نہیں سکتا ہے، جب میرا ذہن اس آیت کی طرف گیا تو معانی اور مضامین کا ایک عالم سامنے آ گیا کہ ﴿لا أضیع﴾ کی وسعت اور اس کی بے پایانی دیکھئے کہ اس نے یہاں پر ﴿لا أضیع عمل عامل منکم﴾ فرمایا، میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ عربی کا لفظ ''إضاعت'' کا استعمال ہوا ہے یعنی اس کی کوشش کا نتیجہ یہاں دنیا میں بھی ظاہر ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا۔ یہ آیت دنیا و آخرت دونوں پر حاوی ہے۔ آیت یہ نہیں کہتی کہ عورتیں عبادت کر کے دنیا میں تو کوئی نتیجہ نہ پائیں گی۔ محنت کریں علم کیلئے اور علم حاصل نہیں ہوگا۔ محنت کریں تربیت میں اور اس کا نتیجہ حاصل نہیں ہوگا، محنت کریں زندگی کو پر لطف، بامعنی اور بارونق بنانے کی اور اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے اور سارا اجر آخرت کے لئے اٹھا رکھا جائے بلکہ جس میدان میں تم دونوں محنت کرو گے اس میں انہی کوششوں کا نتیجہ دیکھو گے چنانچہ میں عبادت کے متعلق تو کیا کہوں! عبادت میں اگر آپ صرف اسلام کی تاریخ دیکھئے اور حقیقت میں محفوظ تاریخ تو وہی ہے، ہماری مجبوری، انسانیت کی مجبوری، علم انسانی کی مجبوری، تقدیرات انسانی کی مجبوری کی تاریخ تو محفوظ امت محمدیؐ سے ہے، وہ علمی ترقیوں کی ہے، روحانی ترقیوں کی ہے اور مسائل کے نتائج

---

(۱) سورۃ طٰہٰ/ ۵۲۔

www.abulhasanalinadwi.org

ظاہر ہونے کی ہے، آپ دیکھئے کہ اس کا پورا امکان تھا کہ ولایت کے میدان پر پوری اجارہ داری مردوں کی ہوتی اس لئے کہ ولایت کا میدان، قبولیت عند اللہ کا میدان بڑی خصوصیات کا طالب ہے اور اس کو مردوں سے کچھ مناسبت ہے، مجاہدہ کرنا، جہاد کرنا، رات رات بھر نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا اور یہ مردوں کے لئے آسان ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

عورتوں کی بہت سی صنفی خصوصیات ہیں، بہت سی خانگی ذمہ داریاں ہیں، تربیت، پرورش کا، کسی کو، بچہ کو اپنے ساتھ سلانا ہے، بچہ کو میٹھی نیند سلانا ہے، بچہ کی بیماری میں تیمارداری کرنی ہے اس کے لئے اتنی عبادت ممکن کہاں ہے جتنی مرد کے لئے؟ وہ مسجد سے آیا اور سو گیا یا مسجد میں جا کر سو گیا، رات بھر عبادت کرے، ولایت کے سلسلہ میں بالکل امکان تھا کہ ہم مرد اولیاء اللہ سے واقف ہوتے اور ایک عورت کا نام بھی سنا نہ ہوتا اگر سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی بلند آوازیں اور ان کی قبولیت عام اور ان کی مقبولیت عند اللہ اور مقبولیت عند الخلق اور ان کی ولایت کا جو شہرہ دنیا میں ہے جبکہ پچھلی امتوں میں سے کسی ولی کا نام تو محفوظ نہیں ہے اور اگر سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو سوگنا شہرت حاصل ہے تو میں عرض کروں گا اور اس میں گستاخی نہیں سمجھتا ہوں کہ پچاس درجہ کی شہرت رابعہ بصریہ کو بھی حاصل ہے اور آپ کسی کو روہ سے کوروہ مقام پر چلے جائیے مولانا عبدالقادر جیلانیؒ کو بچہ بچہ جانتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دنیا کے کونے کونے میں جا کر دیکھا ہے جہاں چار مسلمان رہتے ہیں وہاں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا نام کسی طریقہ سے خواہ اس پر شریعت کی رو سے کوئی پابندی عائد کی جائے اور اس پر کلام کیا جائے مگر مختلف ناموں سے ان کو دنیا میں یاد کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں دوسرے نمبر

www.abulhasanalinadwi.org

پر رابعہ بصریہ کا بھی یہی حال ہے اور ہر پڑھا لکھا آدمی کم از کم رابعہ بصریہ سے تو ضرور واقف ہے یہ ایک مثال ہے عبادت کے سلسلے کی۔

ایک تاریخی انکشاف

ان کے سلسلے کی مجھے افسوس ہے فضلاء امت کی تو سیکڑوں تاریخیں ہیں مگر فاضلات امت کی تاریخ بہت کم لکھی گئی ہے اگر چہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے مؤرخین اور سوانح نگاروں کو جیسے ابن خلکان گذرے ہیں جیسے طبقات الشافعية الكبرىٰ، طبقات حنابلہ وغیرہ انہوں نے عورتوں کو بالکل نظر انداز نہیں کیا بلکہ ادبی تاریخوں میں ان کے نام آتے ہیں۔ میں صرف ایک مثال دیتا ہوں شاید بہت سے لوگوں کے لئے انکشاف ہو یعنی خواتین کی علمی کوششوں، علمی جدوجہد، علمی ذوق وشوق اور شغف کی کامیابی کی ایک ایسی روشن مثال جس سے آدمی پر ایک تحیر قائم ہو جاتا ہے آپ سے پوچھوں کہ قرآن مجید کے بعد اسلام کے پورے کتب خانہ میں اس پورے علمی ذخیرے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس امت کو عطا ہوا ہے اس کی بنیاد ﴿ علم بالقلم﴾ (۱) کی وحی سے پڑی ہے اس کے قلم کی حرکت سے جو دنیا میں بے نظیر کتب خانہ تیار ہوا اس میں کتاب اللہ کے بعد کس کا درجہ ہے یہی پوچھوں تو آپ بالاتفاق جواب دیں گے کہ صحیح بخاری کا درجہ ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ صحیح بخاری ہمارے ہندوستان میں ہر مدرسہ کے لئے معیار فضیلت ہے علاوہ اس کے جو صحت کا درجہ حاصل ہے اسناد کا درجہ ہے، برکت کا درجہ ہے، اور اللہ نے اس کو قبولیت کا درجہ عطا فرمایا، اس کو علماء اسلام نے اصح کتاب بعد کتاب اللہ کہا، اس کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے متعلق ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں لکھا ہے (۲) ''و کل من يهون

---

(۱) سورة العلق/٤

(۲) حجة الله البالغة: ج ١، ص ١٣٤، (کتب خانہ رشیدیہ دہلی)۔

www.abulhasanalinadwi.org

شانہ فھو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین" جوان دونوں کتابوں کی تحقیر کرے اور دونوں کے ساتھ استخفاف کا معاملہ کرے، ان کے لئے تنقیص کا کوئی لفظ استعمال کرے یا اس کی اہمیت گھٹائے وہ مبتدع اور متبع غیر سبیل المؤمنین ہے اور اس نے مؤمنین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ آج ہمارے مدارس میں، دارالعلوم دیوبند سے لے کر دارالعلوم ندوۃ العلماء تک یا جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں بخاری شریف پڑھائی جاتی ہے اور پڑھائی جائے گی۔ آپ جانتے ہیں وہ بخاری شریف کس کی روایت سے ہے کریمہ کی روایت ہے۔ امام بخاری کے سیکڑوں، ہزاروں شاگردوں میں کریمہ کے جتنے شاگرد ہیں۔ میں اپنے مطالعہ کی بنیاد پر کہتا ہوں، ان کے شاگردوں کے شاگردوں کی اتنی بڑی تعداد ہے اور ان کی روایت کو جو اللہ تعالیٰ نے قبولیت عطا فرمائی شاید ان کے کسی دوسرے شاگرد کو قبولیت عطا نہیں فرمائی۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ نے جو بخاری شریف پڑھی اور پڑھائی اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے جو بخاری شریف پڑھی اور پڑھائی اور شیخ حسین بن محسن انصاری نے بھوپال میں جو درس دیا۔ اور شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت عطا فرمائے، وہ جو بخاری شریف پڑھاتے رہے وہ کریمہ کی روایت ہے، کتنا بڑا شرف ہے کوئی امت اس کو پیش کرسکتی ہے۔ جب امام بخاریؒ کے شاگردوں نے کوشش کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے جیسے انکے تلامذہ کے کوشش کو بار آور کیا اور آج دنیا میں ان کا نام ونشان باقی ہے ویسے ہی ان کی تلمیذات کوششوں کو کچھ زیادہ ہی باور کیا اور یہ چیز ہمارے اسلامی معاشرہ میں آخر تک باقی رہی۔

سلطنت مومنات کا قاضی

میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں میں نے اپنے استاذ مولانا حیدر حسن خاں صاحب سے یہ بات سنی ہے کہ انہوں نے بھوپال میں شیخ حسین سے تعلیم حاصل کی تھی اور برسوں بھوپال میں رہے بھوپال کی ریاست جو سلطنت مؤمنات تھی کسی نے حضرت مولانا لطف اللہؒ پر الزام لگایا

www.abulhasanalinadwi.org

کہ آپ بھوپال کو سومناتھ کہتے ہیں آپ نے فرمایا میں سومناتھ نہیں کہتا ہوں میں سلطنت مؤمنات کہتا ہوں، سلطنت مومنات نقطۂ عروج پر تھی نواب سکندر جہاں بیگم، نواب شاہجہاں بیگم جیسی فاضلہ بیگم کا دور تھا، وہاں کے مفتی اعظم مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب تھے، مولانا عبدالحی بڈھانوی، جو حضرت سید احمد شہیدؒ کے پہلے خلیفہ اعظم تھے ان کو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ سے پہلے خلافت ملی، ان کے صاحبزادے تھے، مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب کا حال بھوپال کے لوگوں نے بیان کیا اور مولانا حیدر حسن خاں صاحب بیان کرتے تھے کہ انکے پاس کوئی مقدمہ آتا تھا اور اس میں کوئی فیصلہ نہیں کر پاتے اور اس فکر میں پڑ جاتے کہ اس میں مسئلہ شرعی کیا ہے تو کہتے ابھی آتا ہوں اور گھر میں جاکر اپنی اہلیہ جو حضرت مولانا شاہ اسحاق صاحب کی صاحبزادی تھیں، پوچھتے کیا آپ نے اپنے والد صاحب سے کوئی روایت سنی ہے یا اس مسئلہ میں آپ کے علم میں کوئی بات ہے اور آکر فیصلہ کرتے، اور بعض اوقات تو بلا تکلف کہہ دیتے میں ذرا بیوی صاحبہ سے پوچھ آؤں، کوئی مثال ہے اس کی دنیا میں؟ آج کتنے بڑے مغرب کے دعوے ہیں! عورتیں ہر علم صنعت میں ملیں گی۔ ادبیات کے میدان میں، اور ہمارے یہاں ادبیات تک کا حال یہ ہے کہ ولادہ بنت المستکفی کا نام یاد ہے اسپین کے امراء میں ایک کی صاحبزادی تھی ان کا ادبی وشعری دربار ایسا منعقد ہوتا تھا جیسے بادشاہوں کے دربار منعقد ہوتے تھے، بڑے بڑے ادباء ان کے پاس استفادہ کیلئے آتے تھے، میں کہاں تک مثالیں دوں تاریخ تو میری کمزوری ہے میں اس میں تفصیل کے ساتھ نہیں جانا چاہتا۔ میں تو قرآن مجید کے اس اعجاز کا لطف اٹھانا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لا أضیع عمل عامل منکم﴾ عمل بھی یہاں نکرہ، عامل بھی یہاں نکرہ، کسی عمل کرنے والے کے کسی عمل کو میں ضائع نہیں کرتا جس میں تم کوشش کروگے اگر تم نے عبادت میں کوشش کی تو ہم تم کو رابعہ بصریہ کے مقام اور اس سے بھی آگے کے مقام تک پہنچا سکتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

شجاعت وبہادری کی انوکھی مثال

عورتوں کی شجاعت اور ہمت کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں آپ سب نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا نام سنا ہوگا حضرت زبیر بن عوامؓ جو صحابی جلیل ہیں اور عشرہ مبشرہ میں ہیں ان دس خوش قسمت افراد میں ہیں جن کا نام لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی،(۱) **زبیر بن العوام فی الجنة، سعد بن ابی وقاص فی الجنة، فلان فی الجنة** اور خلفاء راشدین کا پوچھنا کیا ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بڑے عالم، بڑے فقیہ، بڑے بہادر، بڑے شجاع تھے، انہوں نے عبدالملک بن مروان کا مقابلہ کیا، اس کی حکومت نہج نبوت سے ہٹ گئی تھی تو آپ نے کوشش کی کہ اسکو منہاج نبوت پر لے آئیں اور عبدالملک بن مروان کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی سے سخت مقابلہ ہوا اور وہ شہید ہوئے، اس نے عبداللہ بن زبیرؓ کو پھانسی پر لٹکا دیا اور کہا جب تک انکی ماں سفارش نہیں کرے گی انہیں نہیں اتاروں گا، عبداللہ بن زبیر صحابی ہیں، صحابی ابن الصحابی، ابن الصحابیہ ہیں انکی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر ذات النطاقینؓ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی ہیں، لوگوں سے یہ منظر دیکھا نہیں جاتا تھا، آنکھوں میں آنسو آجائے تو کیا معنی لوگ تڑپ تڑپ کر روتے تھے مجبور ہو کر انکی والدہ صاحبہ کے پاس آئے اور کہا خدا کے لئے ہم پر رحم کھایئے آپ کی ہمت میں تو کوئی فرق نہیں۔ کوئی فقرہ تو ایسا کہہ دیجئے جس سے ہم یہ منظر دیکھنے سے محفوظ ہوجائیں، تو آپ جانتے ہیں اللہ کی اس شیرنی نے اللہ کی اس بندی نے کیا فقرہ کہا "الم یأن لھذا الفارس أن یترجل" کیا اس شہسوار کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ پیدل ہوجائے، کن لفظوں میں کہا، اس وقت بھی ان کی فروسیت، بہادری اور شجاعت کہ "الم یأن لھذا الفارس أن ینزل" کہا۔ کیا ابھی اس شہسوار کے لئے وقت نہیں آیا ہے کہ گھوڑے سے اترے۔ حجاج بھی انتظار میں تھا اس کو بھی لعنت پڑ رہی تھی اور اس نے اس کو بہانہ بنالیا اور

---

(۱) ترمذي: كتاب المناقب : باب مناقب عبدالرحمن بن عوف الزهري، رقم ۳۷۴۷۔

www.abulhasanalinadwi.org

اتارنے کا حکم دیا۔

حیرت انگیز سچ

آپ میں سے پڑھے لکھے لوگوں نے حضرت خنساءؓ کا نام سنا ہوگا وہ عربی زبان کی لازوال اور غیر فانی شاعرات میں سے ہیں ان کے دو بھائیوں کا انتقال ہو گیا تھا ان کے لئے ایسے دلدوز مرثیے کہے کہ ان کی نظیر صرف عربی مراثی ہی میں نہیں بلکہ عالمی مراثی میں یعنی دنیا کی مختلف زبانوں کے مرثیہ کے ذخیرہ میں ان کی مثال ملنی مشکل ہے، میں عربی ادب کا طالب علم ہوں اس کو پڑھا ہے یاد کیا ہے کیا شعر تھے ان کا یہ واقعہ اسلام سے پہلے کا ہے۔ یہی حضرت خنساءؓ جب اسلام لے آئیں تو دیکھئے کہ اسلام نے نفسیات میں کیا انقلاب برپا کر دیا کہ جس اللہ کی بندی نے اپنے بھائیوں پر رونا شعار بنالیا تھا اور ایسے ایسے مرثیے کہے کہ آدمی رونے لگتا تھا اور ان کی شاعری اسی پر مرکوز ہوگئی تھی لیکن بہر حال بھائی اور بیٹے میں فرق ہوتا ہے، بیٹا جگر کا ٹکڑا ہوتا ہے جگر کا گوشہ ہوتا ہے۔ ہزار بھائی سے محبت لیکن بیٹا تو جسم کا ایک جزء ہوتا ہے: ایک ٹکڑا ہوتا ہے، ایک غزوہ کے موقع پر اپنے بیٹوں کو بلایا اور ایک ایک کو رخصت کیا اور کہا بیٹا پیٹھ نہ دکھانا میں نے اس دن کے لئے تم کو دودھ نہیں پلایا تھا اس کے بعد ایک ایک کی شہادت کی خبر سنتی رہیں اور جب آخری بیٹے کی شہادت کی خبر سنی تو ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے "الحمدلله الذی أکرمنی بشهادتهم" اے خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے ان کو شہادت سے سرفراز فرمایا اور اس کی عزت بخشی، ایسے واقعات تاریخ کے صفحات میں بکھرے ہوئے ہیں۔

عجیب وغریب نکتہ

تو میں عرض کرتا ہوں جس وقت قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی تھی میرا ذہن ایک دم سے ایک عجیب غریب نکتہ کی طرف گیا مجھے ایک سرور و کیفیت حاصل ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھئے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ جب ذکر کرتا ہے بڑے بڑے مقامات کا، ہم جیسے ٹوٹی پھوٹی عربی جاننے والے اس کو دو جملوں میں ادا کر سکتے ہیں مرد اور عورت سب شریک ہیں تو دس مرتبہ دو الگ الگ ضمیریں لاتا ہے اور ایک ایک صفت کا ذکر کرتا ہے، اللہ کو اپنی بندیوں سے کتنی محبت ہے ﴿إن المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات والقانتين والقانتات والصادقين والصادقات والصابرين والصابرات والخاشعين والخاشعات والمتصدقين والمتصدقات والصائمين والصائمات والحافظين فروجهم والحافظات والذاكرين الله كثيرا والذاكرات﴾(۱) بھائی اگر خدا کا معاملہ نہ ہوتا تو میں کہتا اللہ کو بڑا مزا آرہا تھا ہر ایک کا الگ الگ ذکر کیا، کسی باپ سے پوچھئے جس کے چار یا سات بیٹے ہوں اس کا جی چاہے گا کہ ہر ایک کا نام لے کر وہ بتائے اور ہر ایک پر اس کو لطف آئے گا، اللہ تبارک وتعالی کی ذات بہت عالی ہے، انسانی خصوصیات اس کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتیں، لیکن اس کو انسانی ادب وانشاء کے لحاظ سے دوسرے طریقہ سے بھی ادا کیا جا سکتا تھا، "وغیرہ" کا لفظ تو اس وقت تک ایجاد نہیں ہوا تھا مگر مسلمان مرد اور عورتیں اور ایمان لانے والے اور ایمان لانے والی عورتیں اور اس طریقہ سے دوسرے تمام فضائل میں شریک ہونے والے مرد اور عورت لیکن ایک ایک کو الگ الگ کر کے بیان کیا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اسلام اور ایمان میں تو مرد اور عورت شریک ہو سکتے ہیں، قانتات فرمانبرداری میں، اس میں بھی ممکن ہے لیکن صادقین اور صادقات میں تو مشکل ہے اس میں عورتیں جھوٹ بول دیتی ہیں کبھی اپنی کمزوری چھپانے کے لئے بھی، اپنے کھانے کی خرابی چھپانے کے لئے، کبھی اپنے بچے کی بری عادت پر پردہ ڈالنے کے لئے، کبھی سو جانے کی کمزوری پر، اور عورتیں سچائی میں مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں یہ تو مردانہ کام ہے، بہادری کا کام ہے ﴿والصادقين والصادقات﴾ یہ تو ٹھیک ہے لیکن ﴿الصابرين والصابرات﴾ وہ صبر کہاں کر سکتی ہیں ہمیشہ یہی دیکھا ہے سب سے پہلے ان پر صدمہ کا اثر پڑتا ہے سب سے پہلے

---

(۱) ترمذي: كتاب المناقب : باب مناقب عبدالرحمن بن عوف الزهري، رقم ۳۷۴۷۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان ہی کی زبان سے فریاد نکلتی ہے بعض وقت تو ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے، بعض وقت تو اولاد کا غم، اللہ محفوظ رکھے یا عزیزوں کا غم سب سے پہلے عورت پر پڑتا ہے۔

اللہ تعالی فطرت انسانی سے واقف تھا اللہ تعالی دلوں کے چور سے واقف تھا کہ ہم اپنی بہنوں سے بدگمانی کریں گے ﴿الصابرین والصابرات ﴾ جی نہیں صبر کے میدان میں عورتیں کسی حال میں مردوں سے پیچھے نہیں ہیں، ﴿والخاشعین والخاشعات﴾ اب آیا معاملہ مال کا تو عورت مرد کا مقابلہ نہیں کرسکتی ہے، حاتم کا تو نام سنا ہوگا حاتمہ کا نام نہیں سنا ہوگا اس لئے صدقہ میں عورتیں کیا دیں گی وہ تو جمع کرنے والی ہیں وہ بڑی سوگھڑ عورتیں ہیں، بہت گرہست عورت ہے، یعنی بچا بچا کر رکھنے والی، اس لئے فرمایا، ﴿والمتصدقین والمتصدقات ﴾ اچھا صاحب! روزہ بڑا مشکل معاملہ ہے ﴿والصائمین والصائمات والحافظین فروجهم والحافظات والذاكرين الله كثيرا والذاكرات أعد الله لهم مغفرة وأجرا كريما﴾ ۔ اتنی لمبی اعمال کی فہرست یہ کیوں بیان کی تا کہ معلوم ہو کہ اللہ تبارک وتعالی جس طرح اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے اسی طرح اپنی بندیوں پر شفقت کرتا ہے، اس کی صفت ربوبیت اور اس کی صفت رحمت مردوں اور عورتوں کے ساتھ ایک ساتھ کام کرتی ہے اور ان پر سایہ فگن ہے۔

فضائل اعمال میں خواتین مردوں سے پیچھے نہیں

ان آیتوں کے پڑھنے کی طرف ایک دم سے ذہن منتقل ہوا، مجلس کی برکت کہیے، اللہ تبارک وتعالی نے اتنے جمع مذکر سالم، جمع مؤنث سالم، میں کتنی چیزیں جمع کردیں کہ دوسرا آدمی اس کو سمجھے گا کہ یہ اس کے بلاغت کے خلاف ہے کیا اندازہ تھا کہ یہ سمجھا جائے کہ ایک طرف تو بیبیاں اور شریف بیٹیاں اور خواتین سمجھیں کہ ہر میدان میں فضائل انسانی میں، مکارم اخلاق میں، فضائل اعمال میں وہ مردوں سے پیچھے نہیں ہیں اور ان کو اجر وانعام ملے گا اور ان کی صنف اس

www.abulhasanalinadwi.org

کے مغائر نہیں ہے، ان کے مقصد آفرینش کے مغائر نہیں ہے ان کی صنفی خصوصیات مجروح کرنے والی نہیں ہیں۔

عورتوں میں دینی تعلیم کی اہمیت

بہر حال جہاں تک بچیوں کے لئے دینی مدارس کی تخصیص کے قیام کا تعلق ہے میری معلومات میں ہندوستان دوسرے ممالک سے بڑھا ہوا ہے، دوسرے ممالک میں یا تو مخلوط تعلیم ہے یا پھر اتنا رواج نہیں ہے۔ چند برس میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ جامعۃ الصالحات سے بہتر نام شاید لوگوں کو ملتا نہیں، جامعۃ الصالحات ہی کے نام سے جا بجا مالیگاؤں اور رام پور میں جامعات قائم ہو رہے ہیں یہ ایک مبارک تبدیلی ہے اور اس سے پہلے بھی الحمد للہ قرآن مجید کے حفظ کا تو رواج بہت رہا ہے میرے علم میں ایک ایک گھر میں دو دو چار چار بیبیاں حافظہ رہی ہیں اور میرے عزیزوں میں والد بھی حافظ اور والدہ بھی حافظہ تھیں اور مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میری والدہ حافظہ تھیں، اس کے علاوہ قرآن وحدیث اور اس زمانہ میں بزرگوں نے جو نصاب بنایا تھا اگرچہ وہ اردو میں تھا مگر بڑا جامع و مانع تھا اور یہ بہشتی زیور جو اردو میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ بہت کم کتابوں کے اتنے ایڈیشن نکلے ہوں گے، بہشتی زیور خود ایک بڑا اور مکمل کتب خانہ ہے اور ہزاروں اور لاکھوں مردوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہوگا اس کے علاوہ طب انسانی کی کتابیں ہماری ماؤں اور دادیوں کے نصاب میں داخل تھیں، پڑھائی جاتی تھیں ہم نے اپنے گھروں میں دیکھا ہے اور میں نے بھی جس زمانہ میں ہوش سنبھالا ایک بہت اچھی رسم تھی، اور یہاں بھی جنوبی ہند میں اگر یہی رائج ہو تو ایک بہت اچھا اضافہ ہوگا، جب کوئی تأثر کا موقع ہوتا اور یا جوش کا موقع ہوتا یا تاثرات کا موقع ہوتا ہے اور مستورات بڑی تعداد میں جمع ہوتیں یا کوئی ایسا واقعہ پیش آتا جس سے دلوں پر اثر ہوتا، تو بلاذری کی فتوح الشام پڑھی جاتی تھی، فتوح الشام تو عربی میں ہے، ہمارے ہی خاندان کے ایک بزرگ سید عبد الرزاق صاحب کلامی نے اس کو

۲۵ ہزار شعروں میں صمصام الاسلام کے نام سے ترجمہ کیا ہے اور عجیب بات ہے کہ وہ ایک ہندو پریس، نول کشور پریس میں چھپی ہے اس کا تذکرہ آیا تو معلوم ہوا کہ کاندھلہ کے خاندان میں بھی اس کا رواج تھا اور صمصام الاسلام پڑھی جاتی تھی، گویا اب وہ شاہنامہ اسلام ہے اس میں خالص اسلامی جنگیں جہاد فی سبیل اللہ اور جس میں صحابہ کرام اور صحابیات شامل تھیں اس کو بڑے اثر اور ترنم کے ساتھ اور رجز خوانی و جوش کے ساتھ میرے گھر کی کوئی عزیزہ مثلاً میری خالہ جو حافظہ قرآن تھیں یا ہمشیرہ مرحومہ پڑھتی تھیں تو ایک سماں بندھ جاتا تھا اور سب اپنا غم بھول جاتے تھے، ہم بچے تھے، کسی کام یا پیسے لینے اپنی ماں یا ہمشیرہ کے پاس آتے تھے تو دیکھتے تھے کہ وہ رو رہی ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہوں اور اتنا اثر ہوتا کہ میں بیٹھ جاتا۔

اسلامی جوش حاصل کرنے کا ذریعہ

شروع شروع میں کئی شہروں کے نام مثلاً دمشق، حلب، حمص، یرموک کا نام، باب طومہ کا نام اسی کتاب سے سیکھے تھے اور جب حمص میں میرے استقبال میں وہاں کے اخوان المسلمین کے مرکز میں ایک بڑا جلسہ ہوا تو میں نے ان سے کیا کہا آپ حضرات کو معلوم ہے، ہم اسلامی جوش کہاں سے حاصل کرتے ہیں، ہم اسلامی جوش فتوح الشام سے حاصل کرتے ہیں اور میں نے ذرا تفصیل سے حلب اور حمص کے جلسوں میں سنایا، ہمارے یہاں عادت تھی کہ جب بیبیاں جمع ہوتی تھیں تو جو جنگ کے واقعات آپ کے یہاں پیش آئے ہیں اور لڑائیاں ہوئی ہیں ان کو عربی سے اردو اشعار میں ہمارے ایک بزرگ نے ترجمہ کیا ہے اور اس نے ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوستان کے قومی دھارے کے حوالہ نہیں کیا ہے اور وہ اپنے تشخص کو قائم رکھے ہوئے ہیں، نبی عربی اور دین عربی سے اس کا تعلق ہے، اور میں نے ان کو غیرت دلائی کہ آپ آج قومیت عربیہ کے دامن میں پناہ لے رہے ہیں آپ نے تو ہم کو قومیت محمدیہ کے فتنہ سے بچایا اس کے لئے ہم تو مطعون ہوئے اور لوگوں نے کہا: رہتے ہیں ہندوستان میں، کھاتے ہیں یہاں اور گاتے ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

وہاں کے، میرے آقا بلا لو مدینہ مجھے یہ ہندوستان کے، پورے وفادار نہیں ہیں، ہم نے تو آپ کی خاطر طعنہ سنا اور آپ ابو جہل، ابولہب کی قومیت کی طرف واپس جائیں، عربوں پر ایک عجیب تاثر ہوا اور مجھ سے لوگوں نے اس تاثر کا اظہار بھی کیا تو یہ ہمارے یہاں ایک رسم تھی اور آج بھی اس کو زندہ کیا جائے اور وہ کتاب اب بازار میں ملتی ہے کہ نہیں لیکن صمصام الاسلام کے نسخے اب بھی منگوائے جا سکتے ہیں اور اسی طرح کی دوسری کتابیں مسدس حالی پڑھی جائے اس میں انشاء اللہ ایک طرف تو ایمانی حرارت پیدا ہوگی اور اسلامی ثقافت میں اضافہ ہوگا، ہم ۱۹۵۱ء میں شام گئے تھے وہاں سے ایسے مانوس اور واقف تھے گویا میں اس سے پہلے آچکا ہوں، باب طومہ ہم جانتے تھے یہاں پر فلاں معرکہ پیش آیا اور اس طرح بہت سے ایسے مقامات جن کے نام بڑے پڑھے لوگوں نے نہیں سنا تھا میں ان سے واقف تھا۔

ہندوستان سے ربط و تعلق

اللہ تعالی کا فضل ہے، اس مبارک دن میں، مبارک تاریخ میں اور مبارک سال میں آج جامعۃ الصالحات کا افتتاح ہو رہا ہے، اصل افتتاح تو قرآن شریف سے اور حدیث سے ہوگا، **إنما الأعمال بالنيات** (متفق علیہ) سے یا اس سے پہلے کی حدیث سے اس سے باقاعدہ عملی درس کا آغاز ہوگا، اور ہم امید کرتے ہیں کہ بھٹکل کا جامعۃ الصالحات اپنی بہت سی خصوصیات کے ساتھ ہندوستان میں ایک امتیازی حیثیت کا مالک ہوگا اور خدا وہ وقت لائے کہ عرب ممالک سے بھی اور کم از کم جو یہاں کے خاندان جا رہے ہیں اور وہاں معاشی یا کسی ضرورت سے مقیم ہیں ان کی بچیاں بھی یہاں پڑھنے کے لئے آئیں اور وہ ہندوستان سے تعلق اور ربط کو قائم رکھ سکیں۔

دو نصیحتیں

میں نے اپنے جدہ کے دوستوں سے جہاں میں ٹھہرا کرتا ہوں بڑا نیک خاندان ہے بڑا

www.abulhasanalinadwi.org

باتوفیق خاندان ہے ہر ایک کے نام کے ساتھ نوروولی لگتا ہے اولیاء اللہ کا خاندان ہے، وہاں ایک مرتبہ میں نے جہاں یہ پٹنی ٹھہرتے ہیں، مجھے ایک دعوت دی کہ میں پٹنیوں اور ہندوستانیوں کے سامنے تقریر کروں، میں نے ان کو اپنی تقریر میں دو باتوں کا مشورہ دیا، ایک تو یہ کہ وہ ہندوستان سے اپنا تعلق قائم رکھیں آپ حرم شریف مرکز اسلام میں ہیں لیکن جب تک آپ ہندوستان سے تعلق قائم رکھیں گے اس وقت تک تو خیریت ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جو خاندان آکر عرب بن گئے اب نہ ان میں اسلامی معاشرت ہے نہ دینی جذبہ ہے اور نوروولی خاندان کی یہی خصوصیت رہی ہے کہ انہوں نے ہندوستان سے اپنا تعلق باقی رکھا اور اداروں سے اپنا تعلق رکھا، اور دوسری میں نے نصیحت کی کہ اردو زبان سے تعلق قائم رکھیں، میں ابھی کیرالا گیا تھا، وہاں اردو زبان سے عدم تعلق کی وجہ سے کتنی کمی ہے وہ اسلامی ثقافت سے، اسلامی تہذیب سے اور کتنی چیزوں سے بالکل ناآشنا ہیں، تو میں مشورہ دوں گا ان خاندانوں کو جو چلے گئے ہیں وہ وہاں کے جامعۃ الصالحات میں پڑھانے کے بجائے یہاں کے جامعۃ الصالحات میں اپنی بچیوں کو پڑھائیں وہ انشاء اللہ بہتر اثرات قبول کریں گی اور وہاں جا کر بہتر معاشرت قائم رکھیں گی۔

دونوں جامعات قومی اثاثہ ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ اس پودے کو بارآور بنائے اور اس کو سایہ دار بنائے بلکہ ثمردار درخت بنائے، ثمردار تو معنی خیز لفظ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو نظر بد سے بچائے دوسروں کی نظر بد سے بھی اور اپنی نظر بد سے بھی۔ اپنی نظر بد زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور اس کے بانی اس کی ترقی کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور خوش ہوں اور پھر اس کے نمونہ قائم ہوں اور اس طرح جامعہ اسلامیہ یکساں ترقی کرے اور صحیح تناسب اسی وقت قائم ہوگا جب دونوں جامعات یکساں ترقی کریں۔ جامعۃ الصالحات بڑھ جائے اور جامعۃ الصالحین وہیں پر رہے میں کہوں گا کہ جامعات البنین، جامعات البنات، جامعۃ الشباب، جامعۃ الشابات، یہ سب ایک

www.abulhasanalinadwi.org

طرح سے ترقی کریں دونوں کا تعلق آپ سے ہے، میں جامعۃ الصالحات کے پلیٹ فارم پر صرف جامعۃ الصالحات کا ذکر کیوں کروں جب میرے مالک نے مردوں کے ساتھ عورتوں کو فراموش نہیں کیا تو میں یہ حقیر بندہ عورتوں کے پلیٹ فارم پر مردوں کو کیسے فراموش کردوں یہ دونوں جامعات قومی اثاثہ ہیں اس کی دیکھ بھال کیجئے اور دونوں کو ترقی دیجئے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

☆☆☆

بشکریہ تعمیر حیات ۱۰ر فروری ۱۹۸۱ء

www.abulhasanalinadwi.org

پیغام رسالت☆

بعد حمد و صلوۃ!

﴿لقد من الله على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولا من أنفسهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفي ضلال مبين﴾(١).

جب گنہگار بندوں کا یہ حال ہو

بزرگو اور دوستو! آپ سب جانتے ہیں کہ آدمی جتنا عالی ظرف ہوتا ہے جتنا شریف اور بلند نظر ہوتا ہے اتنا ہی وہ اپنے کسی احسان کو جتاتا نہیں وہ کسی پر احسان نہیں رکھتا، ہم جیسے خدا کے گنہگار بندوں کا یہ حال ہے کہ اگر کسی کو کھانا کھلا دیں کسی کی دعوت کر دیں تو اس کو بہت ہلکی بات سمجھتے ہیں لوگ بری بات سمجھتے ہیں کہ کوئی یہ کہے کہ ہم نے احسان کیا کہ آپ کو کھانا کھلایا، فلاں آدمی کی دعوت کی ایسے ہی اگر کسی کے ساتھ کوئی سلوک کرتے ہیں یا کوئی ہم سے کارنامہ انجام پاتا ہے اپنی حیثیت کے مطابق تو ہم اس کا زیادہ ذکر نہیں کیا کرتے ہم ناچیز بندوں کا جب یہ حال ہے تو آپ خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ جو دنیا کے تمام محسنوں اہل کمال اور قابل محبت اور بڑا جوہر رکھنے والے اعلیٰ انسانی صفات، شہنشاہوں، بادشاہوں، محققوں، مصنفوں، مفکروں، مجتہدوں، اماموں اور آخری بات یہ کہ پیغمبروں کا خالق ہے تو وہ کیسے بات بات پر احسان رکھے گا اور کہے گا

☆ بمقام سلطانی مسجد بھٹکل مجلس اصلاح و تنظیم کی طرف سے ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۰۳ھ کو بعد نماز عشاء منعقد جلسہ میں کی گئی تقریر۔

(١) سورة آل عمران/١٦٤۔

www.abulhasanalinadwi.org

کہ ہم نے بڑا احسان کیا ہم نے بڑا کام کیا پھر وہ اپنی جب تعریف کرتا ہے اسی آیت میں کیسے کیسے اسماء حسنیٰ ہیں ''العزیز'' اپنی تعریف میں کہتا ہے پھر ''الحکیم'' کہتا ہے ''صادق'' کہتا ہے ''عالی'' کہتا ہے تو ایسی ذات سے یہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ معمولی چیزوں پر یہ کہہ دیگا کہ ہم نے احسان کیا۔

موسلا دھار بارش کے قطروں کی طرح احسانات

لیکن کوئی تو بات تھی کہ اللہ تعالی اپنی وحی میں اور خود اپنے آخری اور محبوب پیغمبر پر جو وحی نازل کی اس میں کہتا ہے کہ ﴿لقد من الله على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولا﴾ اللہ تعالی نے بڑا احسان کیا ایمان والوں پر کہ ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا آپ اللہ تعالی کی صفات و اسماء حسنیٰ کو ایک طرف رکھئے اس کی ذات عالی کا جو تصور ہمیں اس کے عارفوں نے خدا کے پہچاننے والوں نے دیا ان کو آپ ایک طرف رکھئے اور پھر اللہ کے ان بے شمار، بے شمار کیا ہماری زبان میں کوئی لفظ نہیں ہے بارش کے قطروں کی بھی کوئی حقیقت نہیں، دریا کی بوندوں کی بھی کوئی حقیقت نہیں خدا کی مخلوقات کی بھی جتنی اس نے مخلوقات پیدا کی ہیں موجودہ موجودات ان کی بھی حقیقت نہیں خدا کے احسانات کا کوئی شمار کر سکتا ہے موسلا دھار بارش کی طرح بارش کے قطروں کی طرح برس رہے ہیں سمندر کی بھی کیا حقیقت ہے وہ فرماتا ہے کہ اگر سات سمندر ہوں اور اس کے بعد ان کو وسعت ملے تو اللہ کے کلمات جس میں اس کے موجودات شامل ہیں اللہ کے عطیات شامل ہیں اللہ کے علوم شامل ہیں احسانات شامل ہیں وہ سات سمندر مل کر کے بھی ان احسانات ان حقیقتوں اس کی قدرتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ﴿قل لو كان البحر مدادا لكلمات ربي لنفد البحر قبل أن تنفد كلمات ربي ولو جئنا بمثله مددا﴾(۱) اگر سارا سمندر روشنائی بن جائے اور کہیں دوسری جگہ آتا ہے کہ دنیا کے سارے درخت قلم بن

---

(۱) سورة الکهف/۱۰۹۔

www.abulhasanalinadwi.org

جائیں تب بھی اس کے کلمات (ان کلمات میں وہ ساری چیزیں آجاتی ہیں جو میں نے بیان کی) اس کے احسانات اس کے عطیات اس کی صفتیں اس کی مخلوقات اس کا کرم اس کی جود وسخا اس کی بندہ نوازی وہ سات سمندر اگر روشنائی بن جائیں اور دنیا کے سارے جنگل کاٹ کر اس کے قلم بنائے جائیں اور یہ زمین کاغذ بنادی جائے اس لئے کہ زمین لوح ہے اس پر تحریر کی جائے گی یہ کاغذ کا صفحہ ہے، جس پر یہ نقوش ثبت کئے جائیں گے جب بھی اس کے کلمات کا احاطہ نہیں کر سکتے ان کلمات کو سمیٹ نہیں سکتے (۱) وہ خدائے خلاق وہ خدائے محسن ومنان، حنان ورحیم ورحمان وہ یہ کہتا ہے کہ ہم نے آپ پر احسان کیا ہم نے آپ نے بارہا پڑھا ہوگا لیکن بہت کم لوگوں کو خیال آیا ہوگا کہ وہ کونسی نعمت تھی جس پر اللہ نے فرمایا۔

اللہ کا سب بڑا احسان

اللہ نے بڑا احسان کیا ایمان والوں پر ان میں ایک نبی بنا کر بھیجا، ان کو سرفراز کیا جس کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ان کو پاک وصاف کرتا ہے ان کو مانجھتا ہے ان کو سنوارتا ہے ان کو سجاتا ہے ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اب آپ اس سے اندازہ کیجئے، کہ کتنا بڑا احسان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود گرامی کی شکل میں آپ کی نبوت کی شکل میں آپ کی بعثت کی شکل میں آپ کی تعلیمات کی شکل میں آپ کی تشریف آوری کی شکل میں آپ کی ولادت کی شکل میں اللہ تعالی کا اس دنیا پر اس کی تمام مخلوقات پر اور خاص طور سے ان پر جو اہل ایمان ہیں اس لئے کہ انہوں نے فائدہ اٹھایا، ان کو یہ نعمت ملی اور انہوں نے اس نعمت کی قدر کی اس لئے کہ اصل احسان ان پر ہوا، ویسے احسان ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے احسان فراموش ہیں اور بہت سے محسن ناشناس ہیں کہ جو اس سے اصلا فائدہ ہی نہیں اٹھاتے تو کوئی شریف آدمی

---

(۱) ولو أن ما في الأرض من شجرة أقلام والبحر يمده من بعده سبعة أبحر ما نفدت كلمات الله۔ سورة لقمان/۲۷۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان پر اپنا احسان نہیں جتاتا ہے ان پر احسان جتاتا ہے، جو اس کی قدر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے کتنا بڑا احسان کیا مؤمنین پر کہ ان میں سے ایک کو نبی بنا کر بھیجا۔

کمال نعمت

ایک احسان یہ کہ کوئی فرشتہ نہیں بھیجا کوئی دوسری جنس اور کوئی مخلوق نہیں بھیجی جس سے کوئی رابطہ ہی قائم نہیں ہوسکتا نہ وہ اس کی زبان سمجھتا اور نہ وہ اس کی زبان سمجھتا اور نہ وہ اس کی زبان سمجھتے نہ وہ اس کو پہچانتے اور نہ وہ ان کو پہچانتا نہ وہ ان سے مانوس ہوتا اور نہ وہ اس سے مانوس ہوتے، وہ کسی عالم میں یہ کسی عالم میں اس کی پرواز کہیں ان کی پرواز کہیں، تو وہ احسان مکمل نہیں ہوتا ایک تو یہ کہ اس نے نبی بھیجا پھر انہیں میں سے ان کی جنس میں بھیجا جنس بشر میں سے بھیجا، پھر یہ بھی ممکن تھا کہ پھر نبی آتا تو عبادت کرتا رہتا، ساری عمر اللہ کی معرفت کی تیاری کرتا رہتا اس کے علوم و معرفت کے سمندروں کو کنگھالتا رہتا اس سے موتی نکالتا رہتا آسمان کے تارے توڑتا رہتا، اللہ کی دی ہوئی قوت خلقی سے اور اپنے روح القدس کی تعلیم سے اور اپنے اندرونی کمالات سے اپنی قوت باطنی سے قانون قدرت کو توڑتا رہتا، اور اپنا سکہ جماتا رہتا، اور خدا کے نام کی لذت میں ایسا محور ہتا کہ اس کو کسی کی طرف سر اٹھا کر دیکھنے کو نہ جی چاہتا نہ مہلت ملتی اور نہ اس کو اس کی ضرورت محسوس ہوتی یہ بھی ہوسکتا تھا کتنے اولیاء اللہ آئے اور دنیا سے چلے گئے، مست رہے خود مست، اپنے حال میں مست۔

نبی اور ولی کا فرق

علامہ اقبالؒ نے ایک بات لکھی ہے، نبی اور ولی کا فرق اور عجیب نکتہ لکھا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اور ﴿قاب قوسین أو أدنی﴾(۱) اس مقام قرب تک پہنچے، اللہ سے ہم کلام ہوئے اور چلے آئے اس دنیا

---

(۱) سورۃ النجم/۹۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں، میں اگر جاتا تو واپس نہ آتا تو علامہ اقبال نے کہا کہ یہی فرق ہے نبی اور ولی کا، ولی کو اس میں مزہ آتا ہے اور وہیں رہ جاتا اور کہتا جائے دنیا کہیں چولہے بھاڑ میں اور جس کی قسمت میں جو لکھا ہے وہ ہو اور جس کو ہلاک ہونا ہے وہ ہلاک ہو۔

ہم ذمہ دار نہیں ہیں ان تجلیات میں جو ایک نور کا دریا یا عالم ہے اس میں گم ہو جاتے ایسے ڈوبتے کہ پھر ابھرتے ہی نہیں جیسے کوئی وزنی چیز بیٹھ جائے کسی دریا میں اور جا کر تہہ نشیں ہو جائے اوپر نہیں آتی تو تہہ میں جا کر موتی کی طرح بیٹھ جاتا اور دنیا میں آنے کا نام نہ لیتا لیکن کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے اور تشریف بھی لے آئے علامہ اقبال نے اسی کو پکڑ لیا اور کہا کہ یہی فرق ہے نبی اور ولی میں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ خدا کا پیغمبر آتا اور معرفت الٰہی کے سمندر میں غوطے لگاتا رہتا اور علوم ومعرفت کے سمندر بہاتا رہتا اور اللہ کی ذات وصفات میں اس کو استغراق کامل رہتا اور اس کو خدا کے بندوں کی کوئی فکر نہیں ہوتی اللہ تعالی اسی چھوٹی سی آیت میں وہ احسان بھی بتلاتا ہے اور اس کی نوعیت بھی بتاتا ہے اور اس احسان کی قدر وقیمت بھی بتلاتا ہے یعنی احسان اتنا بڑا کہ خدا کو کوئی مجبوری نہیں تھی اور اس کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا محض اس کی رحمت الٰہی کے سمندر میں سمندر بھی کیا چیز ہے مگر ہماری زبان میں اس سے بڑا کوئی لفظ ہی نہیں ہے آپ لوگ سمندر کے کنارے رہتے ہیں آپ لوگوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں ہو سکتی کہ رحمت الٰہی کے سمندر میں جوش آیا ایک لہر اٹھی رحمت کی اور اس نے فیصلہ کیا کہ انسانوں میں انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجے۔

احسان کی قسمیں

اور پھر اس کے بعد یہ بتلا دیا کہ اس احسان کی نوعیت اس احسان کی قدر وقیمت کیا ہے احسان میں بڑا فرق ہے آپ ذرا سا پانی پلا دیجئے یہ بھی احسان یا گرمی میں پنکھا جھولنے کھڑے ہو جائیں یہ بھی احسان، اور کسی کو راستہ بتا دیجئے یہ بھی احسان یا کسی کو ایک روٹی کا ٹکڑا دیجئے یہ بھی

www.abulhasanalinadwi.org

احسان لیکن ایک احسان وہ ہے کہ کوئی انسان ڈوب رہا ہو غوطے کھا رہا ہے اور بس کوئی لمحہ ہے کہ وہ اب دریا کی تہہ میں بیٹھتا ہے، ایک خدا کا بندہ جان پر کھیل کر جاتا ہے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اور اس کو کمر پکڑ کر لے آتا ہے اور کنارے کھڑا کر دیتا ہے، ایک بچہ تڑپ رہا ہے، بالکل وہ جاں بلب ہے اور ماں اس کے سرہانے بیٹھی رو رہی ہے اور تڑپ رہی ہے اور بس وہ دیکھ رہی ہے اس کی موت کا نظارہ اور اس کی زندگی سے ہاتھ دھوئے ہوئی ہے کہ اللہ کا ایک بندہ آتا ہے کوئی حکیم کوئی طبیب حاذق اور اس کے منھ میں ایک قطرہ بنا کر ڈالتا ہے اور ایک انجکشن دیتا ہے اور بچہ آنکھیں کھول دیتا ہے ہنسنے لگتا ہے اب آپ اس ماں کے دل سے پوچھئے کہ کیسا احسان ہے، احسان کی لاکھ قسمیں ہیں، احسان کے اوپر احسان، احسان کے اوپر احسان کوئی شمار نہیں کر سکتا ہے۔

حقیقی خطرہ

لیکن سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ حقیقی خطرے سے بچایا جائے سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ مقصد وجود کو بتایا جائے، سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ پیدا کرنے والے سے رابطہ پیدا کیا جائے اس کی پہچان کرائی جائے اس کو بتایا جائے کہ اس کو پیدا کرنے والا کون ہے اور وہ کس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کی پیدائش کی غرض وغایت کیا ہے، اور پھر اس کی سفر کی منزل کیا ہے کہاں سے چلا تھا کہاں جاتا ہے، کے اکیا سامنے آتا ہے اور کیا کیا پیش ہوتا ہے اور کیسے کیسے خطرے ہیں اور پھر خطرہ بھی کیسا، ایک خطرہ بیماری کا ایک نظرہ زیادہ دولت مند ہونے کا ایک خطرہ عیش وعشرت کے سامان نہ ہونے کا ایک خطرہ اسی دوزخ کی آگ میں اتنی مدت تک جلتے رہنے کا ہماری ریاضی میں کوئی عدد نہیں کوئی حساب نہیں جلنے کی مدت کا اور پھر فریاد کرتا کہ ﴿قالوا یامالک لیقض علینا ربک﴾(۱) اے داروغۂ جہنم کم سے کم کرم کر لیجئے کہ ہماری

---

(۱) سورۃ الزخرف/۷۷۔

www.abulhasanalinadwi.org

درخواست قبول کیجئے کہ اب ہمارا خاتمہ ہوجائے ﴿إنکم ماکثون﴾ جواب ملےگا نہیں تمہیں اسی حال میں رہنا ہے کوئی اندازہ کرسکتا ہے۔

محسن اعظم ﷺ کی پیغمبرانہ مثال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی مثال دی ہے کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے آگ روشن کی اور اس میں پتنگے جو پروانوں کی طرح ہوتے ہیں وہ گررہے ہیں ان کا کام ہی یہی ہے کہ آگ روشن ہوئی اور جان دینی شروع کی، اسی طرح تم آگ میں کودنا چاہتے ہو اور میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر اس سے ہٹا رہا ہوں (۱)۔

عالمگیر خودکشی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿واذکروا نعمۃ اللہ علیکم إذ کنتم أعداءً فألف بین قلوبکم فأصبحتم بنعمتہ إخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فأنقذکم منھا﴾ (۲) تم جہنم کے کنارے کھڑے تھے، اور تاریخ بتاتی ہے کہ کمر کس لی تھی ایک انسانی نسل نے آدم کی پوری اولاد نے، اس وقت اس کو ایک آدمی کی شکل میں آپ تصور کریں اس نسل کا تو اپنے سامنے یہ نقشہ لائیں کہ آدم کی نسل کا ایک نمائندہ جس کے اندر نسل آدم پورے طور پر سمٹ کر آ گئی تھی ایک نقطہ کی طرح کمر کسے ہوئے آستین چڑھائے ہوئے ہے اور اپنی کمر باندھے ہوئے اور پاؤں اٹھائے ہوئے ہے، اور اب بس جست لگانے والی ہے بس چند

(۱) بخاري: کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ووھبنا لداؤد سلیمن نعم العبد إنہ أواب﴾ رقم/ ۳۴۲۶۔ مسلم: کتاب الفضائل، باب شفقتہ ﷺ علی أمتہ ومبالغتہ في تحذیرھم مما یضرھم، رقم/ ۲۲۸۴، ۲۲۸۵۔ ترمذي: کتاب الأدب، باب ماجاء في مثل ابن آدم وأجلہ وأملہ، رقم/ ۲۸۷۴۔

(۲) سورۃ آل عمران/ ۱۰۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

سیکنڈ کی دیر ہے کہ جست لگا کر اس گھڑے کے اندر چلا جائے ایک دست رحمت بڑھتا ہے اور اس کی کمر پکڑ لیتا ہے کہ نہیں ہم تم کو گرنے نہیں دیں گے اس طرح نسل آدم کو خدا کے پیغمبر نے اس طرح بچایا ہے کہ نسل آدم نے خودکشی کا ارادہ کر لیا تھا تاریخ پڑھئے کیا ہے ایک طویل مسلسل خودکشی اور عالمگیر خودکشی آدم گیر خودکشی جس میں اس وقت کی نسل انسانی میں چند افراد کا استثناء کیا جا سکتا ہے، یہ پوری نسل آدم اس کی درخواست خدا کے یہاں پہنچ گئی تھی کہ ہمیں زندگی کی استحقاق نہیں ہے ہمیں جینا نہیں ہے جینے کا شوق نہیں ہے ہمیں تو اب دنیا سے اٹھا لیجئے، ہمارا اب خاتمہ کر دیجئے، اس وقت بعثت ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

کاش کہ تاریخ محفوظ ہوتی

اگر آپ اس وقت کی تاریخ پڑھیں افسوس کہ وہ تاریخ اس طرح سے جس طرح سے لکھنی چاہئے تھی ویسے لکھی نہیں گئی کسی کو اس کی اہمیت کا احساس نہیں تھا تاریخ تو بعد میں لکھی گئی اور اس وقت کوئی ایسا کیمرہ بھی نہیں تھا کہ اس پورے تمدن انسانی کی تصویر لے سکتا ہو ورنہ اگر کوئی کیمرہ ایسا ہوتا اتنا بڑا اور وہ اس پورے انسانی معاشرہ کی تصویر لیتا تو معلوم ہوتا کہ سب نسل انسانی ایک جگہ آ کر کھڑی ہو گئی تھی اور ایک انسان کے وجود میں متشکل ہو گئی تھی، اور وہ جہنم کے اندر کودنا چاہتی تھی کہ اچانک اللہ نے پیغمبر کو بھیجا اور اس نے نسل انسانی کو زندگی کا استحقاق عطا کیا، زندگی نہیں زندگی کے جینے کا استحقاق یہ استحقاق یہ انسانی نسل کھو چکی تھی اپنے خلاف عرضی دعویٰ پیش کر چکی تھی، مثل تیار تھی اور صرف جج کا فیصلہ وقاضی القضاۃ وہ قاضی برحق جس کا نام خدائے برحق ہے اب اس کے فیصلہ کی صرف دیر تھی۔

غضب یہ ہے کہ انسان اور انسان کا شکاری ہے

انسانوں کی نسل تیار تھی کہ اس انسان کو جو حشرات الارض سے بدتر ہو گیا ہے یہ سانپ اور بچھو سے بدتر ہو گیا ہے یہ جنگل کے بھیڑیوں اور درندوں سے بدتر ہو گیا ہے ہم نے نہیں سنا کہ

بھیڑیئے جمع ہوکر بھیڑیوں کو کھاتے ہوں ہم نے نہیں سنا کہ شیروں نے شیروں کو کھایا ہو ہم نے نہیں سنا کہ سانپوں نے سانپوں پر حملہ کیا ہو لیکن یہ شامت زدہ یہ بدنصیب ایک دوسرے کو نگل رہے ہیں غضب یہ ہے کہ انسان اور انسان کا شکاری ہے پھر یہ جانور سازش نہیں کرتے انہوں نے سازش کرنی شروع کی۔ انسانیت کے خلاف سازش، مروت کے خلاف سازش، شرافت کے خلاف سازش، تمدن کے خلاف سازش، یہ پورا جال تیار تھا۔

آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی پوری امت مبعوث ہوگئی

کہ اچانک ﴿وما أرسلنک إلا رحمة للعلمين﴾(١) اللہ نے اپنے آخری نبی کو اپنے محبوب ترین نبی کو اس وقت بھیجا اور اللہ تعالی کا فیصلہ اس کی بعثت کے ساتھ یہ ہوا کہ اس کے ساتھ ایک پوری امت مبعوث ہوگئی اب پوری امت اس کو دی جائے گی ایک پورا پیغام اس کو دیا جائے گا، پوری شریعت اس کو دی جائے گی اور قیامت تک کا زمانہ اس کو دیا جائے گا، قیامت کا زمانہ اس کے قانون کے دائرے میں ہوگا، اس رحمت کا تسلسل قیامت تک قائم رہے گا، تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ﴿لقد من الله على المؤمنين﴾ اللہ تعالی نے احسان کیا مومنین پر اور اس کے بعد اس احسان کی نوعیت بھی بتادی۔

احسان کا صحیح جواب

اب میں عرض کرتا ہوں کہ اس احسان کا ہماری طرف سے کیا جواب ہونا چاہیے،

احسان کا جواب چار چیزیں ہیں، قدر، محبت، عزت، اطاعت، یہ ہے احسان کا صحیح جواب۔

قدر کی بھی مختلف قسمیں ہیں

قدر بھی ہر ایک کی قدر الگ الگ ہوتی ہے، قدر کی بھی مختلف قدریں ہیں، قدر کی بھی

---

(١) سورة الأنبياء/١٠٧۔

www.abulhasanalinadwi.org

مختلف قسمیں ہیں۔

شاعر کی قدر

شاعر کی قدر یہ ہے کہ اس کو داد دیجئے واہ واہ کیا خوب فرمایا پھر ارشاد ہو شاعر کا دل بڑھ جائے گا، معاف کرنا جن صاحب نے نعت پڑھی ان کو داد نہیں دی گئی یہ مشاعرہ نہیں سیرت کا جلسہ ہے لیکن شاعر کا دل خوش نہیں ہوتا جب تک اس کو مختلف گوشوں سے داد نہ دی جائے۔ اور خاص طور سے استاد شاعر یہ نہ کہے کہ خوب فرمایا پھر ارشاد ہو یہ ہے شاعر کی قدر کوئی مغنی کی قدر ہوتی ہے، پھولوں کی قدر ہوتی ہے کسی بڑی صنعت کی تاج محل کی قدر ہے، تاج محل کی قدر کیا ہے بنانے والے کی تعریف کیجئے دیکھتے رہئے محو ہو کر تماشا دیکھئے تعریف کیجئے یہ کہئے کہ یہ فن تعمیر کا اعجاز ہے۔

نبی کی قدر اس سے مختلف ہے

لیکن نبی کی قدر یہ نہیں ہے کہ آپ اس کی تعریف کریں آپ بس داد دیتے رہیں۔ نبی داد نہیں چاہتا اور خدا بھی آپ سے داد نہیں چاہتا، خدا آپ کی داد کا محتاج نہیں، سبحان اللہ کیا ہستی آپ نے بنائی اور کیا ہستی آپ ہیں کبھی نبی کا دل خوش نہیں ہوگا، نبی ایک کام لیکر آتا ہے ایک تعلیم لے کر آتا ہے، حد یہ ہے کہ میں آپ کو آخری درجہ کی بات بتا دوں کہ اگر کسی کی محبت کسی کی قدر دانی اور کسی کی خدمت گذاری اور کسی کی جاں نثاری تنہا کافی ہوتی تو وہ حضرت ابو طالب کی ہوتی، ابو طالب سے بڑھ کر کسی نے جاں نثاری کا ثبوت نہیں دیا۔ ابو طالب آپ کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہوئے، ابو طالب نے اپنے پورے خاندان کو خطرے میں ڈالا۔ اپنے پرائے کی جو عزت تھی قریش میں اس کو داؤ پر لگا دیا اور انھوں نے اپنی راتوں کی نیند حرام کردی، اور دل کا سکون تہہ و بالا کر دیا آپ پر آنچ نہ آنے دی، آپ کے سامنے ایک پرسکون حصار بن کر کھڑے ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک ادیب و شاعر اور پیغمبر میں فرق

لیکن یہی فرق ہے ایک ادیب و شاعر میں ایک تخیل پسند میں یہی فرق ہے ایک خدا کے پیغمبر میں کہ جب ان کا آخری وقت آتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ چچا جان آپ کا بڑا شکریہ چچا جان، آپ نے حق ادا کر دیا محبت کا، میں قیامت کے دن کھڑے ہو کر خدا کے حضور میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر سیدھے جنت میں لے جاؤں گا کیا فرماتے ہیں میرے چچا ایک مرتبہ **لا إله إلا الله** کہہ دیجئے پھر میں آپ کی شفاعت کروں گا پھر خدا کے سامنے کچھ عرض کروں گا، لیکن ایک مرتبہ **لا إله إلا الله** کہہ دیجئے (۱) اسی کو خط فاصل کہہ لیجئے، یہ سرحدی خط ہے جو ادیبوں شاعروں اور اپنی تعریف سے خوش ہونے والوں کے درمیان اور پیغمبر برحق کے درمیان ہے، خدا کا پیغمبر آخر تک کہتا رہا اصرار کرتا رہا چچا جان ابھی کہہ دیجئے، ایک مرتبہ **لا إله إلا الله** کوئی کہتا کہ حضور اتنی تو خدمت کی اتنی تو جانثاری کا حق ادا کر دیا، اپنے کو خطرے میں ڈالا اور آپ پر آنچ آنے نہ دیا اور سب آپ پر قربان کر دیا اب بھی آپ یہ اصرار کر رہے ہیں اب بھی آپکا یہی مطالبہ ہے کہ **لا إله إلا الله** کہئے، ارے صاحب! کتنے لا الٰہ کہنے والوں سے زیادہ جاں نثاری اور وفاداری انہوں نے کی۔

پیغمبر کو اپنا پیغام عزیز ہوتا ہے

سچی بات ہے ہم سب مانتے ہیں کہ لاکھوں کہنے والوں سے زیادہ جہاں تک جاں نثاری کا تعلق ہے ابو طالب نے کیا، لیکن خدا کا پیغمبر خدا کا پیغمبر ہوتا ہے، اس کو پیغمبر کہتے ہیں اس لئے کہ وہ پیغام لے کر آتا ہے اس کو اپنا پیغام عزیز ہوتا ہے نبی کا لفظ رسول کا لفظ اور ہمارے یہاں اردو میں پیغمبر کا لفظ تینوں لفظ سب میں ایک مشترک حقیقت ہے ایک کام سے آنے والا ایک پیغام لانے والا جس کو میں PROPHET تو نہیں کہتا اسلئے کہ انگریزی زبان میں عیسائیوں میں مسیحیت میں رسول کا کوئی تخیل ہی نہیں ہے۔

---

(۱) بخاري: كتاب الجنائز، باب إذا قال المشرك عند موته لا إله إلا الله، رقم/ ۱۳٦۰۔

www.abulhasanalinadwi.org

پیغمبر کی ذات پیغام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے

لیکن میں رسول کہتا ہوں میں نبی کہتا ہوں میں پیغمبر کہتا ہوں کہ پیغام کے ساتھ اس کی ذات وابستہ ہوتی ہے اور اس کی ذات کے ساتھ پیغام وابستہ ہوتا ہے اس پیغام میں اور اس ذات میں بھی کوئی فصل نہیں کر سکتا، دونوں کو علیحدہ نہیں کر سکتا وہ سوتا ہے تو پیغمبر وہ اٹھتا ہے تو پیغمبر وہ جنگ میں لشکروں کو لے جاتا ہے تو پیغمبر وہ صلح کرتا ہے تو پیغمبر وہ خوش ہوتا ہے تو پیغمبر وہ ناراض ہوتا ہے تو پیغمبر وہ بچوں سے شفقت کرتا ہے تو پیغمبر وہ بیوی سے محبت کرتا ہے تو پیغمبر وہ تلوار اٹھاتا ہے تو پیغمبر وہ دیتا ہے تو پیغمبر ہر حالت میں وہ پیغمبر ہوتا ہے نبوت اس سے کسی وقت بھی ختم نہیں ہوتی، یہ پیغمبر کی شان تھی کہ چچا سے کہہ رہے اور جیسی محبت آپ کو ہوگی ہم جیسے نالائقوں کو اپنے باپ و چچا سے کیسی محبت ہوگی۔

شرافت تو آپ ﷺ کی تعلیم سے دنیا میں پیدا ہوئی ہے:۔

اور شرافت مجسم کیا چیز ہے شرافت تو آپ کے وجود سے شرافت تو آپ کی تعلیم سے دنیا میں پیدا ہوئی ہے، آج دنیا میں شرافت کا جو بچا کھچا سرمایہ ہے وہ انہی کے قدموں کی بدولت ہے ورنہ شرافت دنیا میں ہے کہاں ہم نے بڑے شریفوں کی شرافت دیکھی ہے،، ہم سے نہ پوچھئے جو شرافت آج دنیا میں ہے وہ رسول اللہ کے غلاموں کی بدولت ہے شرافت کا صحیح مفہوم ہی دنیا نہیں جانتی، شاعر نہیں جانتے ماہرین نفسیات نہیں جانتے فلسفہ داں نہیں جانتے انھوں نے بتایا کہ شرافت کیا چیز ہوتی ہے۔ وہ شریفوں کا شریف وہ اشرف الشرفاء وہ ایک شریف بزرگ خاندان اور رئیس قریش سے یہ کہہ رہا ہے اور کہتا چلا جارہا ہے ارے ایسی حالت میں آدمی بولتا نہیں جاں کنی کی حالت میں دشمن چپ ہو جاتے ہیں، بیٹھ جاتے ہیں، ادب کرتے ہیں لیکن وہ پیغام بلوار ہا تھا وہ اپنی دعوت کا غلبہ بلوار ہا تھا اس وقت جب کہ جاں کنی کی حالت تھی ابو طالب سے کہتے چلے جارہے ہیں۔ یا عم قل لا إله إلا الله .

www.abulhasanalinadwi.org

نبی کی صحیح قدر

رسول اللہ کی قدر یہ نہیں آپ صاف سن لیجئے کہ آپ داد دیں، ان کو آپ کی داد کی بالکل ضرورت نہیں اور نہ یہ کہ خدا کو داد دیں کہ واہ واہ کیا نبی آپ نے پیدا کیا، یہ مشاعرہ نہیں ہے اور یہ دنیا مشاعرہ نہیں ہے یہ عملی میدان ہے جس میں نبوت کا جھنڈا اگڑا ہوتا ہے جس میں خدا کے پیغمبر مبعوث ہوتے ہیں۔ یہ مشاعرہ کا میدان نہیں ہے کہ آپ تعریف کر کے خوش ہو جائیں، مطمئن ہو جائیں داد دیں اور کہیں کہ ہم سے بڑھ کر محب رسول عاشق رسول کوئی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشاعرہ کرانے نہیں آئے تھے، صاف سن لیجئے کہ اللہ کا رسول مشاعرہ کرانے نہیں آیا تھا۔ کہ دنیا میں اپنی دھوم مچائے۔ اپنا ڈنکا بجوائے، اپنے گیت گائے نہیں۔

نبی ﷺ کی خوشی ان کی زبانی تعریف میں نہیں ہے

ان کا تو حال تو یہ تھا کہ ایک شخص نے آ کر کہا ''**إن شاء الله وشئت**" کہ آپ چاہیں اور خدا چاہے تو ہمارا کام بن جائے تو فرمایا کہ'' **لاحول ولاقوة [بئس الخطيب أنت]**"(۱) تمہیں بولنے کا ڈھنگ نہیں تمہیں بولنے کا سلیقہ نہیں ''**ماشاء الله وحده ماشاء الله وحده**" (۲) جو خدا چاہے جو خدا چاہے جو خدا تنہا چاہے۔ اگر آپ بھی ایسی داد کے خواہاں ہوتے تو آپ خوش ہو جاتے واہ واہ کیا عمدہ بات کہی کہ اللہ کے ساتھ مجھے بھی ملا دیا خوش ہوتے ہیں خوش ہونے والے، دنیا میں بہت سے بڑے لوگ ہیں کہ انکے منہ پر تعریف کیجئے اور وہ پھول جاتے ہیں اور خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ سن نہیں سکے آپ نے فرمایا ''**لاتطروني كما أطرت النصارى عيسى بن مريم**"(۳) دیکھو میری تعریف میں اتنا مبالغہ نہ کرنا، حدود سے تجاوز

---

(۱) بین القوسین میں جو روایت ہے وہ صحیح مسلم کی ہے، کتاب الجمعة: باب تخفيف الصلوة والخطبة، رقم ۸۷۰۔

(۲) مسند أحمد: ج ۵، رقم ۳٦٤٧۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہ کرنا جیسا کہ عیسائیوں نے اپنے پیغمبروں میں حدود سے تجاوز کیا اور ان کو خدا کا بیٹا بنایا'' **ولکن قولوا عبدالله ورسوله**" اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں تو ایک چیز تو قدر ہے میں نے قدر بتایا کہ ہر ایک کی قدر الگ الگ ہوتی ہے۔ادیب کی قدر الگ شاعروں کی قدر الگ معماروں کی قدر الگ، صاحب کمال کی قدر الگ، خدا کے پیغمبر کی قدر الگ۔

اپنی ہستی کو اس کی تعلیمات میں تحلیل کریں

خدا کے پیغمبر کی قدر یہ ہے کہ اپنی ہستی کو اس کی تعلیمات میں تحلیل کریں۔اپنے نفس کے تقاضوں سے رسم ورواج سے اور باپ دادا کے طریقوں سے اور اپنے مفادات سے اپنی لذت سے اپنی عزت سے سب سے دست بردار ہو جائیں، اور نبی کی تعلیم کو ان سب پر مقدم رکھیں۔ یہ اس کی قدر ہے اس قدر سے نبی خوش ہوتے ہیں۔

آپ کلمہ پڑھیں تو مجھے خوشی ہوگی

چنانچہ ایک سیرت کی کتاب (۲) میں دیکھا کہ حضرت حمزہؓ آئے تو ان کی باندی نے کہا کہ تم شکار کرتے پھرتے رہتے ہو معلوم ہے کہ تمہارے بھتیجے کے ساتھ ابو جہل نے کیا معاملہ کیا، کیا کہا، اس نے کہا اس نے تو آج بڑی بدتمیزی دکھائی، بس اسی وقت حمزہ اسد اللہ تھے اللہ کے شیر تھے اگرچہ اس وقت اسلام نہیں لائے تھے، ان سے بڑھ کر مکہ میں کون تھا شیر دل اور شہسوار ، گئے اور ہاتھ میں کمان تھی، کہ شکار کھیلنے گئے ہوں گے کہ اس کے سر پر ایسا مارا کہ سر پر زخم سا ہو گیا، اور کہا کہ تو سمجھتا ہے کہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہیں، میں ان کا انتقام لیتا ہوں اور آکر بہت خوش خوش رسول اللہ سے کہا اے محمد میں بڑا انتقام لے آیا۔بس آج خوب سبق دیا ہے ابو جہل کو، کوئی دوسرا ہوتا تو کہتا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے ہاں آپ سے ایسی ہی امید تھی آپ تو باپ

(۱) بخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى ﴿واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها﴾ الآية، رقم ٣٤٤٥۔

(۲) دیکھئے: سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۳۱۲۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے قائم مقام ہیں، فرمایا میں اس سے خوش نہیں ہوں پھر آپ کس سے خوش ہوتے ہیں؟ آپ کلمہ پڑھیں اسلام لائیں، تو میں خوش ہوتا ہوں، اسی وقت اسلام لے آئے، یہ نبی کا طرز عمل ہے۔

آج ساری امت اسی بھول میں ہے

آج ساری امت اسی بھول میں ہے یعنی امت کی ایک بڑی تعداد کہ بس تعریف کرو، تعریف کرنا بس عین سعادت ہے میں کیا درود شریف اور درود شریف کی فضیلت "من صلى علي واحدا صلى الله عليه عشرا" (۱)۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتا ہے، ﴿يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما﴾(۲) اللہ تعالی اپنے نبی پر درود بھیجتا ہے اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو، خوب درود بھیجئے اور حضور کے اندر زیادہ سے زیادہ تعریف کیجئے، مگر نبی کا دل اس سے خوش نہیں ہوتا نبی کے لئے یہی کافی نہیں وہ چاہتا ہے جس کو ایک حدیث میں بیان کیا ہے،" لايؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به "(۳) تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفسانی اس چیز کے تابع نہ ہو جائے اس چیز کے ماتحت نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔

رسول کو خدا کی تعلیمات عزیز ہوتی ہیں

ہر ایک کو اپنی لائی ہوئی چیز عزیز ہوتی ہے، مجھے یہ اپنی ٹوٹی پھوٹی تقریر عزیز ہے، جلسہ کرنے والوں کو جلسہ عزیز ہے اور سیاسی لوگوں کو اعلانات عزیز ہیں، اپنی چیز خود کو عزیز ہے، اللہ

(۱) صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ، رقم ٤٠٨۔

(۲) سورة الأحزاب/٥٦۔

(۳) مشكوة المصابيح: كتاب الإيمان/باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، رقم ١٦٨، اور کہا ہے" رواه في شرح السنة" امام نوویؒ نے اپنی متن الأربعين میں اسے نقل کرکے کہا ہے کہ "حديث صحيح رويناه في كتاب الحجة بإسناد صحيح" رقم ٤١۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے رسول کو اپنی تعلیمات عزیز کیوں نہ ہوں جس کے لئے وہ اپنے عزیز سے عزیز جگر گوشوں کو آگے کر دیتا تھا، آپ کو معلوم ہے کہ میدان بدر میں جب انہوں نے آواز لگائی (۱) کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عزیزوں کو بھیجو قریش میں سے جو ہمارے برابر ہوں ہماری برادری کے ہم پلہ ہوں، یہ انصاری نہیں! یہ کاشتکار لوگ ہیں، یہ ہمارے ہم پلہ لوگ نہیں ہیں، آپ نے کن کو بھیجا ایک رشتہ کے چچا ایک حقیقی چچا اور ایک آپ کے چچازاد بھائی اور ہونے والے داماد، آپ خود سمجھ لیجئے، اور آپ خود ماشاءاللہ صاحب اولاد لوگ ہوں گے کہ جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ اس کو داماد بنانا ہے، تو آدمی پتہ نہیں کتنا انشورنس کرائے گا کہ اس پر کوئی آنچ نہ آنے پائے اور وہ تین سو جن کو آپ خود جانتے تھے اور وہ لوگ جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں آپ مکہ کے فرزند تھے مکہ ہی کی ولادت ہے آپ کی، ایک ایک کو پہچانتے تھے، یہ کون ہے عتبہ یہ کون ہے ربیعہ یہ کون ہے شیبہ آپ سے بہتر جاننے والے کون ہیں ان کے مقابلے میں اٹھارہ بیس سال کے علی کو بھیجا جس کو دامادی کا شرف عطا ہونے والا تھا جس دین کے لئے آپ نے اپنے خاندان کو خطرے میں ڈالا، اور یہ اللہ کی قدرت تھی کہ وہ تینوں بچ کر چلے آئے، ایک شہید ہوئے اور زخمی ہوئے عبیدہ بن حارث، باقی دونوں صحیح سالم واپس آئے ان کو اپنا دین کیسا عزیز نہیں ہوگا۔

نعت رسول ﷺ کی کرشمہ سازی

میرے بزرگو اور دوستو میں خود نعت کا ایسا شیدائی ہوں کہ میرے جاننے والے جانتے ہیں بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ میں آپ کو خود اپنا واقعہ سناتا ہوں میں نے کہیں لکھا بھی ہے کہ میں ایک جگہ تبلیغی جماعت کے ساتھ دشوار گذار سفر پر تھا اور بس تھک کر چور ہو گیا اور کئی راتوں سے جاگنا پڑ رہا تھا، بس وہاں جانا پڑ گیا میں نے کہا کہ مجھ میں بالکل تقریر کرنے کی ہمت نہیں اور حضرات علماء ہیں ان کو لے جاؤ تقریر کریں آج رات مجھ کو چھٹی دو لوگوں نے کہا کہ آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں

(۱) أبو داؤد: كتاب الجهاد، باب في المبارزة، رقم ٢٦٦٥۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کا نام سنا ہے آپ چل کر بیٹھ جایئے، وہاں جا کر میں بیٹھا، تو وہاں ایک نعت پڑھی جانے لگی ۔

اے نام محمد صل علی ماہر کے لئے تو سب کچھ ہے

ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

میرے ذہن میں آیا کہ ماہر القادری صاحب کی نعت ہوگی، بتا تا ہوں مجھ میں ایک نئی طاقت پیدا ہوگئی اور میں نے پوری تقریر کی، میں تو اس بارے میں میرا خاندان تو نعت کا رسیا ہے نعت کا عاشق، نعت کہنے والا ہے۔

محض جلوس ومشاعرے کافی نہیں

آپ سے صفائی کی بات کہتا ہوں کہ ایسے محض جلوس محض مشاعرے نعتیہ مشاعرے محض تعریف یہ چیزیں کافی نہیں ہیں میں نے تو آخری مثال دیدی، اس کے بعد تو کوئی مثال ہی نہیں ہوسکتی اگر اس پر تقریر کردوں تو کافی ہے، ابو طالب جیسے جاں نثار سے آپ یہی فرماتے رہے اور بالکل آخری وقت تک يا عم قل لا إله إلا الله يا عم قل لا إله إلا الله(۱) کہ لا الہ کہو اللہ تعالی اس لا الہ کی برکت سے آپ کو آخری وقت میں بخش دے گا تو اس کے بعد زندگی ہوتی تو نماز پڑھنی ہوتی سب کچھ کرنا پڑتا مگر اب بالکل آخری وقت ہے، اس آخری وقت میں کچھ کہا ہی نہیں جاسکتا، لفظ ہی ادا کئے جاسکتے ہیں، عمل تو نہیں ہوسکتا، اب بتایئے کہ امت کے ساتھ آپ کا معاملہ کیا ہو، معاف ہے ابو طالب سے، تو اصرار کیا لا الہ کہو اس کے بغیر شفاعت نہیں ہوسکتی۔

امت کے لئے بغیر عمل کے شفاعت ممکن ہے؟

امت کے لئے شفاعت اور سفارش مقدر اور وہ چاہے عمل کرے یا نہ کرے، شریعت

---

(۱) بخاري: كتاب الجنائز، باب إذا قال المشرك عند الموت لا إله إلا الله، رقم ١٣٦٠۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے خلاف کرے تمام فرائض کو جب چاہے چھوڑ دے، کسی چیز میں شریعت پر عمل نہ ہو رہا ہو، شریعت سے مطلب ہی نہ ہو زندگی کو، زندگی بے تعلق چل رہی ہو شریعت سے اور بس یہ کافی ہے اور اس میں معیار یہی ہے کہ کون زیادہ نعرے لگاتا ہے کون زیادہ پھول لاتا ہے کون زیادہ گلدستہ بناتا ہے کون زیادہ محفل کو سجاتا ہے کون زیادہ بڑی لچھے دار تقریر کرتا ہے لیکن جہاں تک عمل کا تعلق ہے شریعت کا تعلق ہے شریعت کے احترام کا تعلق ہے وہاں بس کوئی واسطہ نہیں۔

نبی ایک نئی زندگی لیکر آتا ہے

راستہ ہی میں یہ آیت میرے ذہن میں آئی ﴿لقد من الله على المؤمنين﴾ اللہ میاں فرماتے ہیں جس کو اللہ نے احسان کہا ہے اور اس کے بعد احسان کی نوعیت بھی بتادی اس لئے نہیں کہ آنکھوں پر اس کو بٹھادو، اور سروں پر رکھو چومو اور چاٹو اور طاق کی زینت بناؤ اپنے گھروں کو سجاؤ نہیں بلکہ ﴿يتلو عليهم آياته﴾ اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، پڑھ کر سنانے کا فائدہ اگر سننے والے نہ ہوں اور عمل کرنے والے نہ ہوں اور پھر ﴿ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة﴾ اور وہ ایک نئی زندگی لے کر آتا ہے اور نئی تعلیمات لے کر آتا ہے اور نیا دور شروع ہوتا ہے اور نئی انسانی نسل پیدا ہوتی ہے بس میرے بھائیو اور دوستو اس پر اکتفا کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اتنی باتیں نہ کہوں کہ کوئی بات بھی آپ کو یاد نہ رہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کتنی باتیں آدمی سنتا ہے لیکن کوئی بات بھی یاد نہیں رہتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالبہ

آپ یہی بات سن کر لے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالبہ، آپ کے دل کی خواہش آپ کی تمنا آپ کا تقاضا اور آپ کا پیغام یہ ہے کہ آپ کی شریعت کا احترام کریں آپ کے دین پر چلیں، اللہ کی عبادت کریں توحید کو مضبوط پکڑیں اور خدا کے سوا اس کائنات میں کسی کو متصرف نہ سمجھیں اور اس کو حقیقی طور پر نافع اور ضار سمجھیں آپ یہی تعلیم لے کر آئے اور یہی تعلیم

www.abulhasanalinadwi.org

ہے جس سے اس دنیا میں بھی سعادت حاصل ہوگی فلاح حاصل ہوگی اور آخرت میں نجات حاصل ہوگی اور ترقی ہوگی۔

محبت

بس ایک تو قدر ہے اور دوسری محبت ہے، اس کے لئے حدیث میں آتا ہے "لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من أهله وماله" (۱) اور کہیں آتا ہے "اس کے والدین سے" (۲) تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا، علماء نے کہا ہے مومن کامل لیکن حدیث کے لفظ میں صرف اتنا ہے کہ مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی نظر میں اپنے اہل وعیال سے ماں باپ سے اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں، اور ایک دوسری حدیث میں ہے غالباً مسند احمد ابن حنبلؒ کی روایت ہے " ومن نفسه" (۳) اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو یہ محبت غالب آجائے، اور ہمیں اس کی عزت اس کا ناموس اس کا نامہ مبارک اس کی سیرت اس کی تعلیمات اس کی شریعت ساری دنیا کی چیزوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ عزیز اور سب سے زیادہ عزیز اور سب سے زیادہ وقیع ہو یہ ہے محبت۔

---

(۱) صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أكثر من الأهل والولد والوالد والناس أجمعين، رقم ٤٤، یہ روایت "لايؤمن عبد" کے لفظ سے ہے۔

(۲) یہ روایت صحیح مسلم ہی میں مذکورہ باب ہی میں ہے۔

(۳) مسند أحمد: ج ۲۹/، رقم/۱۸۰٤۷، ط: مؤسسة الرسالة، بخاري میں بھی اس طرح کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "لا والذي نفسي بيده حتى أكون أحب إليك من نفسك" فقال عمر...... الحديث: كتاب الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي ﷺ، رقم ٦٦٣٢۔

www.abulhasanalinadwi.org

عزت

تیسری چیز ہے عزت اللہ تعالی سورۂ فتح میں فرماتا ہے ﴿وتعزروه وتوقروه﴾(۱) تاکہ تم اس کی مدد کرو اس کے لئے سینہ سپر ہو جاؤ، اور اس کی عزت کرو اس کا احترام کرو، پوری سورہ حجرات میں احترام آداب ہیں کہ ﴿لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض أن تحبط أعمالكم وأنتم لا تشعرون﴾(۲) کہ دیکھو نبی کی آواز پر آواز نہ بلند کرو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ چلیں جائیں پانی نہ پھر جائے حکم دیا کہ ﴿إن الذين ينادونك من وراء الحجرات أكثرهم لا يعقلون﴾(۳) جو لوگ حجروں کے پاس آکر زور زور سے آواز دیتے ہیں آپ کا نام لے لے کر آیئے تشریف لایئے بات کرنا ہے، فلاں کام ہے ان میں اکثر جاہل ہیں، اور سارا قرآن شریف بھرا ہوا ہے رسول کے احترام سے، یہاں تک آپ کی ازواج مطہرات سے ازدواجی تعلقات سے منع کر دیا گیا آپ کے لئے بہت سی وہ چیزیں ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ مخصوص ہیں وہ سب لکھی گئی ہے یہ سب عزت کے حکم میں ہے، قدر، محبت، عزت اور اطاعت میں نے بیان کر دیا کہ بغیر اطاعت کے کام نہیں چلے گا اور سارا قرآن اور ساری حدیثیں اسی سے بھری ہوئی ہیں، ﴿وما كان لمؤمن ولا مومنة إذا قضى الله ورسوله أمرا أن يكون لهم الخيرة﴾(۴) کسی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت کے لئے اس کی گنجائش نہیں کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کرے اور اس کو اختیار باقی رہ جائے اور ﴿أطيعوا الله وأطيعوا

(۱) سورة الفتح/۹۔

(۲) سورة الحجرات/۲۔

(۳) سورة الحجرات/٤۔

(٤) سورة الأحزاب/٣٦۔

www.abulhasanalinadwi.org

الـرسـول﴾(۱)﴿ ومن يطع الله ورسوله﴾(۲) سارا قرآن مجید اس سے بھرا ہوا ہے اللہ کے رسول کی اطاعت سے ﴿ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيـل الـمؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساء ت مصيرا﴾(۳) جو نبی سے بحث کریگا اور جھگڑے گا اس کے بعد کہ ہدایت واضح ہو چکی اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کریگا ہم اس کو اسی حال پر چھوڑ دیں گے اور اس کو جہنم تک پہنچا دیں گے یہ ہے اطاعت جو اس احسان کا ہماری طرف سے جواب ہے ہر چیز کا شکر الگ ہوتا ہے ہماری طرف سے شکر کی صورت یہ ہے کہ ہم قدر کریں، محبت کریں، عزت کریں، اطاعت کریں۔ بس یہی ربیع الاول کا پیغام ہے حقیقت میں تمام مجالس سیرت میں یہ پیغام ہونا چاہئے، کہ مسلمانو! اے رسول اللہ کی امت! اے آپ کی غلامی پر فخر کرنے والو! آؤ اور اللہ کی اس نعمت کی قدر کرو جیسی قدر کرنی چاہئے اور فکر کرو اور محبت کرو آپ کی ذات گرامی پر آپ کی سیرت پڑھو آپ کے حالات معلوم کرو اور آپ کے دل میں محبت کا جذبہ پیدا کرو۔

حقیقی محبت کے لئے صفات کا علم ضروری ہے

اس لئے کہ محبت ذات سے نہیں ہوتی محبت صفات کے ذریعہ سے ہوتی ہے اگر آپ کو کسی کے صفات کا علم نہیں تو محبت نہیں ہوگی، محبت صفات پر ہوتی ہے فلاں سخی ہے فلاں فیاض ہے فلاں بڑا رحم دل ہے اور فلاں بڑا شریف النفس ہے، محبت ہوگی تو آپ کی سیرت پڑھو تا کہ آپ کی صفات کا اور آپ کے کمالات کا علم ہو سیرت پڑھتے نہیں ہم اور یہ سمجھتے ہیں کہ ربیع الاول آئے اور ایک دو جلسوں میں ہم شریک ہو جائیں اور اہم اپنی جاں نثاری کا ایک مظاہرہ

---

(۱) سورة النساء/۵۹۔

(۲) سورة الأحزاب/۷۱۔

(۳) سورة النساء/۱۵۱۔

www.abulhasanalinadwi.org

کریں، بس کافی ہے، کتنے آدمی ہیں جنہوں نے سیرت پڑھی۔

اردو زبان سیرت کی کتابوں سے مالا مال ہے

ہماری اردو زبان سیرت کی کتابوں سے مالا مال ہے میں جانتا ہوں کہ جیسی سیرت کی اعلی کتابیں اردو میں لکھی گئی ہیں، قدیم حدیث کو چھوڑ دیجئے اور پرانی سیرت کی کتابوں کو چھوڑ دیجئے موجودہ عربی زبان میں لکھی نہیں گئی، اور اس کو عرب بھی مانتے ہیں، ہمارے یہاں خطبات مدراس کا جواب نہیں ہمارے یہاں سیرت النبی کا جواب نہیں، ہمارے یہاں رحمۃ للعالمین کا جواب نہیں تو ایسے ملک میں ہم رہتے ہیں جہاں کی زبان اردو ہے الحمدللہ آپ کو اردو سے بڑا ذوق ہے آپ اردو میں شعر کہتے ہیں فخر کرتے ہیں۔

ربیع الاول کا مکمل پیغام

تو آپ کو سیرت کی کتابیں پڑھنی چاہئیں، آپ کو شمائل کی کتابیں دیکھنی چاہئیں، کہ حضور کو کیا چیزیں پسند تھیں اور کس طرح آپ کے رات دن گذرتے تھے اور پھر اس کے بعد اطاعت کی کوشش کریں یہ ہے ربیع الاول کا اصلی مقام اور مکمل پیغام اور باقی ہمارے یہاں کوئی تہوار کی حیثیت نہیں ہمارا دین تہواروں کا دین نہیں ہے، ایک یہودی نے کہا تھا حضرت عمرؓ سے کہ اے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے اگر کہیں ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم تو مستقل ایک تہوار بنا لیتے فرمایا وہ کون سی آیت ہے کہا کہ ﴿اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا﴾(۱) آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کرلیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا، یہ آیت موجود ہے آپ اس کا تہوار نہیں مناتے، انہوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت موجود ہے آپ اس کا تہوار نہیں مناتے، انہوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی وہ عرفہ کا دن تھا اور ہم

---

(۱) سورۃ المائدۃ/۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

عرفات میں تھے(۱) مطلب یہ ہے کہ ہمیں تہوار کی ضرورت نہیں مستقل، اور وہ تو ایسے ہی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ جب حضور تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ خوشیاں مناتے ہیں تو فرمایا کہ مسلمانو اللہ نے تمہیں دو تہوار دئے ہیں ایک عید الفطر ایک عید الاضحیٰ (۲) تو یہ دین تہواروں کا نہیں تہوار وہ قومیں مناتی ہیں جن کے معاشرے کا ربط دین سے ٹوٹ چکا ہو، مذہب سے دھرم سے تو ان تہواروں کے ذریعہ وہ ان میں ایک شیرازہ بندی کرتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کو ہمارے نعروں کی ضرورت نہیں

تو بھائیو! اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے نعروں کی ضرورت نہیں حقیقت کی ضرورت ہے ہم حقیقت کو لے کر آئیں، حقیقت قدر حقیقت محبت، حقیقت عزت، حقیقت اطاعت، اللہ تعالی ہم کو اس کی توفیق عطا فرمائے خدا کرے کہ یہ بات آپ کے ذہن میں آگئی ہو اور آپ کے دماغ میں محفوظ ہو اور آپ کے لئے ذریعہ بنے عمل کا، اطاعت کا اور اپنی زندگی میں تبدیلی لانے کا اور اپنی زندگی کو سیرت محمدی کے ڈھانچے میں پیغام محمدی کے سانچے میں اور تعلیمات نبوی کے سانچے میں ڈھالنے کا (آمین)

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

☆☆☆

از:......تحفۂ بھٹکل

---

(۱) ترمذي: كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة المائدة، رقم ۳۰٤۳۔

(۲) أبو داؤد: باب صلوة العيدين، رقم ۱۱۳٤،

عون المعبود بتخريج عصام الضبابطي، ط: دارالحديث القاهرة۔

www.abulhasanalinadwi.org

اصل مسئلہ ترجیح کا ہے☆

بعد حمد وصلوۃ!

اول سلام

عزیزو! جب کوئی کہیں سے آتا ہے تو پہلے سلام کرتا ہے، ہم آپ کے پاس دور سے آئے ہیں، ہمیں بھی چاہیے آپ کو سلام کریں، اس وقت جو میں کہہ رہا ہوں اس کی حیثیت محض سلام کی ہے باقی سلام کے بعد کلام بھی ہوتا ہے وہ شاید بعد میں ہو، میں تو اس وقت صرف ہدیۂ سلام پیش کرتا ہوں، جیسا کہ حکم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فإذا دخلتم بيوتا فسلموا على أنفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة﴾(۱) (جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو جو لوگ وہاں موجود ہوں انکو سلام کرلیا کرو جو دعا کے طور پر اللہ کی طرف سے مقرر ہوا ہے بابرکت اور عمدہ چیز ہے۔

موقعہ سے فائدہ اٹھایئے

عزیزو! آج کل عام رواج ہے، جب ادارے ہوتے ہیں تو باہر کے لوگ آتے ہیں بلائے بھی جاتے ہیں، خود بھی آتے ہیں، لیکن بہت سے آنے والوں کو اس کا خیال بھی

☆ بمقام جامعہ اسلامیہ بھٹکل، مؤرخہ ۲؍جنوری ۱۹۸۳ء

(۱) سورة النور/٦١۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہوتا کہ ہم کیوں آئے ہیں اور اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اسی طرح بہت سے رہنے والوں کو اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہ آمد محض ایک رسمی و رواجی آمد ہے یا اس سے کوئی دینی علمی فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے، اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ہماری حیثیت اور ہمارے رفقاء کی حیثیت باہر سے آنے والے مہمانوں یا مشاہیر کی آمد یا لیڈروں کی آمد نہیں بلکہ اپنوں کی آمد ہے، اس جامعہ کا تعلق شروع سے ندوۃ العلماء اور وہاں کے کارکنوں سے رہا ہے، بلکہ حقیقت میں اس کی بنیاد ایک ندوی فاضل مولانا عبدالحمید صاحب ندوی مرحوم نے ڈالی ہے، وہ یہاں آئے، انہوں نے کچھ تعلیمی خدمت شروع کی تو یہ خدمت برگ و بار لائی، جو لوگ آج جامعہ کے روح رواں ہیں وہ زیادہ تر تو ان ہی کے فیض یافتہ ہیں، تو گویا اس جامعہ کی بسم اللہ ہی ہوئی ندوہ کے تعلق سے، پھر اس کے بعد جب جامعہ کی بنیاد ڈال دی گئی تو ندوہ ہی کے تعلق والوں کو بلایا گیا اور اس کے بعد برابر آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے، یہ میں اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ ندوہ اور غیر ندوہ میں کچھ فرق ہے بلکہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کم سے کم اس وقت جو لوگ آئے ہیں یہ سب گھر ہی کے لوگ ہیں، ایسے ہی ہیں جیسے ایک خاندان کی شاخیں ہو جاتی ہیں کوئی قریب رہتا ہے، کوئی دور رہتا ہے، ایک شاخ کے لوگ دوسرے شاخ کے لوگوں سے ملنے جاتے ہیں، وہ ملنا خاندانی قسم کا ہوتا ہے، ویسے ہی خاندانی قسم کا سفر یہ بھی ہے اور اس میں اپنے ایک عزیز کی تقریب میں شرکت کی نیت بھی شامل ہو گئی ہے، تو آپ ہم لوگوں کو باہر کے اجنبی یا تماشا کی حیثیت سے نہ دیکھیے کہ آپ کہیں کہ فلاں بھی آیا فلاں بھی آیا، بلکہ ذہن میں یہ ہونا چاہیے کہ یہ لوگ دو چار دن رہیں گے، ان سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اب جامعہ اس درجہ کو پہنچا کہ دور دور سے لوگ آتے ہیں اور اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اپنی چیز سمجھتے ہیں، اسی کے ساتھ نیت بھی درست کرنا بہت ضروری ہے اور ہماری بھی نیت یہ ہونی چاہیے کہ ہم اپنے عزیزوں سے اور اپنے خاندان کے بچوں سے ملنے آئے ہیں آپ کی بھی نیت یہ ہونی چاہیے کہ ہمارے خاندان میں کچھ بڑے کچھ ہمارے مشیر یا جن کو خدمت کا جذبہ ہے شوق ہے وہ آئے ہیں ان

کے دوران قیام میں جلسے ہوں گے ،تقریریں ہوں گی ،عمومی خطاب ہوں گے ،شاید ہمارے دوست منیری صاحب نے اس کا نظام بنایا ہو لیکن اس کے علاوہ ہمارے ساتھیوں سے آپ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں ان میں بعض دارالعلوم کے استاذ ہیں اور وہ آپ سے عمر میں اور تعلیم میں قریب ہیں ،مناسبت رکھتے ہیں ،ان میں وہ تفاوت نہیں ہے جو ہمارے آپ کے درمیان ہے آپ ان کے ساتھ زیادہ بے تکلفی سے مل بھی سکتے ہیں، بات بھی کر سکتے ہیں ،ان کو ساتھ بتلائیے کہ آپ نے اب تک کیا پڑھا پھر ان سے پوچھیے اور مشورہ لیجیے کہ اس کے بعد کس طرح پڑھیں کس ترتیب سے پڑھیں ،وہ کتابوں کا انتخاب کر دیں۔ان سے کہیے کہ ہمارا فلاں مضمون کچھ کمزور ہے، کچا ہے یا فلاں مضمون سے زیادہ مناسبت نہیں ،کیسے مناسبت پیدا ہو سکے گی ،اس کے مبادی کیا ہیں، کس طرح شروع کریں اس سے کس طرح مناسبت پیدا کریں،سب سے پہلے اور سب سے اہم تو تفسیر ،حدیث ،فقہ اور صرف ونحو وغیرہ کے مضامین ہیں ،اس کے بعد جس کو شوق ہو وہ ادب وانشاء کے بارے میں بھی مشورہ کر سکتا ہے ،اس وقت جو لوگ ہمارے ساتھ ہیں ،الحمد للہ وہ لکھتے پڑھتے ہیں ،ان لوگوں سے پورا فائدہ اٹھائیے ،ان کے مضامین چھپتے ہیں، آپ لوگ بھی دیکھتے ہوں گے ،تین چار دن وہ لوگ یہاں قیام کریں گے ان دنوں میں ذہن کو حاضر رکھیے اور اس وقت کو قیمتی سمجھیے کوشش بھی کیجیے ،دعاء بھی کیجیے کہ اتنی دور سے جو سفر ہوا ہے یہ مفید اور کار آمد ہو ،یہ نتیجہ خیز ہو اس لیے کہ یوں ہی کوئی اتنی دور کسی سے ملنے کے لیے نہیں جایا کرتا ہے ،جب کوئی ملنے آتا ہے اتنی دور سے تو بہت غنیمت سمجھنا چاہیے ،اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے ،آپ لوگوں کو اس سے خوش ہونا چاہیے جیسے سیاسی لوگ خوش ہوتے ہیں بڑے بڑے لیڈروں کے آنے پر۔آپ کو خوش ہونا چاہیے اساتذہ اور ماہرین فن کی آمد پر ،ایسے مواقع کم ملتے ہیں اور مل جائیں تو انھیں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہاتھی یا علم حدیث

ایک لطیفہ سناتا ہوں ایک مرتبہ لکھنو سے بارہ بنکی گیا جو لکھنو سے پندرہ سولہ میل دور ہوگا لکھنو سے میں وہاں گیا تو میرا وہاں خطاب پیام انسانیت کے سلسلہ میں تھا اور اسی روز وہاں سابق وزیر اعظم مسز گاندھی آئی ہوئی تھیں، لوگ منتشر تھے، تقسیم ہوگئے تھے، اکثر لوگ وہاں سے تماشاہی دیکھنے کے لیے چلے گئے کیوں کہ بارہ بنکی چھوٹی جگہ ہے چھوٹا ضلع ہے، اس میں وزیر اعظم مسز گاندھی آئیں تو بڑی بات تھی، جتنے مجمع کی توقع تھی اتنا مجمع ہمارے جلسہ میں نہیں تھا، پھر بھی بہت سے لوگ آئے وہ قابل داد تھے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں وہ حسب حال ہے، ایک مرتبہ امام مالکؒ مؤطا کا درس دے رہے تھے، مدینہ میں ایک ہاتھی آگیا اور مدینہ میں ہاتھی ہوتا نہیں عرب ہی میں ہاتھی نہیں ہوتا، شور مچ گیا، ہاتھی آیا ہاتھی۔ **جاء الفیل جاء الفیل** وہ ہمیشہ پڑھ رہے تھے: ﴿ألم تر کیف فعل ربک بأصحاب الفیل﴾۔(۱) انہوں نے اور جانور تو دیکھے تھے، گھوڑا تو ان کے گھر کی چیز تھی، اونٹ بھی ان کے گھر کی چیز تھی، ہاتھی نہیں دیکھا تھا، تو بے اختیاری اور غیر ارادی طریقہ پر لوگ ہاتھی دیکھنے چلے گئے، یہ امام مالکؒ کا حلقہ درس تھا، وہاں بہت منتخب لوگ تھے، پھر بھی لوگ ہاتھی دیکھنے چلے گئے، لیکن ان کے ایک شاگرد یحیٰ حلقہ درس سے نہیں اٹھے، وہ امام مالکؒ کی خدمت ہی میں بیٹھے رہے، امام مالکؒ نے کہا کہ اے یحیٰ تم نہیں گئے، تمہارے ملک میں بھی تو ہاتھی نہیں ہوتا؟ کہا ہم ہاتھی دیکھنے نہیں آئے ہیں، آپ کو دیکھنے آئے ہیں، انہوں نے غالباً دعا دی، اس کا نتیجہ کہ ایسا دنیا میں کم پیش آیا ہے کہ یحیٰ بن یحیٰ مصمودی کی وجہ سے اس سارے شمالی افریقہ میں امام مالکؒ کا مسلک پھیلا اور اس علاقہ کے سبھی لوگ مالکی ہیں، یہ موجودہ روایت مؤطا کی جو ہم تک پہنچی ہے، یحیٰ بن یحیٰ مصمودی کی روایت ہے اور ایسا کم ہوتا ہے کہ علاقہ کا علاقہ ملک کے ملک ایک مسلک کے ہوں، لیکن آپ

---

(۱) سورۃ الفیل/۱۔

www.abulhasanalinadwi.org

تصور کیجیے کہ لیبیا جس میں مالکیہ کی بڑی تعداد ہے لیبیا سے شروع ہوکر جو شمالی پٹی چلی گئی ہے، مراکش پر بلکہ آبنائے جبل الطارق پر ختم ہوتی ہے، یہ پورا علاقہ سو فیصد مالکی ہے، بے شک اس میں ابن بادیس کا بھی بہت بڑا دخل ہے، جس نے مذہب مالکی کو سرکاری مذہب بنادیا لیکن بیج لایا ہوا ہے یحییٰ بن یحییٰ کا، ایک بات تھی، ذرا سی بات اللہ کو پسند آئی، ہاتھی دیکھنے نہیں گئے تو ان کے علم اور ان کی ذات سے اتنی برکت ہوئی، یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے امام مالکؒ کے درس حدیث کو ہاتھی کا تماشا دیکھنے پر ترجیح دی۔

ترجیح کی بات

عزیزو! سارا معاملہ ترجیح کا ہے، تم کس کو کس پر ترجیح دیتے ہو؟ سارا قرآن اسی سے بھرا ہوا ہے، اللہ کے حکم کو ترجیح دیتے ہو یا خواہش کو ترجیح دیتے ہو۔ رسول کے کہنے کو ترجیح دیتے ہو، یا رسم ورواج کو ترجیح دیتے ہو، مصلحت کو ترجیح دیتے ہو یا حکم الٰہی کو ترجیح دیتے ہو، اسلام کا معاملہ شریعت کا معاملہ ہے، یحییٰ بن یحییٰ نے ہاتھی پر امام مالکؒ کو ترجیح دی تو اللہ نے اور بہت سے داعیوں پر، ناشرین علم پر ان کو ترجیح دی اور جس کتاب کے وہ حامل وشارح بنے اس کو اچھی اچھی کتابوں پر ترجیح دی گئی سب کتابیں اچھی ہیں، ہدایہ اگر وہاں پہنچتی یا وہاں مسند امام ابوحنیفہؒ ہوتی وہ بھی خیر سب سراپا نور، لیکن صرف اس ایک عمل کا اثر یہ ہوا کہ اس حامل علم کو ترجیح دی گئی (دوسرے محمولات پر دوسری جو علم کی سوغاتیں تھیں، علم کے تحائف تھے ان کو ترجیح دی)، سارا معاملہ ترجیح کا ہے آج بھی اتفاق سے آپ کے شہر میں ایک بڑی شخصیت آئی ہے، آج ہی اللہ نے آپ کو ایک منظر دکھلایا، امتحان میں تو نہیں ڈالا کہ وہی وقت ہوتا ہمارے بھی آنے کا، لیکن منظر آپ کو دیکھایا کہ یہاں ہندوستان کی سب سے بڑی شخصیت آئی اور ہم طالب علم بھی آئے۔ اگر آپ کے دل میں ان طالب علموں کی عزت ہے، ہمارے آنے سے آپ کو زیادہ خوشی ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یہ خوشی رنگ لائی گی یقین مانیے اگر آپ نے کہا الحمد للہ آج ہمارے کچھ بزرگ، ہمارے کچھ

www.abulhasanalinadwi.org

مشفق ہمارے کچھ خیر خواہ ہمارے لئے دعا کرنے والے لوگ آئے ہیں، ہم بڑے خوش نصیب ہیں تو یہ بات اللہ کو پسند آئے گی کچھ تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے معاملے میں علم نافع کا فیصلہ فرمادے۔

شعائر اللہ کا احترام

یہ جو کچھ آپ شریعت کو دیکھتے ہیں، یہ سب احترام کی باتیں ہیں، کرنا کرانا تو بعد کا مرحلہ ہے اور ضروری ہے لیکن پہلا مرحلہ احترام کا معاملہ ہے اللہ اور رسول کو، اللہ و رسول سے نسبت رکھنے والی چیزوں کو کس نظر سے دیکھا جائے، یہی حقیقت ہے شعائر اللہ کی، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ﴿ ومن یعظم شعائر اللہ فإنها من تقوی القلوب ﴾(۱) تو تعظیم شعائر اللہ دلیل ہے قلوب میں تقوی کی، قلب میں اللہ کی عزت ہے تو جو چیز اللہ کے لیے کہلاتی ہے اس کے لئے بھی عزت ہوگی، ایسے ہی ہم لوگ کوئی چیز نہیں اور کون کیا چیز ہے، سوائے اللہ کے رسول کے اور اللہ کے رسول کے صحابہ کے اور کبار اولیاء اللہ کے، سب برابر ہیں، ایک طرح کے لوگ ہیں، لیکن سارا انحصار جو ہے وہ نظر پر ہے، طریقۂ فکر پر ہے، نقطۂ نظر پر ہے اور ذہنی کیفیت پر ہے ﴿ومن یعظم شعائر اللہ﴾ میں ذہنی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے، ایک بزرگ کو بہت بڑے مدارج عالیہ ملے، مجھے اس وقت ان کا نام یاد نہیں، فضیل بن عیاض یا جنید بغدادی کا نام یاد آتا ہے، کسی نے پوچھا کہ حضرت اتنا بڑا درجہ اللہ نے نصیب فرمایا، کیا بات ہے؟ کہنے لگے بات تو اتنی ہے کہ میں چلا جا رہا تھا ایک جگہ میں نے ایک کاغذ پڑا دیکھا، اس پر اللہ کا نام لکھا تھا میں نے اٹھایا، آنکھوں سے لگایا اس کو ایک جگہ عزت کے ساتھ کسی دیوار وغیرہ میں حفاظت سے رکھ دیا، اللہ کو یہ ادا پسند آئی اور اللہ نے مجھے یہ مرتبہ عطا کیا۔

---

(۱) سورة الحج/۳۲۔

www.abulhasanalinadwi.org

اصل میں تعظیم جو ہے محبت، وقعت کا اس پر انحصار ہے، اس کی دلیل ہے، یہی علم کا حال ہے۔

بے حرمتی کا انجام

ایک عجیب واقعہ جو بڑا عبرتناک ہے، شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہو، حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے شاگردوں میں ایک صاحب تھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ دہریہ ہوگئے تھے کلکتہ میں رہتے تھے، گورکھپور کے رہنے والے تھے، شاہ اسماعیلؒ کے ساتھ پڑھے ہوئے تھے، بڑا عجیب وغریب واقعہ ہے جب حضرت شاہ اسماعیل صاحبؒ حج کو جانے لگے تو ٹیپو سلطانؒ، وہ ٹیپو سلطانؒ جو آپ ہی کے علاقہ کے تھے، ان کے پوتوں کے وہ اتالیق تھے، جن کی وجہ سے ٹیپو سلطانؒ کے پوتوں پر کچھ اثر ہو رہا تھا تو ٹیپو سلطانؒ کی پوتی یا صاحبزادی نے حضرت سید احمد شہیدؒ سے کہلایا کہ ہمارا خاندان تو آپ ہی کے خاندان کا متوسل ہے۔

ہمارے اجداد مادری میں شاہ ابواللیث صاحبؒ جو سید صاحبؒ کے حقیقی ماموں تھے، سفر حج سے واپسی پر ۱۲۰۸ھ میں ٹیپو سلطانؒ (۱۲۱۴ھ ۱۷۹۹ء) کے حیات میں کوڑیا بندر پر (منگلور) میں اترے اور مختصر علالت کے بعد وہیں وفات پائی اور وہیں سپرد خاک ہوئے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان ٹیپوؒ کے اس مجاہد خاندان کے حضرت شاہ علم اللہ صاحبؒ کی اس شاخ اور سید صاحبؒ کے اجداد مادری سے عقیدت وارادت کے مستحکم تعلقات تھے۔ تو صاحبزادی نے کہلایا کہ ہمارے بھائی صاحبان پر بڑا اثر پڑ گیا ہے، فلاں مولوی صاحب اور وہ ملحد ہوگئے ہیں، آپ ذرا توجہ فرمائیں اور ان کی اصلاح فرمائیں، الحمدللہ ان کی اصلاح ہوئی، وہ سب بیعت ہوگئے تو ان مولوی صاحب کے الحاد کی طرف جانے کی وجہ بھی ایک عجیب وغریب معلوم ہوئی، زیادہ کرید کر پڑھا تو معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ بخاری کا درس دے رہے تھے، بڑے زور کی ہوا چلی، بار بار ورق الٹتے تھے، آپ سب جانتے ہیں کہ بخاری کے اوراق جو بڑے ہوتے ہیں تو اس کے ورق کی آواز سے سبق میں انتشار ہوا، شاہ صاحبؒ نے کہا بھائی! اس پر ہاتھ رکھ لو یا کوئی چیز رکھ لو تو کسی نے ہاتھ رکھا کسی نے کوئی دینی کتاب

www.abulhasanalinadwi.org

رکھی، بس اس شخص نے نعوذ باللہ اس پر پاؤں رکھ دیا، یہ کرنا تھا کہ لائن بدل گئی۔ تو سارا معاملہ عزت واحترام کا ہے، سب وہیں سے ہوتا ہے، وہیں سے ملتا ہے جس کو ملتا ہے۔ لیکن جو قلبی کیفیت ہے وہ بڑی چیز ہے، چنانچہ یہی دیکھا کہ جن لوگوں میں استاد و کتاب کا احترام تھا تو اللہ تعالی نے ان سے بہت نفع پہنچایا، عالم کونسا بڑا ہے اس کو اللہ جانتا ہے بلکہ ہمیں بھی کچھ تھوڑا بہت معلوم ہوسکتا ہے، کم علموں کو بھی کہ بعض لوگ ان سے زیادہ ذی علم ہیں بہت زیادہ ذہین ہیں لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا، فائدہ ان سے ہوا جن کا علم اتنا نہیں تھا، وجہ کیا تھی؟ وہی اساتذہ کا ادب واحترام اوران کی دعائیں! بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ صاحب ہدایۃ علامہ مرغینانیؒ ایک مرتبہ دورے پر تھے تو سب شاگردوں نے کہا کہ مصنف ہدایہ آئے ہیں مصنف ہدایۃ آئے ہیں، ایک شور مچ گیا، جو جہاں تھے سب کام چھوڑ کر ہر طرف سے طلباء ملنے آئے، سلام کرنے آئے کہ ہمارے استاد آ گئے ہیں، صرف ایک طالب علم جو اچھے ممتاز تھے وہ نہیں آئے تو انہوں نے کہا کہ بھئی! فلاں آدمی نہیں آئے؟ خیر اس کے بعد کسی موقعہ پر وہ ملے تو انہوں نے کہا ہم تو تمہارے دیار میں آئے تھے تم ملنے نہیں آئے؟ تو اس نے کہا حضرت! والدہ بیمار تھیں، چھوڑ کر نہیں آسکے تو انہوں نے کہا انشاء اللہ تمہاری عمر دراز ہوگی، یہ بڑا اچھا فعل ہے، برکت ہوگی تمہاری عمر میں، لیکن درس میں رونق نہیں آئے گی، تم نے ایک اچھا کام کیا، اس کا اثر عمر درازی میں ظاہر ہوا چونکہ وجود کا تعلق ماں سے ہے جب وجود ہے تو عمر بھی ہے تو وہ جو جسمانی تعلق ماں سے ہے تو جسمانی فیض تم کو پہنچے گا کہ تمہاری عمر دراز ہوگی، لیکن وجود معنوی جس سے تھا، وجود روحانی جس سے تھا گویا اس پر تم نے ترجیح دی ہے، ترجیح کا معاملہ ہے تو درس میں رونق نہ ہوگی، یہ زبان سے نکل گیا، تو لکھا ہے لوگوں نے کہ ان کے درس میں سب کچھ تھا لیکن رونق نہیں تھی یعنی لوگ آئیں اور استفادہ کریں، تلامذہ کی کثرت ہو، بس بھائیو! میں نے سلام کے موقعہ پر یہ باتیں کیں، اللہ تعالی ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عنایت فرمائے، آمین!۔

☆☆☆

از:.....تحفۂ بھٹکل

www.abulhasanalinadwi.org

پیامِ راہ☆

بعد حمد و صلوٰۃ!

حضرات اساتذہ، حاضرین مجلس و عزیز بھائیو!

جامعہ اسلامیہ میرے لئے کوئی نیا ادارہ نہیں ہے، میں پہلی مرتبہ یہاں نہیں آیا، شروع سے اس کے مشوروں میں شریک رہا ہوں اور پہلا سفر بھی اسی سلسلہ میں ہوا تھا، ہمارے عزیز اور ہمارے دوست محی الدین صاحب منیریؔ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی وجہ سے میں شروع سے اس کام میں ذہنی طور پر قلبی طور پر شریک رہا، اور اس دوسری مرتبہ کی حاضری میں بھی اس کے معائنہ سے اور آپ لوگوں کی ملاقات سے محروم نہیں رہا، آپ سب جانتے ہیں کہ یہ کوئی وعظ کا جلسہ نہیں ہے، مجھے جب سے آیا ہوں کئی بار اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنے کا موقعہ ملا اور ایک دو بار شاید اور موقعہ ملے اس وقت اور باتیں بھی ہونگی لیکن اس وقت عام باتیں کہی جائیں گی، یہاں مجھ سے یہ امید کی جاتی ہے، بجا طور پر کہ میں اس وقت اپنے اس جامعہ کے مدرسین اساتذہ اور یہاں کے طلبہ سے کچھ کہوں اور میرے لئے یہ بات آسان بھی ہے اور خوشگوار بھی اس لئے کہ میں خود بھی ایک مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں اور ایک مدرسہ میں عرصہ تک میں نے پڑھایا ہے اور میری زندگی ایک مدرس کی زندگی ہے اس لئے مجھے آپ لوگوں سے بات کرنے میں کوئی تکلف نہ کرنا پڑے گا، کوئی بہت دور کی کوڑی لانی نہیں پڑے گی، بہت زیادہ دماغ پر زور دینا نہیں پڑے گا۔

☆ بمقام جامعہ اسلامیہ بھٹکل، مؤرخہ ۳/ جنوری ۱۹۸۳ء

www.abulhasanalinadwi.org

امیدوں کا مرکز

بھائیو! تم لوگ بہت سی امیدوں کا مرکز ہو اور یہاں کے مسلمانوں نے اور تمہارے سرپرستوں نے اور اس جامعہ کے کارکنوں اور اس جامعہ کے سرپرستوں نے تم سے بہت سی امیدیں قائم کی ہیں اور ایسا کرنا بھی چاہئے تھا اس لئے کہ مسلمان خواہ کچھ بھی ہو جائیں، بہت بڑے تاجر، بہت بڑے کاروباری، بہت بڑے دولت مند، سرمایہ دار اور حکومت میں شریک ہو جائیں اور ملک کی ذمہ داری میں بھی ان کا بڑا حصہ ہو جائے جب بھی مسلمانوں کو بہر حال دینی رہنماؤں کی ضرورت ہوگی، حرام حلال، کفر وایمان جائز ناجائز اور دین اور لادینیت کے درمیان لکیر کھینچنے والوں کی ضرورت ہوگی جو لکیر کھینچ کر بتا سکیں کہ یہ کفر ہے یہ ایمان ہے، یہ حلال ہے، یہ حرام ہے یہ دین ہے یہ لادینیت، یہ اسلام ہے یہ جاہلیت ہے، مسلمان کسی دور میں اور کسی ملک میں کسی حال میں بھی ایسی جماعت سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔

کوئی گروہ رہنمائی کے بغیر اپنا سفر طے نہیں کر سکتا

سمجھا یہ جاتا ہے کہ تم ان لوگوں کی جگہ لوگے جن کا فرض رہنمائی ہے، مسلمانوں کی رہنمائی کا لفظ بہت بڑا ہے، لیکن بہر حال ہر جماعت کو رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، کوئی گلہ جانوروں کا ہو اور کوئی گروہ انسانوں کا ہو رہنمائی کے بغیر اپنا سفر طے نہیں کر سکتا، اپنی منزل مقصود کو پہنچ نہیں سکتا اور کسی نظام میں باقی نہیں رہ سکتا جس طریقے سے ہماری غذائی ضروریات ہیں، ہماری شہری ضروریات ہیں، تمدنی ضروریات ہیں، اور سیاسی ضروریات ہیں قبلہ نما کی ضرورت، واقعہ یہ ہے کہ سب ضروریات سے زیادہ ہماری بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہمیں کوئی یہ بتانے والا ہو کہ ہم ٹھیک راستے پر چل رہے ہیں یا نہیں، ''کیں راہ کہ تو می روی بہ ترکستان است'' ایسا تو نہیں ہے کہ ہم پشت بقبلہ یعنی ہماری پیٹھ قبلہ کی طرف ہو اور ہمارا رخ بت خانہ کی طرف ہو، یا معاذ اللہ کلیسا کی طرف ہو یا بینک کی طرف ہو کہ یہ بھی ایک کلیسا ہے اس زمانے کا، یا کسی کارخانہ یا فیکٹری

www.abulhasanalinadwi.org

کی طرف ہو، آج کل کلیساؤں میں وہ رونق نہیں ہے اور مندروں میں وہ چہل پہل نہیں ہے، جو بینکوں اور کاروباری مراکز میں ہے، یہ بھی زمانہ کی بہت بڑی پرستش گاہ بن گئی ہے، کوئی جماعت ایسی ہونی چاہئے جو رائے اور حکمت کے ساتھ بتائے، مہربانی اور محبت کے ساتھ بتائے اور پھر اگر ضرورت ہو تو دامن بھی کھینچ لے، دامن پکڑ لے اور گریبان بھی اگر پکڑنے کی ضرورت ہو تو جس طریقے سے باپ بیٹے کا گریبان پکڑتا ہے اور ایک پڑھا لکھا، ایک جاہل بھی گریبان پکڑتا ہے ایک بھائی دوسرے بھائی کا گریبان تھام لیتا ہے، اسی طریقے سے ایک ایسی جماعت کو سامنے آجانا چاہئے، راستہ روک کر کھڑا ہونا چاہئے کہ یہ راستہ خطرناک ہے یہ اللہ سے اور اس کے رسول سے دور کرتا ہے، یہ ہلاکت ابدی میں گرادے گا، اور یہ غار کے اندر ڈال دے گا۔

مدارس کا اصل فائدہ

تو اس کے لئے ضرورت ہے مدارس کی اور مدارس کا اصل فائدہ یہی ہے کہ ایسے لوگ تیار ہوں جو مسلمانوں کی دینی رہنمائی کر سکیں اور وہ گویا جیسے قبلہ نما ہوتا ہے اور قبلہ نما ایک بے نیاز چیز ہے آندھی چل رہی ہو، یا پانی برس رہا ہو، گاڑی کسی رخ پر جاری ہو، آدمی کا منہ کسی طرف ہو، لیکن قبلہ نما یا قطب نما کہہ لیجئے، وہ قطب نما، قطب تارہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، وہ اپنا کام کرتا رہتا ہے، وہ نہ کوئی رشوت قبول کرتا ہے اور نہ کسی کی رعایت کرتا ہے اور نہ کسی سے متاثر ہوتا ہے اور نہ اپنے کام سے تھکتا ہے اور اس سے کسی اور کام کی امید بھی نہیں کرنی چاہئے، زیادتی ہے اس کے ساتھ بھی اپنے ساتھ بھی نہ آپ اس سے کہیں راستہ پوچھیں، یا جیسے ٹرافک کنٹرول کرنے والا سپاہی ہوتا ہے، وہ کسی کو پانی پلانے کے لئے نہ جائے تو کوئی گناہ نہیں وہ کسی کو راستہ بتانے کے لئے کچھ دور آگے نہ چلے تو کوئی قصور نہیں، اس کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہے، بس ٹرافک کنٹرول کرتا رہے، دائیں بائیں ہاتھ ادھر کرے ادھر کرے، اگر وہ اپنا کام چھوڑ دے گا تو مسافر کے بھٹک جانے سے زیادہ نقصان پہنچے گا، راستہ بھول جائے تو مسافر پھر واپس آجائے گا، لیکن

www.abulhasanalinadwi.org

یہاں پر کاریں ٹکرا جائیں گی یہاں ٹرک اور جیپ میں اور کار میں ٹکر ہو جائے گی اور معلوم نہیں کتنے آدمی اسی وقت اسی جگہ جان توڑ دیں گے۔

مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ جگہ پر اٹل بے نیاز، ہر دو جہاں سے غنی اور دل بے نیاز بس ایک ہی کام ہے اس کا کہ یہ راستہ کعبہ جاتا ہے، بیت اللہ کو جاتا ہے، اور یہ راستہ ترکستان کو جاتا ہے اسی کے لئے مدارس قائم کئے گئے ہیں۔

عربی زبان کی اہمیت

اور چونکہ یہ بات خاص طرح کے علوم اور ایک خاص زبان عربی کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی، اس لئے عربی پر زور دیا گیا اور ان علوم کو نصاب میں رکھا گیا، ورنہ عربی ہماری زبان نہیں ہے اور ہم ہندوستانی مسلمان بہت بڑے نرغہ میں ہیں، زبانوں کے ایک ایسے چکر میں کہ شاید ہی دنیا کی کوئی قوم اس میں مبتلا ہو، یعنی ہم کو علاقائی زبان پڑھنی ہے اور مادری زبان پڑھنی ہے اور آپ کی مادری زبان ناٹلی ہے اور آپ کی علاقائی زبان کنٹری ہے اور آپ کی مذہبی زبان عربی ہے، اور آپ کی ہندوستان کی علمی زبان اور اخبارات اور رسائل کی زبان تصنیف اور تالیف کی زبان اردو ہے، فارسی کا میں نام نہیں لیتا، ذرا سا اب اس کا مسئلہ دور ہو گیا ہے یہ چار پانچ زبانیں ہیں، ایسی حالت میں عربی زبان پر زور دینا اور عربی کو ایسا سمجھنا جیسا کہ اہل زبان سمجھتے ہیں تا کہ آپ قرآن مجید اور کتاب وسنت کی چیزوں کو آپ اچھی طرح گہرائی سے سمجھ سکیں اس لئے یہ مشکل کام اختیار کیا گیا کہ آپ کو جو کام کرنا ہے وہ اس کے بغیر ہو نہیں سکتا تو اس لئے عربی زبان پر زور دینے کی ضرورت ہے اور عربی زبان کے لئے صرف ونحو کی ضرورت ہے، اس کے لئے آپ کو محنت کی ضرورت ہے اور عربی ہمارے لئے کوئی نئی یا نامانوس زبان نہیں، عربی زبان ہمارے ہندوستان میں بہت بڑی زبان رہی ہے، علمی زبان اور تصنیفی زبان رہی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کو عربی سے بڑی مناسبت ہے

خود آپ کے علاقے میں ایسے بہت سے لوگ پیدا ہوئے ہیں، ان کی کتابیں یہاں اہل علم کے پاس ہیں، ہمارے پرانے دوست اور ہم سبق خواجہ بہاؤالدین صاحب اکرمی ندویؒ ان کے یہاں اچھا خاصا ذخیرہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوناور اور یہ جو ساحل کا علاقہ تھا اس میں بڑے بڑے چوٹی کے علماء پیدا ہوئے اور بڑی عالمانہ ہی نہیں بلکہ تحقیقانہ کتابیں لکھی ہیں کہ اہل عرب بھی ان کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھیں اگر وہ چھپیں، ان لوگوں نے محنت کی تو ان کو زبان پر ایسا عبور ہو گیا جیسے زبان والوں کو ہوتا ہے، اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو زبان کے اخذ کرنے میں بڑی کامیابی ہوتی ہے، آپ کی زبان بہت نرم ہے اور اردو آپ بہت جلد سیکھ لیتے ہیں اور آپ کی اردو بولنے میں وہ بات نہیں ہے جو ہندوستان کے بعض علاقوں کے رہنے والوں کی زبان میں دو لفظ بولتے ہیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اہل زبان نہیں ہیں، یہ بات آپ میں نہیں ہے، آپ کی زبان میں لوچ ہے، کیوں ہے؟ یہ میں نہیں جانتا، ماہر لسانیت جانیں، آپ کی زبان میں لوچ ہے، ایسے ہی آپ کو عربی سے بڑی مناسبت ہے اور جیسا کہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ عربی النسل ہیں تو اس لئے بھی آپ کے عربی کے اخذ کر لینے میں اور عربی زبان میں کمال پیدا کر لینے میں کچھ دقت نہیں ہے۔

منزل آپ ہیں

بھائی! بڑی امیدوں اور توقعات کے ساتھ یہ جامعہ قائم کیا گیا، مجھے افسوس ہے کہ آج دو تین سال کے بعد میں آیا ہوں تو مجھے جو امید تھی کہ جہاں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا وہاں بڑی بڑی اگر نہیں تو دو چار عمارتیں ضرور کھڑی ہوں گی، بھٹکل والے جہاں جایئے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بعض کاروبار بالکل بھٹکلی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، کالی کٹ جایئے تو ان کے ہوٹل اور کپڑے کی دوکانیں، کولمبو جایئے تو وہاں مدراس جایئے تو وہاں، کلکتہ جایئے تو وہاں ایسی حالت

www.abulhasanalinadwi.org

میں تو ان کو واقعی جامعہ بنا دینا چاہئے تھا، میں نہیں سمجھ سکا کہ یہاں کیا رکاوٹ ہے، اس میں کیا جامعہ کے ذمہ داروں کی طرف سے کچھ سستی اور کمزوری ہے، یہ تو مجھے کہتے ہوئے ذرا تامل ہوتا ہے، اس لئے کہ منیری صاحب کی مستعدی تو میں جانتا ہوں اور ڈاکٹر صاحب بڑے مخلص آدمی ہیں، یا یہ کہ ان لوگوں کو ذوق نہیں ہے، بہر حال جو وجہ بھی ہو، لیکن مجھے افسوس ہوا کہ اس وقت تک بھی جامعہ کو جس منزل پر دیکھنا چاہتا تھا وہ منزل ابھی دور معلوم ہوتی ہے، وہ منزل دور ہو، لیکن وہ منزل آپ ہیں، اگر آپ محنت سے پڑھیں گے اور خاص طور پر عربی زبان اور عربی اور دینی علوم میں اگر آپ یہاں رہ کر پختگی پیدا کریں گے تو پھر جامعہ چاہے اس کی بڑی بڑی عمارتیں نہ بن سکیں اور وہ کوئی بڑی شہرت حاصل نہ کرے اور اس کا کوئی وسیع رقبہ نہ ہو اور جامعہ کی شان نظر نہ آتی ہو تو کچھ حرج نہیں، آپ جامعہ ہیں، اگر آپ صرف ونحو میں اچھے ہیں، آپ کی استعداد پختہ ہو رہی ہے تو گویا جامعہ کامیاب ہے اور جامعہ کا کام شروع ہو گیا۔

چھوٹے مدارس کی اہمیت

ایک بات آپ کو یہ بھی بتاتا ہوں تجربہ کی کہ اب عربی مدرسے جو ہیں بڑے بڑے، ان میں ایک بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے، وہ یہ ہے کہ اب طالبعلموں میں وہ استعداد پیدا نہیں ہوتی، بہت خامی رہتی ہے اس کی بڑی وجہ جو تجربہ کار لوگ ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے چھوٹے مدرسے سے طالب علم آتے تھے اور اچھے ہوتے تھے اس لئے کہ تھوڑی تعداد میں ہوتے تھے اور ان پر ان کے استادوں کی ساری توجہ بالکل جم جاتی تھی، وہاں انتشار نہیں ہوتا تھا جیسے شہروں میں انتشار ہے، سینما ہیں، تفریح گاہیں ہیں پروگرام ہیں اور مختلف قسم کے Varities ہیں تو وہ چیزیں وہاں نہیں ہوتی تھیں اس لئے ان کی سب توجہ پڑھنے کی طرف ہوتی تھی، اور انہیں سے طاقت ملتی تھی، خون ملتا تھا بڑے مدارس کو، یہی دیوبند کا بھی معاملہ ہے یہی ندوہ کا بھی معاملہ ہے، اب چھوٹے مدارس میں خود کمزوری آگئی ہے اور یہ چھوٹا مدرسہ نہیں ہے جامعہ ہے یعنی میں کہتا ہوں کہ جو قصبات کے

www.abulhasanalinadwi.org

مدارس ہیں ان میں اب طالب علم نکلتے نہیں ان کا جی نہیں لگتا، وہ کہتے ہیں کہ ہم کو شہر بھیجوا پنے والدین سے کہتے ہیں اور ضد کرتے ہیں کہ ندوہ بھیجو اس لئے کہ یہ فخر کی بات سمجھی جاتی ہے، بڑے بڑے مشہور لوگوں کے ساتھ ندوی لکھا جاتا ہے اور پھر وہ جو طالب علم آتے ہیں قصہ بیان کرتے ہیں وہاں کے کچھ مبالغہ کے ساتھ اور کچھ مرعوب کرنے کے لئے، ایسی عمدہ عمارتیں ہیں، اتنا بڑا کتب خانہ ہے اور بڑے بڑے لوگ وہاں آتے ہیں، اور وہاں بڑا جی لگتا ہے اور بڑی شان معلوم ہوتی ہے، وہ کچھ اپنی شان بڑھانے کے لئے کچھ شان دکھاتے ہیں، تو یہاں کے جو طالبعلم ہیں، بہت سے مدرسے ہیں سینکڑوں کی تعداد میں مدرسے ہیں، ہندوستان میں جال پھیلا ہوا ہے اب وہاں مسئلہ یہ بن گیا ہے کہ وہاں جتنے استاد اتنے طالب علم اور بعض مدرسوں کا تو معلوم ہوا ہے کہ استاد زیادہ اور طالب علم کم اور جوان سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ لڑکے یہاں رکتے ہی نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ندوہ میں کیوں نہ پڑھیں، ہم دیوبند میں کیوں نہ پڑھیں، اس لئے کہ جب واپس آئیں گے تو لوگ پوچھیں گے کہ آپ کہاں پڑھتے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ندوہ میں پڑھتے ہیں تو ایک فخر محسوس ہوتا ہے، یہ غلط ذہنیت ہے، آپ لوگ یہاں دل لگا کر پڑھئے اور اس کے بعد جب آپ کے اساتذہ مناسب سمجھیں تو آپ دیوبند، ندوہ جایئے مظاہر العلوم جایئے کسی مدرسے میں جایئے تو وہاں آپ ہی چمکیں گے۔ یہ آپ کو بتادیتا ہوں میں کہ اگر آپ یہاں اچھی طرح پڑھ کر جائیں گے دل لگا کر پڑھیں گے، صرف ونحو آپ کی اچھی ہوگی اور یہی کتابیں جو آپ کے نصاب میں ہیں، یہ پڑھ کر آپ وہاں جائیں گے تو آپ ہی آپ ہوں گے، وہاں بس، باقی جو وہاں شروع سے پڑھ رہے ہوں وہ آپ کے سامنے آپ سے آنکھیں نہیں ملا سکیں گے اس لئے کہ وہاں ساٹھ ساٹھ طالب علم کو ایک استاد لے کر بیٹھتا ہے، وہ تو پہچانتا بھی نہیں، چھ چھ مہینے گذر جاتے ہیں، اپنے شاگردوں کو پہچانتا نہیں، دیوبند میں تو اس سے زیادہ ہوتا ہے، وہ جلسہ ہوتا ہے درجہ نہیں ہوتا، میں بعض مرتبہ گذرا تو استاد صاحب تقریر کررہے تھے اور معلوم ہوتا تھا یہ ایک چھوٹا سا جلسہ تھا سیرت کا اور اس میں کوئی صاحب وعظ کہہ رہے ہیں اور باقی رہے طالب علم کچھ ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے پلہ پڑ رہا ہے یا نہیں اللہ بہتر جانتا ہے تو آپ لوگوں کے لئے پہلی بات تو یہ ہے اور سب سے زیادہ آپ کے لئے کام کی اور ضروری کہ آپ محنت کیجئے اور سمجھئے کہ یہیں آپ بنیں گے کہیں اور کوئی جگہ آپ کو بنانے والی نہیں آپ کو بنانے والی جگہ یہی ہے، استادوں کو پکڑ لیجئے اور ان سے خارج وقت میں بھی، یعنی مدرسے سے علحدہ جو اوقات ہیں ان میں بھی آپ ان سے پڑھئے ان کے گھر جایئے۔

علم حاصل کیا جانا چاہئے

اور یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ بھئی دودھ دوہا جاتا ہے، گائے دودھ دوہ کر نہیں دیتی تو استاد درخت کی طرح ہے، درخت کا پھل توڑا جاتا ہے، یہ نہیں کہ آدمی اس کے نیچے لیٹے منھ کھول کر منہ پھیلا کر اور کہے کہ ٹھیک نشانہ باندھ ناریل تو میں کہتا کہ اس سے چوٹ لگ جائے گی خدا بچائے، لیکن کھجور، کوئی ایسی ہو تو چوٹ نہیں لگے گی، ایک افیونی لیٹا ہوا تھا، کھجور کے درخت کے نیچے اور منہ کھولے ہوئے تھا کسی نے پوچھا منہ کیوں کھولے ہوئے ہے بھئی؟ اس نے کہا کہ ممکن ہے ادھر ادھر کہیں کھجور گر جائے، اور مجھے اٹھانا نہ پڑے اور اٹھ کر کے اس کو اٹھانا پڑے تو تکلیف ہوگی تو میں پہلے سے منہ کھولے ہوئے ہوں، سیدھا منہ میں گرے، کوئی اس طرح مدرسوں میں نہیں ہوتا کہ آپ منہ کھول کر کے مدرسوں میں بیٹھے رہیں، نہیں! آپ کو استادوں کو پکڑنا چاہئے مجبوراً ان سے ایسا تعلق پیدا کرنا چاہئے یا ان کے پاس جانا چاہئے ان کی خدمت کرنی چاہئے ان کی نگاہ اور ان کا دل اپنی طرف متوجہ کرنی چاہئے ایک بات تو یہ ہے، میں آپ سے کہتا ہوں، دس باتوں کی بات، پچاس باتوں کی بات یہ ہے کہ محنت سے پڑھئے اور سمجھئے یہیں سب کچھ ملے گا آپ کو کچھ ابھی سے خواب نہ دیکھئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اساتذہ سے کچھ باتیں

ندوہ کے اور کسی اور مدرسے کے اور استادوں سے بھی کہنا میرا کچھ نامناسب نہ ہوگا یہ آپ کے استاد ہیں مگر ہمارے یہاں کے طالب علم رہ چکے ہیں۔ خاص طور پر جو لوگ آپ کو عربی پڑھاتے ہیں اور دوسرے کہ ہم بھی ان کے ہم پیشہ ہیں۔ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ اور ہماری زندگی پڑھانے ہی سے شروع ہوئی۔

جو کچھ آیا پڑھانے سے آیا

اصل میں ہم مدرس تھے۔ اب لوگ کچھ اور سمجھنے لگے اور معلوم نہیں کیا کیا لکھتے ہیں مگر اصل میں تو ہم مدرس ہیں اور جو کچھ آیا پڑھانے سے آیا۔ ہماری زندگی جو کچھ بنی پڑھانے سے بنی۔ دو حروف جو کچھ آئے پڑھانے سے۔ پڑھا تو تھا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ ہم نے بہت محنت سے پڑھا تھا۔ محنت بھی کی تھی بعض بعض چیزوں پر۔ لیکن اصل میں ہم کو جو کچھ فائدہ ہوا پڑھانے سے ہوا۔ پڑھایا ہم نے معلوم نہیں کتنا، لیکن اس کے لئے پڑھا بہت۔ پڑھانے میں ہم نے بہت پڑھا اب میں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ مجھے عربی کا مقرر سمجھا جاتا ہے، واقعی میں تقریر کرتا ہوں اور عرب میں بھی کرتا ہوں۔

میری عربی تقریر پیدا ہوئی درجۂ اول میں

لیکن آپ کو شاید تعجب ہو۔ مجھے کہنا تو نہیں چاہئے کہ آدمی خود اپنی نظر میں حقیر ہو جاتا ہے۔ مگر کچھ کہنے میں حرج نہیں شاید کچھ فائدہ ہو کہ میری عربی تقریر پیدا ہوئی درجۂ اول میں۔ جب میں درجۂ اول میں کہانیاں پڑھایا کرتا تھا تو مجھے خیال ہوا کہ میں ان سے کہانی کہوں اور دوسری کہوں۔ مجھے اس کہانی کے لئے بہت آسان زبان استعمال کرنی پڑتی تھی اور بہت پھیلا کر کے کہنا پڑتا تھا۔ اس لئے کہ چھوٹی عمر کے لڑکے تھے قاعدہ ہے کہ جب بچہ کہانی کہتا ہے تو

www.abulhasanalinadwi.org

کہتا ہے "پھر یوں ہوا پھر وہ ہوا" اور بہت سی باتیں زائد کہتا ہے، جن کا کہانی سے کچھ تعلق نہیں ہوتا، اماں نے یوں کہا اور بہن نے یوں کہا اور پھر ابا نے یوں کہا" اور یوں طول دیتا ہے، یہ بچوں کی فطرت ہے، اور ہم نے بھی اس طرح سے کہانی شروع کی تو اس سے مشق ہونی شروع ہوئی، اور ہماری مشق جو شروع ہوئی وہ کہیں مصر اور شام جا کر نہیں ہوئی، کوئی یہ سمجھے کہ وہاں جب گئے تو مشق شروع ہوگئی ہماری مشق تو درجۂ اول درجۂ دوم میں ہوئی ہم نے پیغمبروں کے قصے کہنے شروع کئے اور اسی سے یہ قصص النبیین کتاب کا خیال پیدا ہوا اور وہ کتاب تیار ہوئی، شیخ چلی کے قصے ہم نے کہنے شروع کئے اب شیخ چلی کہاں عربی میں ہوتا ہے اور شیخ چلی اور چیز، اور ان کے شیخ چلی اور، وہ شیخ چلی کا قصہ کہ اس نے گائے خریدی اور کیا پھر ایک مٹکا خریدا اور اس کے بعد مارا ڈنڈا اور وہ ٹوٹ گیا اور یہ سارے قصے شیخ چلی وغیرہ کے گڑھے اور ان کو سنانے شروع کئے اور اس سے ہم کو بہت فائدہ ہوا۔

نمونہ پیش کریں

استادوں سے تو یہ کہنا ہے کہ ایک تو استعداد پیدا کیجئے، آپ کا سب سے بڑا کام اور آپ کا بہت بڑا وظیفہ یہ ہے کہ آپ اپنے طلبہ کی صرف ونحو درست کرائیں، آج سارے مدارس میں اور سارے ہندوستان میں استعداد میں کمی اور کمزوری ہے جس میں کوئی شک نہیں کہنے کی بات نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ ابھی سے ان میں دینی ذوق پیدا کریں، دینی ذوق کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کو تہجد پڑھائیں، اگر آپ پڑھائیں تو میں آپ کو روکوں گا کہ ابھی ان بچوں کو معاف کیجئے، مہربانی کیجئے، ابھی ان کے تہجد پڑھنے کا زمانہ نہیں آیا، ان کو سونا چاہئے چھ گھنٹے ان کے لئے ضروری ہے بلکہ سات آٹھ گھنٹے ان کے لئے سونا ضروری ہے۔

بچوں میں دینی ذوق پیدا کیجئے

ذوق کا مطلب یہ ہے کہ دین ان کو اچھا لگنے لگے، دین کی عزت ان کے دل میں پیدا

www.abulhasanalinadwi.org

ہو جائے، اور دین کی محبت پیدا ہو جائے، اور اہل دین ان کو بھلے لگنے لگیں، دینی شعائر جو ہیں ان کو کوئی حقارت محسوس نہ ہو بلکہ ان میں ان کی عزت اور عظمت محسوس ہو، اتنی بات اگر آپ نے کردی، انبیاء علیہم السلام کے قصے، پیغمبروں کے قصے ان کے کانوں میں پڑتے رہیں اور اولیاء اللہ کے حالات ان کے کانوں میں پڑتے رہیں تو پھر انشاء اللہ یہ چاہے کتنی مغربی تعلیم حاصل کرلیں اور چاہے یورپ اور امریکہ چلے جائیں مگر وہ محبت جوان کے دل میں بیٹھ گئی ہے وہ کبھی نکلے گی نہیں یعنی دیکھیں کہ نماز کے لئے آپ کتنا اہتمام کرتے ہیں، آپ ان سے نہ کہئے کہ نماز کا وقت ہو گیا، آپ اظہار کیجئے یعنی ان کے سامنے نمونہ ایسا لائیے کہ جب اذاں ہو جاتی ہے آپ کا کسی کام میں جی نہیں لگتا اور نماز کا اہتمام پھر آپ یہاں جتنی دیر رہے معلوم ہو، ان لوگوں کو محسوس ہو کہ آپ ہر جگہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں اور آپ کے ذہن میں ہر وقت خدا کا خیال اور فکر رہتی ہے، اس طریقے سے گفتگو میں ہر چیز میں آپ کا نمونہ ان کے سامنے ایسا آنا چاہئے کہ ان کے دل میں اگر عظمت قائم ہو گئی بیٹھ گئی دین کی تو یہ اگر الحاد کے دور سے بھی گذریں گے تو انشاء اللہ بچ جائیں گے۔

ابتدائی تربیت کا نتیجہ

ایک زمانہ میں میں نے ہندوستان کے چوٹی کے علماء ادیبوں اور مفکروں کو جو اس زمانے میں تھے، ذہن میں تھے ان کو خط لکھا کہ آپ سب لوگ یہ لکھئے کہ کس کتاب سے آپ کو زیادہ فائدہ پہنچا، چنانچہ بڑے بڑے اونچے اونچے لوگوں نے مضامین لکھے ہر طبقہ کے بہت ممتاز لوگوں نے مضامین لکھے اور اس زمانہ میں الندوۃ کا ایڈیٹر تھا، میں اور مولانا عبدالسلام صاحب قدوائی ہم لوگوں نے مضامین شائع کئے پھر اس کے بعد مولانا عمران خان صاحب نے اس کو ایک مجموعہ میں شائع کردیا، ''اہل علم کی محسن کتابیں'' (۱) کبھی خدا موقع لائے اور آپ لوگوں کو پڑھنے کا بھی

(۱) یہ کتاب اب دوبارہ ''ادارہ احیاء علم ودعوت'' لکھنؤ کی طرف سے مولانا فیصل احمد بھٹکلی ندوی کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

شوق ہو اور پڑھنے کی قابلیت ہو، پڑھے گا اس کو، بہت کام کی چیز ہے تو اس میں میاں شبیر احمد صاحب ابھی ان کا انتقال ہوا ہے پاکستان میں، پاکستان کے ترکی میں سفیر تھے، بڑے ادیب "ہمایوں" کے ایڈیٹر تھے، اور سرپرست اور پاکستان کے ادبی حلقوں میں بہت اونچا مقام تھا ان کا، ان کو بھی لکھا تو انہوں نے لکھا کہ مجھ پر بڑے بڑے شدید حملے ہوئے الحاد اور لادینیت کے اور فلسفہ کے اور بعض مرتبہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایمان کی چنگاری بجھ جائے گی اور ایمان کا شعلہ گل ہو جائے گا اور شاید ہو بھی گیا، لیکن جب مجھ پر کوئی نرغہ ہوتا تھا یا سخت حملہ ہوتا تھا تو حضرت عمرؓ کی شخصیت میرے سامنے آ کھڑی ہوتی تھی جس سے میں الفاروق کے ذریعہ سے متعارف ہوا تھا الفاروق پڑھئے، علامہ شبلیؒ کی ان کو انہوں نے اس طرح پیش کیا ہے، پس وہ میرے دل میں تصویر بن گئی اور جب مجھ پر الحاد کا اور روشن خیالی کا حملہ ہوتا تھا تو میں کہتا کہ ایسا آدمی باطل نہیں ہو سکتا ہے، جیسے حضرت عمرؓ کی شخصیت ہے، اور میں اس کی وجہ سے بچ جاتا تھا۔

بچوں کے دلوں میں کسی شخصیت کی محبت پیدا کیجئے

ایسے ہی آپ لوگ ان بچوں کے دلوں میں کسی شخصیت کی محبت پیدا کر دیجئے، میں بہت خوش ہوا کہ میں نے دیکھا کہ سیرت پر بچوں نے بڑے سلیقہ کی تقریریں کیں، اردو میں انگریزی میں، مجھے البتہ اس کی شکایت ہے اپنے عربی کے اساتذہ سے کہ عربی سے جتنا تناسب ہونا چاہئے تھا وہ کم ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے اپنا کوٹا اس میں پورا نہیں رکھا کہ یہاں جامعہ اسلامیہ میں دو یا تین انگریزی کی تقریریں تھیں تو دو تین عربی کی ہونی چاہئے تھی بلکہ زیادہ ہونی چاہئے تھی، اب معلوم نہیں کیا وجہ اس کی کہ انگریزی زیادہ آسان سمجھی جاتی ہے اور اس کے اساتذہ جلدی سے اس کی مشق کرا دیتے ہیں، یہ بات ہے یا یہ کہ جیسا کہ ہمارے پرنسپل صاحب، ہیڈ ماسٹر صاحب نے جو صاحب جلسہ کنڈکٹ کر رہے تھے جنہوں نے جیسا کہا کاٹ چھانٹ کرنی پڑی، ممکن ہے عربی کی چند تقریریں باقی ہوں، سننے کا مجھے موقعہ نہ ملا ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

عربی زبان کو مرکزی زبان بنایئے

بہر حال میں اپنے ان عزیز بھائیوں سے یہ کہتا ہوں کہ عربی زبان کو مرکزی بنایئے اور عربی زبان یہاں بہت نمایاں ہونی چاہئے، کوشش کیجئے، یہ الزام بالکل غلط ہے کہ عربی زبان مشکل ہے، آپ کے لئے تو بہت آسان ہونی چاہئے، آپ لوگ مشق کرایئے، مکالمے تقریریں، مضامین سب چیزیں عربی میں اور فائدہ یہ ہے کہ کتاب کو سمجھ لینا بالکل کافی نہیں۔

عربی زبان کی تعلیم کا اصول

فن تعلیم کے لحاظ سے کتاب کے معنی بیان کر دینا بالکل کافی نہیں اس کو اتنا پڑھنا چاہئے کہ اس کے بہت سے الفاظ یاد ہو جائیں، اور اس کو مختلف طریقوں پر ادا کرنا چاہئے، بہت سے سوال کا جواب ہو کبھی الٹ کر کبھی پھیر کر کبھی ادھر گھما کر، مثلاً ابھی میں بمبئی کے ایک مدرسہ میں گیا تو وہاں وہ پوچھ رہے تھے، سوالات جو لکھے تھے ان کے جواب جو جواب تھے وہی جواب بچے دے رہے تھے، میں نے کہا یوں نہیں بلکہ سوال بدل کر پوچھئے ان سے کچھ اور کسی شکل میں پوچھئے جس سے معلوم ہو کہ ان کے ذہن نے اخذ بھی کیا یا نہیں تو یہ خالی سوالوں کا جواب جو مقرر ہیں وہ کہہ دیں گے، یوں نہیں، مثلاً اگر یوں کہنا ہو کہ ''سچ بولنا کیسا ہے'' تو کہیں گے بہت اچھا ہے یوں نہیں بلکہ یوں بھی پوچھئے کہ ''جھوٹ بولنا کیسا ہے؟'' وہ کہیں گے ''برا ہے'' تب سمجھئے کہ انہوں نے اس بات کو سمجھا کہ سچ بولنا اچھا ہے یا سب سے بڑی نیکی کی بات کیا ہے، یا جھوٹا آدمی کیسے ہوتا ہے، میں مثال دیتا ہوں اس طرح بدل بدل کر جس سے معلوم ہو کہ وہ سمجھ بھی رہے ہیں یا نہیں یا صرف رٹ لیا ہے۔

فارغ التحصیل کا لفظ بہت غلط ہے

اور باقی ایک بات اور بھی کہوں گا اور سمجھتا ہوں کہ کچھ بے جا نہیں کہ کبھی بھی استادوں کو نہیں سمجھنا چاہئے کہ اب وہ فارغ ہیں، دیکھئے فارغ التحصیل کا لفظ بہت غلط ہے، ہمارے مولانا

www.abulhasanalinadwi.org

حبیب الرحمان خان صاحب شروانی نواب صدر یار جنگ بہادر بہت اعتراض کرتے تھے کہ فارغ التحصیل کیا مطلب؟ یعنی بس تحصیل سے فارغ ہوگئے، بالکل خالی ہوگئے، عربی میں فارغ کے معنی خالی کے ہیں، نہیں اب تحصیل شروع ہوئی ہے جو کسی مدرسہ سے پڑھ کر نکلا، اس کو سمجھنا چاہیے کہ اب اس کا کام شروع ہوا ہے اب اسی وقت وہ پڑھنے کے قابل ہوا ہے کچھ سمجھنے کے قابل ہوا، کچھ ذوق، وہ تو ایک چکر تھا نصاب کا اور وہ ایسا ایک چکر تھا کہ اس میں کچھ اور پڑھنے کی نوبت نہیں آتی تھی، اب جا کر کچھ ذوق پیدا ہوا، شد بد پیدا ہوئی، اب پڑھنا چاہیے آپ لوگوں کو مطالعہ اپنا جاری رکھنا چاہیے۔

چھٹیوں میں کسی کے ساتھ وقت گذاریئے

اور میں یہ بھی کہوں گا یہ بات تو ذرا الگ کہنے کی تھی، معلوم نہیں کہ موقعہ ملے نہ ملے کہ چھٹیوں میں کبھی کسی کے ساتھ وقت گذاریئے، کسی وسیع ماحول میں، جہاں کتب خانہ ہو، جہاں کتابیں ہوں، نئی نئی چیزیں آتی ہوں، مہنیہ دو مہینہ کے لئے کہیں کسی کے پاس چلے جائے اور رہیے تو اس سے انشاء اللہ جامعہ کو باہر سے کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہوگی، آپ ہی لوگ اخیر تک کام دیں گے، یہی چند باتیں میں نے جلدی میں کہی ہیں باقی بھئی! کرنے سے ہوگا، کہنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا، اگر ہم روزانہ درس دیں جب بھی کچھ فائدہ نہیں۔

اسی مدرسے کو سب کچھ سمجھیں

ایک بات طالب علموں کو کہی کہ اسی مدرسہ کو سب کچھ سمجھ کر اور اس کو بہت بڑی درس گاہ سمجھ کر اور جامعہ واقعی صحیح معنی میں بہت بڑا ہے اس کو آپ کافی سمجھیں اور کہیں کسی اور طرف خیال نہ کریں اور یہیں محنت کریں اور اپنی استعداد بنائیں۔

اصل چیز ہے دین کی عظمت

اور اساتذہ سے میں نے کہا کہ نمونہ اور دین کی عزت و عظمت ان کے اندر بٹھادیجئے

www.abulhasanalinadwi.org

بس سب کام ہوگیا یہ کنجی ہے اگر نماز روزہ بھی ہے اور تہجد بھی ہے اور دین کی عظمت نہیں کوئی فائدہ نہیں، کسی وقت بھی آدمی چھوڑ دیگا اگر نماز روزہ نہیں دین کی عظمت ہے تو انشاء اللہ نماز روزہ بھی پیدا ہو جائے گا، اصل چیز ہے دین کی عظمت یہ سمجھیں کہ دین کیا چیز ہے، دین والے کیسے ہوتے ہیں، تو انشاء اللہ پھر یہ محفوظ رہیں گے، ان کا ایمان محفوظ رہے گا، اتنا ہی کام آپ نے کردیا تو آپ پورے طور پر کامیاب ہیں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين .

☆☆☆

از:..... تحفۂ بھٹکل

www.abulhasanalinadwi.org

ملک کی نجات☆

بعد حمد وصلوۃ!

حقیقی طالب علم کی پہچان

جناب پرنسپل صاحب! اساتذہ کرام، معزز مہمانان اور برادران عزیز! مجھے آپ کے اس مدرسہ میں آکر بہت خوشی ہوئی، میں خود ایک طالب علم ہوں، طالب علم رہا ہوں، اور طالب رہنا چاہتا ہوں، اور مجھے اسی میں خوشی اور فخر محسوس ہوتا ہے، طالب علمی کسی زمانہ، کسی عمر اور کسی دور کے ساتھ مخصوص نہیں، حقیقی طالب علم وہ ہے جو ہمیشہ طالب علم رہے جس کو علم کی چاہت اور علم کی چاٹ لگ گئی ہو اور جس طرح چیونٹی شکر کے لئے جدوجہد کرتی ہے اور جہاں شکر کا کوئی دانہ مل جاتا ہے وہ اس کو اپنی سب سے بڑی دولت سمجھتی ہے اسی طرح صحیح طالب علم وہ ہے جس کو علم کی چاٹ ہو، اور وہ جہاں کہیں بھی اس کو علم ملتا ہو وہ اس کی قدر کرے بلکہ جہاں علم کی شکل اور جہاں بھی علم کا ماحول نظر آتا ہو، جہاں سے علم کی خوشبو آتی ہو، تو اس کی اندرونی طاقتیں بیدار ہو جائیں اور وہ محسوس کرے کہ اس سے اس کی بھوک مٹ گئی اور پیاس بجھ گئی، اس لئے ایک طالب علم کی حیثیت سے، مجھے اس مدرسہ میں آکر بڑی خوشی ہوئی، مجھے اپنا وہ طالب علمی کا زمانہ یاد آگیا جس کو زمانہ میں عام طور پر طالب علمی کہا جاتا ہے یوں تو ہر پڑھا لکھا آدمی طالب علم ہے اور طالب علم ہونا چاہئے لیکن ایک ماحول اور ایک خاص زمانہ میں طالب علم کی خاص اصطلاح ہے مجھے یہاں آکر اس زمانے کی یاد تازہ ہوگئی اور ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس زمانے کے جھونکوں

☆ تقریر بمقام انجمن حامی مسلمین بھٹکل، ۱۹۸۷ء

www.abulhasanalinadwi.org

میں سے کوئی گیا ہوا جھونکا واپس آگیا ہے اور اس نے مجھے تر و تازہ کر دیا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دل کے داغ ہرے کر دئے مجھے یہاں آکر خوشی ہونی بالکل قدرتی ہے، اور اس خوشی میں میرے تمام رفیق سفر شریک ہیں۔

نیت اگر اچھی ہے تو خدا رہبری فرماتا ہے

مجھے آپ سے کیا کہنا چاہئے، وقت تھوڑا، باتیں بہت، پھر پہلی مرتبہ میں آپ کے سامنے کچھ کہنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں، اور کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے کہ میں اس کے بعد پھر حاضر ہو سکوں گا، پھر آپ کو، اپنے عزیز طلبہ اور اپنے چھوٹے بھائیوں کو خطاب کر سکوں گا، جب مجھے اس کا خیال آتا ہے اس صورت حال کی نزاکت کا خیال آتا ہے اور اس کے قیمتی ہونے کا تصور آتا ہے کہ مجھے ایک موقع ملا ہے آپ سے کچھ بات کہنے کا تو ذمہ داری کا احساس میرے اندر پیدا ہو جاتا ہے اور میں ایک مشکل میں پڑ جاتا ہوں کہ آپ سے کیا کہوں کیا نہ کہوں لیکن خدا مدد فرماتا ہے، آدمی کی جب نیت اچھی ہو، آنے والے کی نیت اور بلانے والوں کی بھی نیت اگر اچھی ہوئی تو خدا رہبری فرماتا ہے اور اچھی اور سچی بات ذہن میں پیدا کرتا ہے، میں کئی مرتبہ ایسی تعلیمی درسگاہوں میں جا چکا ہوں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں اب تو اس زمانہ میں تعلیم کا دستور بہت عام ہے کسی چھوٹے چھوٹے قصبہ میں گاؤں میں جائیے وہاں کوئی نہ کوئی مدرسہ کوئی نہ کوئی اسکول ملتا ہے لوگ اپنی محبت اور اپنے حسن ظن کی بنا پر لے جاتے ہیں اور یہ خواہش کرتے ہیں کہ چھوٹے طلبہ اور بڑے طلبہ سے کچھ کہا جائے تو مجھے ہندوستان کے سفر میں بار بار ایسی تعلیم گاہوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور کچھ کہنے سننے کا بھی اتفاق ہوا ہے میں نے ان کے سامنے ایک ہی بات کہی ہے اور اکثر ایک بات کہتا رہا ہوں، نئے نئے مقامات کی سفر کی خوبی یہ ہے کہ آدمی جہاں کہیں ایک بات کہتا ہے دوسری جگہ جا کر اگر وہی بات کہے تو اس کی چوری پکڑی نہیں جاتی میں نے جو بات کہی اس کا میں آپ کے سامنے خود ہی اقرار کرتا ہوں کہ میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں لیکن

www.abulhasanalinadwi.org

اگر میں یہ خود ہی نہ کہتا اور اپنا یہ راز خود ہی فاش نہ کرتا تو آپ کو پتہ بھی نہ چلتا اور میرا دل یہ کہتا تھا کہ آپ سے یہ نہ کہوں اس لئے کہ اس میں جو نیا پن ہے جدت ہے انوکھا پن ہے وہ باقی رہتا لیکن میرے اسلامی ضمیر نے مجھ سے یہ کہا کہ ان باتوں میں کیا رکھا ہے کہ بات ہر جگہ نئی کہی جائے۔

قرآن مجید سے بڑھ کر سچا کلام کس کا ہو سکتا ہے جو کتنے بار پڑھا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا شاید کوئی بھی انکار نہ کر سکے اس لئے یہ ایک علمی حقیقت ہے کہ کوئی کتاب دنیا کی اتنی بار نہ پڑھی گئی ہوگی نہ پڑھی جاتی ہوگی جتنا کہ قرآن شریف، گھر گھر موجود ہے غریب سے غریب مسلمان گرا پڑا مسلمان ہے بے پڑھا لکھا مسلمان جس کو دستخط بھی نہیں آتا اپنا نام بھی لکھ نہیں سکتا، اس کے گھر جائیے تو قرآن شریف انشاءاللہ آپ کو ملے گا ایک نہیں بلکہ اس کی کئی کئی جلدیں کئی کئی نسخے ملیں گے لیکن قرآن مجید کی جدت قرآن مجید کی عظمت برابر باقی ہے جتنے بار پڑھیے نیا لطف نیا مزہ اور نئی طاقت ملتی ہے۔

اہل بھٹکل اور اردو زبان

میں جو بات آپ سے کہنے جارہا ہوں وہ میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اور نہیں کہہ سکتا کہ اس کے بعد بھی کتنی مرتبہ کہوں گا اس پر کوئی کوٹا نہیں اس پر کسی قسم کا کنٹرول نہیں ہے کہ ایک بات ایک جگہ کہی جائے دوسری جگہ نہ کہی جائے لیکن بات واقعی سوچنے کی ہے اور وہ بات میری پیدا کی ہوئی اور ایجاد کی ہوئی نہیں ہے مجھ سے پہلے کسی اللہ کے بندے نے لکھی ہے بلکہ ممکن ہے آپ نے کسی کتاب میں پہلے ہی پڑھی ہو مگر وقت وقت کی بات ہوتی ہے ایک ہی بات کو کتنی ہی پرانی ہو جائے ایک خاص موقع پر کہئے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے بلکہ نئی معلوم ہوتی ہے۔

اب سنئے میں آپ سے کیا کہنے والا ہوں یہ تو مجھے بھروسہ ہے کہ آپ لوگ اردو خوب سمجھتے ہیں اور میں نے اس اسکول میں آکر خاص طور پر یہ بات دیکھی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے دیش میں جاکر اپنے ریاست میں اپنے صوبہ میں جو نامی گرامی صوبہ ہے لیکن جتنا نامی گرامی ہے اتنے ہی وہاں کی مشکلیں بھی بڑھی ہوئی ہیں یوپی کا صوبہ جس کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ اردو اگر دلی میں پیدا ہوئی تو وہاں پروان چڑھی اور وہاں پھلی پھولی اور وہاں سے ترقی کی اور وہاں پر سنواری گئی بنائی گئی وہاں آپ کسی بھی اسکول میں چلے جایئے وہاں اردو میڈیم نہیں ہوگی، وہاں اردو میں کوئی چیز نہیں پڑھائی جارہی ہوگی بلکہ اردو کے لئے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے کہ اردو قائم رہے مسلمان طلبہ یا جن کی مادری زبان اردو ہے، بہت سے پنجابی ہیں بہت سے اور غیر مسلم ہیں جن کی زبان اردو ہی چلی آرہی ہے گھر میں بھی اردو بولتے ہیں وہاں ان کو اردو پڑھانے کا انتظام ہو بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ بہت مشکل کام ہے، (یہاں آکر بڑی خوشی ہوئی کہ یہاں پر اردو ذریعہ تعلیم بھی ہے اور بہت سے درجوں میں اردو ایک لازمی مضمون بھی ہے) اور بھٹکل والوں کو تو میں نے ہر جگہ دیکھا ہے اور میں نے کہیں اس کا اظہار بھی کیا ہوگا جہاں کہیں میں نے دیکھا جہاں بھٹکل کے لوگ ہیں وہاں اردو ہے میں منگلور پہنچا مسلم مجلس مشاورت کے دورے میں اتفاق سے شاید یہی مہینہ تھا یا نومبر کے شروع کا تھا ایک سال ہو رہا ہے کہ ہم لوگ پہنچے تھکے ہارے ہمارے دورے کے پروگرام بنانے والوں نے کچھ ایسا ہم لوگوں کو مضبوط سپاہی سمجھا تھا کہ انہیں جیسے پریڈ کرائی جاتی ہے صبح لفٹ رائٹ چلو، ہمارا یہ سفر بس سے تھا اس میں ڈاکٹر سید محمود جیسے بوڑھے بھی تھے جن کی عمر اسی سے اوپر ہوگی اور مجھ جیسا بیمار آدمی بھی لیکن سو سو میل چلتے تھے، ڈیڑھ ڈیڑھ سو میل چلتے تھے دوپہر کھانے وانے کا کہیں ذکر ہی نہیں اور اس کے بعد کہیں پہنچتے تھے تو حکم ہوتا تھا کہ سیدھے چلئے چنانچہ منگلور ہم لوگ پہنچے رات کے دس بجے ہو نگے ،دن بھر کے چلے ہوئے تھکے ہارے، معلوم ہوا کہ ٹاون ہال میں جلسہ تیار ہے چلئے اب لوگوں کو انتظار ہے اب وہاں گئے تو ہم نے کہا یہاں ہمارے تقریر کی کیا ضرورت میں اردو کے سوا تقریر نہیں کرسکتا، انگریزی میں مجھے بولنے کی مشق نہیں، تقریر نہیں کرسکتا، تو میں نے کہا یہاں کس زبان میں تقریر کی جائے، انہوں نے کہا یہاں اردو میں تقریر کی جائے گی خاص تقریر اردو ہی میں

www.abulhasanalinadwi.org

ہوگی، کیوں؟ کہنے لگے کہ مہمان بھٹکل کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور وہ سب اردو سمجھتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جہاں بھٹکل کے لوگ ہیں وہاں اردو، اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ میری بات سمجھیں گے۔(۱)

ایک نصیحت آمیز قصہ

اب میں آپ کو قصہ سناتا ہوں جو بات مجھے کہنی ہے اور جو میں نے کئی جگہ کہی ہے وہی آپ کو سناتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ طلبہ کی ایک پارٹی پکنک کے لئے نکلی، وہاں دریا بہتا تھا جیسے آپ کے قریب بہت سے دریا ہیں وہاں ان کو دریا کو پار کرنا تھا یا دریا کی سیر کرنی تھی تو انہوں نے ایک پارٹی بنائی اور اس کے بعد روانہ ہوئے تو انہوں نے ایک کشتی طے کی، ملاح سے یہ کہا کہ ہم کو پار اتار دو اور دریا کی سیر بھی کراؤ، کچھ بوٹنگ ہو کچھ تفریح ہو چنانچہ بیٹھے، اب آپ جانتے ہیں کہ طالب علم سے چپ کہاں رہا جاتا ہے، آپس میں تو باتیں کیا کرتے تھے بیچارہ جو ملاح تھا، اس کی اوقات کیا، بیچارہ دس بیس روپے کما لینے والا ایک لنگوٹی باندھے ہوئے آدھے بدن سے ننگا، بے پڑھا لکھا آدمی صورت شکل میں بیچارہ ایسا ہی دور سے دیکھے تو معلوم ہو جائے کہ یہ ملاح ہے اب اس سے انہوں نے تفریح کرنی شروع کی، تفریح کیا کریں، تو ان میں سے ایک طالب علم نے اس ملاح سے کہا، میاں ملاح تمہارا نام کیا ہے، اس نے نام بتایا انہوں نے کہا کہ کچھ تم پڑھے لکھے بھی ہو، کچھ تمہاری تعلیم بھی ہے، کہا کہ نہیں حضور میں کیا پڑھا لکھا، نہ میرے باپ پڑھے لکھے، نہ میرے دادا پڑھے لکھے، نہ میرے بھائی پڑھے لکھے، ہمارے خاندان میں پڑھنے لکھنے کا رواج ہی

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: بارہ دن ریاست میسور میں، از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ، ناشر: طلبۂ بھٹکل دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہم تو شروع سے اس کام میں لگا دئے جاتے ہیں، بس ہم ہیں اور یہ ٹوٹی ہوئی یہ کشتی ہے اور یہ پتوار ہے بس ہم تو یہی جانتے ہیں یہی ہماری دنیا ہے، اس طالب علم نے پوچھا کہ اچھا! تم نے جغرافیہ تو پڑھی ہوگی، بغیر جغرافیہ کے تم کو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ ندی کہاں سے آتی ہے، کہاں سے نکلتی ہے، کہاں جاتی ہے اور اس ندی کے اس پار کیا ہے اس پار کیا ہے، اس نے کہا کہ حضور میں نے نام بھی نہیں سنا میں تو دہرا بھی نہیں سکتا کیا کہا یہ آدمی کا نام تھا یا جانور کا نام ہے یا گاؤں کا نام ہے، جغرافیہ یہ کسی گاؤں کا نام ہے یا کسی جانور کا نام، کسی چیز کا نام، کسی چڑیا کا نام ہے، وہ ہنسے اور کہنے لگے تو واقعی کچھ بھی پڑھا ہوا نہیں، اچھا جیومیٹری تو جانتا ہوگا اس لئے کہ جیومیٹری کے بغیر تو ناؤ چلانا ہے مشکل، اس ملاح نے پھر کہا کہ یہ کسی آدمی کا نام ہے میں کچھ نہیں سمجھا اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہسٹری تو تم نے پڑھی ہوگی آخر تو تم کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ گاؤں کس نے بسایا تھا یہاں کون لوگ رہتے تھے اور تو کس کا بیٹا کس کا پوتا ہے تیرے بزرگوں میں جو تیرے مورث تھے اس میں کوئی بادشاہ گذرا ہے کوئی راجہ گذرا ہے اس بیچارے نے پھر ہاتھ جوڑ کر کے معافی مانگی اور کہا نہیں سرکار، میں تو کچھ نہیں جانتا میں نے یہ نام سنے ہی نہیں آج پہلی مرتبہ یہ نام سن رہا ہوں، خیر وہ دیر تک وہ طبع آزمائی کرتے رہے اور بیچارے سے تفریح کرتے رہے کسی نے کچھ پوچھا کسی نے کچھ پوچھا کسی نے کوئی سوال کیا، آخر میں وہ لوگ بڑے زور سے ہنسے اور کہنے لگے چلو جاؤ بھائی اچھا یہ تو بتاؤ کہ تیری عمر کیا ہے اس نے کہا کہ میری عمر تیس برس کی ہے انہوں نے کہا کہ جاؤ تم نے اپنی آدھی عمر کھودی، یعنی پندرہ سال کی عمر سے پڑھنا شروع کیا ہوتا تب بھی بہت کچھ پڑھ لیا ہوتا تو نے آدھی عمر اپنی کھودی، خیر وہ ملاح بیچارہ خاموش ہوگیا، غریب آدمی، جہالت اور غربت دونوں جمع ہو جائے تو کیسے کوئی بات کر سکتا ہے ہمت ہی نہیں ہوتی غریب ہو لیکن پڑھا لکھا ہو تو خوب باتیں کرتا ہے اور امیر ہو اور جاہل جب بھی بولنے کا حق سمجھتا ہے، ایسے لوگ بھی آپ کو نظر آتے ہونگے کہ پڑھے لکھے کچھ نہیں مگر پیسے والے بہت، وہ بھی خوب بولتے ہیں، اب یہ بیچارہ غریب بھی اور بے پڑھا بھی جیسے کریلا اور نیم چڑھا، سنا ہے آپ نے؟ یعنی ایک تو کریلا خود ہی

www.abulhasanalinadwi.org

کڑوا ہوتا ہے اور جب نیم پر وہ پلا ہو تو پھر اس کی کڑواہٹ کا کچھ پوچھنا ہی نہیں دوآتشہ، تو وہ بیچارہ چپ ہو گیا اس نے کہا خیر اللہ مالک ہے، اب تھوڑی دیر کے بعد کہیں سے طوفان آ گیا اس دریا میں، اب کشتی ہچکولے لینے لگی ڈگمگانے لگی، یہ ڈوبی وہ ڈوبی ڈانواں ڈول ہونے لگی کبھی ادھر کبھی ادھر، معلوم ہوتا ہے اب پانی بھرا اب پانی بھرا، تھوڑی دیر تو وہ چپ رہا اس کے بعد اس نے ان سب صاحبزادوں سے کہا جن میں سے کسی کی عمر پندرہ سال کسی کی عمر اٹھارہ سال، ملاح نے کہا کہ سرکار کچھ پیرنا بھی سیکھا ہے، انہوں نے کہا کہ پیرنا تو نہیں سیکھا، اس نے کہا جائیے آپ نے پوری عمر ڈبو دی، انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ آپ نے آدھی عمر کھوئی، سوچ سمجھ کر کہا تھا پڑھے لکھے لوگ تھے نا؟ کھونا کہتے ہیں جو ضائع ہو جائے اس کو کھونا کہتے ہیں اور دریا میں جو چیز جائے اس کو ڈبونا کہتے ہیں، انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ تو نے اپنی آدھی عمر کھوئی ملاح نے سچی بات کہی اس نے کہا کہ حضور صاحبزادو! اگر یہ کشتی ڈوبی تو جغرافیہ بھی ڈوب جائے گا اور ہسٹری بھی ڈوب جائے گی اور جیومیٹری بھی ڈوب جائے گی، اور ڈوبنے میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کوئی مثلث بنا کر ڈوب رہا ہے یا کونسی شکل بنا کر کے ڈوب رہا ہے۔

مولانا تھانویؒ اور ایک عالم دین

اسی طرح اور ایک قصہ میں آپ کو سنا دوں آپ کی دلچسپی کے لئے۔ آپ نے شاید نام سنا ہو، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑے بزرگ تھے، اور باتیں بھی بڑی دلچسپ کرتے تھے اور ایسی تقریر کرتے تھے کہ منہ سے پھول جھڑتے تھے، وہ ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے فرمایا کہ میرے ساتھ ایک صاحب تھے وہ بہت اقلیدس پڑھے ہوئے تھے (جومیٹری) وہ بات بات میں (مولویوں میں کمزوری ہوتی ہے خدا معاف کرے) ہر جگہ اپنے علم کا اظہار کرتے ہیں اور پڑھے لکھوں میں بھی ہوتی ہے میں تو اپنے طبقہ سے زیادہ واقف ہوں تو کہنے لگے بارش کا زمانہ تھا کیچڑ بہت تھی، ہم دونوں جا رہے تھے وہ مولوی صاحب ہم سے بولے

www.abulhasanalinadwi.org

میاں اشرف علی، مولوی اشرف علی، اے بھائی، جو تم قدم اٹھارہے ہو چل رہے ہو ذرا اقلیدس کا خیال رکھنا کونسی شکل بناتے ہوئے چل رہے ہو انہوں نے کہا بھئی چلنے میں اس کا خیال کوئی کیسے رکھے، تھوڑی دیر میں وہ مولوی جنہوں نے پوچھا تھا وہ پھسل کر گرے چاروں خانے چت، تو مولانا اشرف علی صاحب نے کہا اب بتلایئے اب کونسی شکل بنی۔

یہ دریا ہے، یہاں پیراکی چاہئے

اس ملاح نے کہا کہ آپ جو ڈوبیں گے تو کونسی شکل بنے گی آپ تو سیدھے جائیں گے بالکل تیر کی طرح تو اس ملاح نے جو اگرچہ پڑھا لکھا نہیں تھا مگر اللہ نے اسے سمجھ دی تھی اس نے کہا میاں ایک وقت ایسا ہے سوائے تیرنے کے یہاں کچھ کام نہیں آتا، یہ دریا ہے دریا! یہاں پیراکی کام آئے گی، یہاں یہ پڑھا لکھا ہونا اور شاعری اور ادب اور لیٹریچر اور ہسٹری اور تاریخ یہ چیزیں کام نہیں آئیں گی دریا میں سوار ہو تو پہلے پیرنا سیکھئے پھر دریا میں سوار ہو دریا کو بحثوں میں اور دلیلوں میں نہیں پھنسایا جاسکتا جب طوفان آتا ہے تو کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ کس قاعدے سے اور کس جانب اور کس راستے سے آیا جب موجیں منہ پھاڑ کر کھڑی ہوتی ہیں منہ پھاڑ کر نگل لینے کے لئے وہ کچھ نہیں سنتیں اور وہ عالم و جاہل دونوں کو بس نگل لیتی ہیں تو اس ملاح نے سیدھی بات کہی، غریب نے، مگر بات بڑی حکمت کی کہی اس نے کہا یہ دریا ہے دریا، یہاں پیراکی چاہئے یہاں پڑھا لکھا ہونا کافی نہیں۔

صحیح علم پیغمبروں کا علم ہے

بس دوستو! ہماری یہ زندگی بھی ایک دریا ہے اور یہاں پڑھنا لکھنا سب سر آنکھوں پر، اسی لئے مدرسے قائم ہیں بھلا مدرسے میں کھڑے ہو کر اسکول میں کھڑے ہو کر میں کیسے کہوں لیکن پیراکی ضروری ہے، پیراکی کیا ہے، یعنی اس دریا کو پار کرنے کے لئے جو موٹے موٹے

www.abulhasanalinadwi.org

اصول ہیں جو طریقے ہیں جتنا علم ضروری ہے وہ حاصل کیا جائے اور وہ علم خدا کے پیغمبر لے کر آئے، وہ یہ سب بتاتے ہیں کہ دریا کو کس طرح پار کیا جائے اور باقی وہ سب دریا میں سکھاتے ہیں، کوئی سیپوں سے کھلا رہا ہے کوئی دریا کی موجیں گنوار ہا کوئی دریا کا پاٹ بنوار ہا ہے کوئی دریا کی گہرائی کی پیمائش کروا رہا ہے غرض سب دریا میں رہ جاتے ہیں ایک پیغمبر ہیں جو زندگی کی کشتی کو پار لگاتے ہیں بس میرے عزیزو تم پڑھتے ہو تمہارے تمام مضامین ضروری نہایت ضروری ہیں، میں بھی ایک مدرسہ کا کارکن اور ذمہ دار ہوں اور میں استادوں اور پرنسپل صاحب کی موجودگی میں کیسے کسی علم کی تحقیر کروں اور میں تحقیر کرتا بھی نہیں میں دل سے اس کی عزت کرتا ہوں ان مضامین اور ان علوم کی، مگر سب سے ضروری یہ ہے کہ یہ جانو کہ تم کو کس نے پیدا کیا کس کام کے لئے پیدا کیا کس کام کے لئے تم کو دنیا میں بھیجا ہے تمہیں کیسا ہونا چاہئے کیسا رہنا چاہئے کیا قانون ہے اس کا کیا اس کو پسند ہے کیا ناپسند ہے کیا حلال ہے کیا حرام کیا اچھا ہے کیا برا ہے، جس کے کرنے سے مرنے کے بعد زندگی بہت خراب ملے گی بہت سزا بھگتنی پڑے گی بہت دکھ سہنا پڑے گا اور وہ کیا چیز ہے جس پر عمل کرنے کے بعد زندگی سراسر سکھ ہی سکھ ہے، اور پھر خدا کی خوشنودی ہے خدا کا دیدار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہے اور انعام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شاباشی ہے یہ بتانے کے لئے خدا کے پیغمبر آئے ہیں، یہ اسکول یہ کالج یہ یونیورسٹیاں بہت ٹھیک، ہم بھی اس کو بہت ضروری سمجھتے ہیں جہاں جہاں جاتے ہیں، مسلمانوں کو یہ بھی شوق دلاتے ہیں کہ وہ ایسے اسکول اور کالج قائم کریں، اور جہاں ایسے ادارے ہوتے ہیں ہم ان کی بڑی ہمت افزائی کرتے ہیں، ہم بہت ان کو پسند کرتے ہیں، لیکن اپنی یہ بات ضرور ہی کہیں گے کہ سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ تم صحیح علم حاصل کرو پیغمبروں کا لایا ہوا کہ تم دنیا میں کس کام کے لئے آئے ہو اگر تم نے یہ بھی نہیں سیکھا تو پھر جیسے اس ملاح نے غریب نے کہا تھا، تو جغرافیہ اور تاریخ کس دن کام آئے گی، ڈوبنے والے کی کچھ نہ کام آئے گی، بلکہ وہ جغرافیہ کو لے کر ڈوبے گا، میں تو ڈوبا ہوں جغرافیہ بھی ڈوب جائے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

قومیں اپنے علوم وفنون کے ساتھ ڈوبتی ہیں

چنانچہ جو قومیں ڈوبی ہیں اپنی تمام علوم وفنون اور اپنی تمام ترقیوں کے ساتھ ڈوبی ہیں، اور آج خدا کے فضل وکرم سے یورپ جو ڈوب رہا ہے وہ بھی اپنی تمام ترقیوں کو لے کر ڈوب رہا ہے، اور جب یہ ڈوبے گا تو پھر ہمالیہ پہاڑ جیسے علم وفن اور اٹیمک انرجی اور یہ بڑی بڑی ایجادیں انکشافات Discoverses اور یہ بڑے بڑے نظریے اور یہ اکتشافات سب کے سب اس کے ساتھ ڈوب جائیں گے، رومی قوم اپنی تمام ترقیوں کے باوجود ڈوبی گئیں یونانی اپنی تمام ترقیوں کو لیکر ڈوبے اور ہمارا ملک ہندوستان کئی بار ڈوب کر کے نکلا ہے اب خدا اس کو ڈوبنے سے بچائے۔

سرے کی بات

تو بھائیو جو اصل چیز اور جوہر ہے وہ یہ ہے کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم کون ہو تمہاری پوزیشن اس دنیا میں کیا ہے تم کیا کھانے کمانے کے لئے آئے ہو؟ بیل کی طرح گدھے کی طرح اور حشرات الارض چیونٹی اور مکھی کی طرح پیٹ بھرنے کی خاطر پیدا کئے گئے ہو، اپنی نسل آگے بڑھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ تمہاری زندگی کا کوئی مقصد نہ تمہاری زندگی کا کوئی قاعدہ قانون، بیل کی طرح جس کھیت میں چاہا منھ ماردیا جہاں چاہا چر لئے شتر بے مہار جیسی زندگی ہے؟ یا واقعی تم کسی کام کے لئے پیدا ہوئے ہو، کسی کام کے لئے بھیجے گئے ہو پھر تم کو کہیں جانا ہے ،حساب دینا ہے۔

یہ دین کیسے زندہ ہے

ہندو ہو یا مسلمان عیسائی ہو یا پارسی سب کو یہ بات معلوم کرنا چاہئے اور مسلمانوں کو اس لئے اور زیادہ معلوم کرنا چاہئے کہ ان کا تو معاملہ ابھی تازہ تازہ ہے تھوڑے دن کی بات ہے کہ ان

www.abulhasanalinadwi.org

میں خدا نے ایک پیغمبر بھیجا اور ایک کتاب دی وہ کتاب تازہ ہے اس کا ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ محفوظ ہے وہ دین زندہ ہے اذانیں اس کی شہادت دیتی ہیں مسجدیں اس کا اعلان کرتی ہیں اور قال اللہ وقال الرسول اور یہ قرآن شریف چھوٹے سے بچے نے پڑھا ہے دیکھو کہ یہ دین کیسے زندہ ہے، کہاں یہ نازل ہوا تھا کہاں یہ پڑھا گیا کس عمر کے بچے نے اس قرآن مجید کی تلاوت کی یہ دنیا کی کس قوم میں ہے کسی عیسائی سے کہہ دیجئے کہ ذرا پڑھ کر سنا دے اس کو پتا نہیں کہ کتنی انجیلیں ہیں اور کہاں اور کیا ہیں اور قرآں شریف ہمارا مسلمان بچہ شروع سے قرآن پڑھتا ہے یہ دین زندہ ہے اور تازہ اور ابھی تھوڑے دن کی بات ہے تم کو بالکل نہیں بھولنا چاہئے کہ تم دنیا میں کس کام کے لئے آئے ہو۔

جان جائے مگر ایمان نہ جائے

تمہاری اخلاقیات کا ایک نظام ہے، تمہارے لئے حلال وحرام تمہارے لئے کفر وایمان کا فرق ہے، تمہاری چاہے جان پر بن جائے مگر رشوت نہیں لینا ہے جھوٹ نہیں بولنا ہے تمہیں اپنے ملک کے ساتھ بے وفائی نہیں کرنی ہے تم کو پیسے کی خاطر اپنا ضمیر نہیں بیچنا ہے یہ تمہارا امتیاز ہونا چاہئے جان چلی جائے لیکن ایمان نہ جائے یہ ہمارا اور تمہارا امتیاز تھا کہ جان جائے مگر ایمان نہ جائے اور اگر اب بھی تمہارے اندر یہ صفت ہوگی تو آج بھی تمہاری اس ملک میں قدر ہے، اور تمہیں بڑے بڑے عہدے اور بڑی بڑی ذمہ داریاں دی جائیں گی۔

ملت کی تعمیر اخلاق پر ہوئی ہے

یہ سیاسی جھگڑے تو چھوڑئے سیاسی پارٹیوں کے لئے اصل بنیاد اور اصل تعمیر قوم وملت کی ہے اور وہ اخلاق اور کردار پر ہوتی ہے، وہ صفات اور کیریکٹر پر ہوتی ہے اگر کیرکٹر نہیں، آج ہمارے ہندوستانیوں کا کیرکٹر بہت کمزور ہو گیا ہے، آج ہم بھی بالکل Upportunist بن کر رہ گئے بالکل ابن الوقت بس جہاں سے چار پیسے ملتے ہیں وہ کام کرنا چاہئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پیسہ مقصد زندگی بن گیا ہے

آج بڑا روگ یہ ہے کہ ہر شخص پیسے کمانا چاہتا ہے ایک ہی مقصد ہے زندگی کا اور وہ ہے پیسہ کمانا، جہاں سے ملیں، ملک کے اتنے بڑے بڑے پروجکٹ ہیں سارے خراب ہو رہے ہیں اس لئے کہ لوٹ مچی ہوئی ہے جتنا سیمنٹ دینا چاہئے نہیں دیا جاتا ہے جتنی اچھی مضبوط عمارت بنی چاہئے پل بننا چاہئے باندھ بننا چاہئے وہ نہیں بنائے جاتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچتا ہے ملک کو، ہر محکمہ میں رشوت، ہر محکمہ میں کرپشن، ہر محکمہ میں بے ایمانی، ہر محکمہ میں کام چوری کا دور دورہ ہے جہاں ایک گھنٹے کا کام ایک دن میں اور ایک دن کا کام چار دن میں اور آٹھ دن کا کام مہینے بھر میں ہوتا ہے، ریلیں لیٹ ہو رہی ہیں ملک کے لوگوں کا وقت ضائع ہو رہا ہے، ابھی ہم لکھنو سے دہلی آرہے تھے، ریل گاڑی دو گھنٹے بلا وجہ لیٹ، ایک پارسل گذر رہا تھا بس کھڑا کر دیا معلوم ہوا کہ اوور Over ٹائم کی خاطر، اوور ٹائم چونکہ ملتا ہے اس لئے لوگ قصداً لیٹ کرتے ہیں تا کہ ان کا جو راتب ہوتا ہے وہ ملے اور اوور ٹائم بھی ملے اب میں نے کہا وہاں جو سیکنڈ کلاس کا کوچ تھا ریزرویشن کا، یوں تو پچاس ساٹھ مسافر ہوتے ہیں ایک ساتھ میں نے ذرا زور زور سے بولنا شروع کیا میں نے کہا کہ کتنے ہزار ہندوستانیوں کا وقت آج ضائع ہو رہا ہے کتنے ہزار ہندوستانیوں ہزاروں گھنٹے ضائع ہو رہے ہیں صرف اس ٹرین کی لیٹ ہونے کی وجہ سے جو دو ہزار پانچ ہزار مسافر ہیں ان دو دو گھنٹے ان کے دس ہزار گھنٹے ضائع ہوئے، یہ اس کم بخت نے جس نے اپنا اوور ٹائم بنایا ہے دس ہزار گھنٹے ہندوستانیوں کے ضائع کر دئے کسی کو آفس جانا کام شروع کرنا تھا وہ دو گھنٹے کے بعد شروع کرے گا کسی کو اپنے دوکان پر جانا تھا وہ دو گھنٹے بعد اپنی دوکان کھول سکے گا کسی کا اپارٹمنٹ تھا کسی کی گاڑی چھوٹ جائے گی وہ آٹھ گھنٹے پڑا رہے گا دہلی کے اسٹیشن پر چار گھنٹے پڑا رہے گا، کون پرواہ کرتا ہے، یہ کونسی حب الوطنی ہے یہ کیا ملک کی دوستی اور محبت ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کیریکٹر بننا چاہئے

کیریکٹر ہمارا خراب ہوگیا، ہمارے اسکولوں کالجوں میں کیریکٹر بننا چاہئے آج کیریکٹر نہیں بنتا، اور سب کچھ بن جاتا ہے، اس ملت کا خدا حافظ اس ملک کی خیر نہیں، کیریکٹر بناؤ، ایسے بن جاؤ کہ لاکھوں روپئے رکھ دیئے جائیں سامنے اور کہا جائے کہ اتنا جھوٹ بول دیجئے اتنا اس شخص کا حق مار لیجئے اس شخص کو ڈوبنے دیجئے آپ کہئے، یہ نہیں ہوسکتا، جب ایسے لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس ملک میں پیدا ہوجائیں گے پھر یہ ملک اتنا مضبوط ہوگا کہ اس کو چین سے خطرہ ہوگا نہ کسی ملک سے اور نہ کہیں اور، اگر یہ نہیں تو اندر اندر گھن لگ گیا ہے تو نہ چین کی ضرورت ہے نہ کسی اور خطرہ کی ضرورت ہے پھر خود ہی یہ ملک کمزور ہوتا چلا جائے گا۔

ملک کیسے غلام بنا

پہلے یہی ہو رہا تھا لوگ کام چور تھے سست تھے کام کرنا جانتے نہیں تھے آپس میں لڑتے تھے ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے چھوٹی راجدھانیاں چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنی ہوئی تھیں یہ کنوج کی گدی ہے یہ دہلی کی گدی ہے یہ اجمیر کی گدی ہے سب راجپوت ہیں آپس میں لڑ رہے ہیں نتیجہ یہ کہ باہر سے اللہ تعالی نے انتظام کرنے کے لئے کچھ لوگوں کو بھیجا۔

مسلمانوں نے ملک کو کیا دیا

ملک کا انتظام تو اللہ کروا رہا ہے، دیکھئے مسلمانوں نے آخر کیا کردیا، گلدستہ بنا دیا اس ملک کو، کیسی سڑکیں بنائی سارے ملک کو ایک لڑی میں پرو دیا، سارے ملک میں ایک مضبوط حکومت قائم کی امن قائم ہوا، ڈاک خانے کا نظام قائم ہوا آنے جانے کا اطمینان پیدا ہوا، یہاں میووں کو ترقی دی، یہاں کی کھیتی کو ترقی دی، یہاں کی تہذیب کو ترقی دی، سب کچھ مسلمانوں نے کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ کا کسی سے رشتہ نہیں

اس کے بعد مسلمان نالائق ہو گئے تو ان کے زمانے میں وہی سب شر و فساد اور خرابیاں پیدا ہو گئیں، اللہ نے غیروں کو بھیج دیا، اللہ کو اپنی زمین اور اپنی مخلوق زیادہ عزیز ہے خاندان اور حکومتوں سے، اس کا رشتہ مسلمانوں سے نہ راجپوتوں سے، اور ہندوؤں سے اور نہ عیسائیوں سے، اور نہ انگریزوں سے ہے اس کا کسی سے رشتہ نہیں وہ جس کو اہل سمجھتا ہے اور جس کو سمجھتا ہے یہ کام کر سکے گا اس کو بھیجتا ہے۔

مجھے کہنا یہی ہے کہ اپنا کیریکٹر بنایئے، اپنے اندر ایمانداری پیدا کیجئے، سچائی پیدا کیجئے، مضبوط بن جایئے، جھوٹ بولنا حرام، رشوت لینا حرام، غبن کرنا حرام، ذخیرہ اندوزی حرام، پھر دیکھئے اس ملک کا کیا حال ہوتا ہے، یہ واقعی جنت کا نمونہ بن جائے گا یہ ملک، اور اگر یہ نہیں ہے تو بھی صرف پڑھنے لکھنے سے کچھ نہیں ہوگا۔

آخرت میں کام آنے والی چیز

اس ملک کو اگر کوئی بچا سکتا ہے اور انسانیت کو اگر کوئی چیز بچا سکتی ہے تو صرف خدا کا خوف اور اللہ تعالی پر ایمان ہے، اللہ تعالی آپ کو دل اور سمجھ عطا فرمائے اور آپ قدر کریں اس وقت کی اور اپنا کیریکٹر بنائیں پھر اس ملک کی اور تمام دنیا کی خدمت کریں۔

☆☆☆

قلمبند:...... مولوی عبدالحسیب منا ندوی بھٹکلی

www.abulhasanalinadwi.org

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی ☆

بعد حمد و صلوۃ!

ملت اسلامیہ کا ایوان

جناب صدر! حاضرین جلسہ! سیکڑوں ہزاروں مسلمان بھائیوں کے ساتھ جو اس جلسہ میں شریک ہیں، مجھے بھی اس جلسہ میں بیٹھنے اور سننے کا اتفاق ہوا، صبح کے جلسہ میں بھی میں نے بہت کچھ سنا، اور اس وقت بھی بہت اچھی اچھی تقریریں اور خاص طور پر ملت اسلامیہ کے بارے میں، اس کے متعلق میں زیادہ کیا کہوں کہ لوگوں کے اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے خدا ایسی تعلیمی فضا وجود میں لے آئے اور ملت کو اس قابل بنائے کہ وہ ایسے لائق دیانتدار اور ذہین نمائندوں کو بھیج سکے، اور ہمارے کان جو اس دنیا کی مقامی پارلیمنٹوں کی صدائیں سن سن کر بھر گئے، بلکہ پک گئے، اور ہمارے ذوق نہایت کوفت محسوس کرتے ہیں، اور ان میں سخت بدمزگی اور بے بسی ہے، خدا وہ مبارک دن لائے کہ اس کے بجائے ملت اسلامیہ کا ایسا ایوان دیکھیں اپنی آنکھوں سے اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور ہمارے کان ان کے نغموں سے ہمارے کان صدائے حق اور ہمارے کان قال اللہ وقال الرسول کی آوازوں سے مشرف ہوں بہرہ اندوز ہوں، تو صبح سے جو کچھ سنا اور اس وقت تک جو کچھ سنا ہے اس کو دیکھ کر کے بہت دل خوش ہوا، میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، جامعہ اسلامیہ اساتذہ وطلبہ کو خاص طور سے مبارکباد دیتا ہوں

☆ تقریر بمقام جامعہ اسلامیہ بھٹکل ۱۹۸۷ء۔

www.abulhasanalinadwi.org

کہ انہوں نے اسلامی لٹریچر کے بہت اچھے، طاقتور اور بہت منتخب حصہ کو اچھی طرح جذب کیا اور ان کو اپنے طلبہ کے ذہن میں بہت خوبصورتی اور بہت کامیابی کے ساتھ اتارا اور ان کا جزو بدن بنایا، اور ان کو مقالات اور تقریروں میں ڈھال کر آپ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

مسلمانوں میں صلاحیت موجود ہے

حقیقت یہ ہے کہ یوں تو اس زمانے میں جب اس قسم کے تعلیمی وادبی وثقافتی مظاہرے ہر ہر شہر میں ہوتے ہیں، اور میں بھی ایک بڑے شہر کا رہنے والا ہوں، اور مختلف تعلیم گاہوں سے اور مختلف بڑے تعلیمی مرکزوں سے میرا تعلق رہا ہے، میں نے بہت سے تعلیمی مظاہرے دیکھے ہیں، دیکھتا چلا آرہا ہوں لیکن ان تعلیمی مظاہروں سے میرے دل کے اندر جو جذبات پیدا ہوئے اور جو کیفیتیں پیدا ہوئیں وہ بہت خاص ہیں، اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس علاقے کے مسلمان باشندوں میں بہت اچھی ذہنی علمی اور لسانی صلاحیت ہے اگر اللہ تبارک وتعالی ان کو ان آزمائشوں سے محفوظ رکھے جو اس وقت ملت اسلامیہ پر مسلط کر دی گئی ہیں۔

دو بڑی آزمائشیں

اور ان میں سب سے بڑی دو آزمائشیں ہیں جن کا میں آپ کے سامنے ذکر کرنا چاہتا ہوں: ایک تو افتراق وانتشار کی آزمائش: جو اس ملت پر خیر القرون کے گذر جانے کے بعد سے ہے، اختلاف رائے تو خیر القرون میں بھی رہا ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے لیکن مخالفت نہیں، اختلاف اور چیز ہے اور مخالفت اور چیز، خیر القرون کے معیاری دور کے گذر جانے کے بعد انتشار اس بری طرح سے اس ملت پر مسلط کیا گیا ہے جیسے عذاب الہی کی طرح اس پر مسلط کیا گیا ہے، کیسا ہی اچھا کام کیجئے، کیسا ہی متفق علیہ ہو جس میں کسی قسم کی اختلاف کی گنجائش نہیں اس کے لئے بہت دور کی کوڑی لانا پڑے گی، اور بہت زیادہ اس میں ذہانت اور تغیر سے کام لینا پڑے گا، یا

www.abulhasanalinadwi.org

بدگمانی سے! کیسے ہی بے داغ کام کیجئے لیکن کچھ لوگ ضرور اس کے مخالف ہو جاتے ہیں، پھر عہدہ طلبی، جاہ طلبی، حسد، کینہ، یہ ساری چیزیں ہماری ملت میں بہت اصرار کے ساتھ موجود ہیں اللہ تعالی اس کام کو، اس نوخیز ادارے کو، نظر بد سے بچائے، اور اس کو افتراق انتشار کی بیماری سے محفوظ رکھے۔

موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

دوسری آزمائش ہماری ملت پر مسلط کردی گئی، اس طرح سے وہ ان لوگوں کی بے عملی اور بے حسی ہے جن کو اللہ نے وسائل عطا فرمائے ہیں، وہ دینی اور ملی کاموں کی پوری طرح قدر نہیں کرتے وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ملت کے وجود کے لئے، خود ان کے وجود کے لئے ایسے اداروں کا قائم رہنا، مضبوط رہنا اور محفوظ رہنا کس قدر ضروری ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ فرد محض اپنے سرمایہ سے محفوظ رہ سکتا ہے زندہ رہ سکتا ہے، حالانکہ یہ غلطی ہے، جیسا کہ بار بار کہنے والوں نے کہا ہے کہ جس طرح موج دریا سے باہر نہیں رہ سکتی آپ دریا میں دیکھتے ہیں کہ لاکھوں کروڑوں موجیں گذرتی ہیں اور موجوں ہی کے مجموعہ کا اور موجوں کے سلسلہ کا نام دریا ہے، لیکن کسی موج کو باہر نکال لیجئے تو اس کے وجود کا تصور ہی نہیں ہوسکتا، موج دریا میں سب کچھ ہے، دریا اسی کے شرمندہ احسان ہے لیکن موج دریا سے باہر کچھ نہیں، اسی طرح فرد ملت کے اندر سب کچھ ہے لیکن ملت کے باہر جو فرد ہے وہ فرد بھی کہلانے کا مستحق نہیں، اکائی اس وقت تک اکائی ہے جب تک اعداد کا اور گنتیوں کا پورا سلسلہ ہے، ورنہ کہاں کونسی اکائی، کونسی دہائی، کونسا سیکڑہ، یہ سب نسبتی چیزیں اور اضافی چیزیں ہیں، تو اکائی اس وقت تک اکائی ہے جب تک گنتیوں کا پورا سلسلہ ہے اور پورا ریاضی کا نظام ہے، اگر ریاضی کا نظام ختم ہوجائے تو اکائی کو کیوں اکائی کہیں گے، اکائی کی اہمیت کیا ہے وہ کیا کرسکے گی، دائیں رکھئے تو بائیں رکھئے تو ہوگا کچھ نہیں اس لئے اس کے اثرات کا میدان ختم ہوگیا، عدد عدد کے ساتھ مل کر بہت بڑا کام کرتا ہے، لہذا صفر بھی بہت بڑی چیز ہے لیکن

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے لئے عدد کی ضرورت ہے۔

مسلمان غریب نہیں ہیں

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ملت بہت غریب ہے، مسلمان بہت غریب ہے، میں ہمیشہ اس بات سے انکار کرتا رہا ہوں اور مجھے کبھی بھی یہ بات تسلیم نہیں ہوئی کہ ہماری ملت غریب ہے، یعنی قرنِ اول جانے دیجئے، ان کے مقابلہ میں تو یہ ملت ایک اور ہزار کے برابر ہے، سرمایہ کے لحاظ سے صرف ایک بھٹکل کی دولت کا شمار کیا جائے بھٹکل کے اندر اور بھٹکل سے باہر بھٹکل کی طرف جو لوگ نسبت کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں پورے مدینہ طیبہ کی دولت شاید خلافت راشدہ میں خلافت راشدہ کے اچھے سے اچھے دور میں بھی جو مدینہ طیبہ کی دولت سے اس سے بڑھ کر دولت ہوگی بھٹکل کی، جو کولمبو میں، کالیکٹ میں، کلکتہ میں جو کماتے ہیں جن کی دوکانیں ہیں، اہلِ بھٹکل کی حیثیت کیا ہے لیکن میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ اس زمانے کے لحاظ سے موجودہ ہندوستان اور موجودہ دوسرے فرقے ہیں ان کے مقابلہ میں بھی مسلمان بالکل صفر ہیں، اور بہت غریب ہیں، میں اس کو ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوں، واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس بہت دولت ہے، اور کوئی ملت کا ادارہ اور کام ایسا نہیں ہے جس کو تنہا مسلمان سنبھال نہیں سکتے، اور مسلمان اس کو ترقی نہیں دے سکتے، ان کو نہ حکومت کے مدد کی ضرورت ہے، حکومت کے مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کو حاصل کرنا چاہئے اس کے لئے کہ ہم شہری ہیں اس ملک پر ہمارا پورا حق ہے ہم ٹیکس ادا کرتے ہیں، ہم جس طرح دیتے ہیں اسی طرح ہم کو لینا بھی چاہئے اسی کا نام جمہوریت ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو حکومت نہ دے کسی مجبوری کی بنا پر یا مسلمان کسی وقت یہ فیصلہ کر لیں تب بھی مسلمانوں کا کوئی کام بند نہیں پڑتا، یہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ جس کا مقدمہ لڑا جا رہا ہے لڑا گیا اور جس کی اور مسلمان وکلاء نے بڑی قابلیت سے بحث کی، بہت سے لوگ ڈر جاتے ہیں کہ اگر حکومت نے چارج واپس لے لیا اور حکومت نے اپنی مدد واپس لے لی تو

www.abulhasanalinadwi.org

ایک کروڑ کا بجٹ ہے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کا لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ مسلمان مسلم یونیورسٹی علیگڑھ چلا سکتا ہے، دیوبند کا بجٹ دس پندرہ لاکھ کا ہے یا شاید زیادہ ہو، اس کو مسلمان چلاتے ہی ہیں، علیگڑھ کے لئے تو لوگوں کے اندر بڑی کشش ہے، بہت مفاد ان سے وابستہ ہے، وہاں سے وہ انجینئر پیدا کر سکتے ہیں، ڈاکٹر پیدا کر سکتے ہیں، اور بڑے بڑے ماہرین فن پیدا کر سکتے ہیں۔

مسلمانوں کو ایثار کرنا پڑے گا

تو ایک جرم مسلمانوں پر اس وقت مسلط ہے اور اس نے مفلوج کر رکھا ہے ملت اسلامیہ کو، وہ سرمایہ دار طبقہ کی بے حسی ہے، وہ خطرے کو محسوس نہیں کرتے، بیشک اللہ نے ان کو سرمایہ دیا ہے لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سرمایہ میں ملت شریک ہے شریک غالب ہے، اس کو شریک غالب ہونا چاہئے، اگر ملت محفوظ ہے تو ان کی بھی عزت ہے اور وہ بھی محفوظ ہیں، اور اگر خدانخواستہ ملت محفوظ نہیں فرض کیجئے کہ ہم دینی تعلیم کا نظام نہ چلا سکیں جیسے ہمارے معزز نے کہا تھا کہ اس کے لئے مسلمانوں کو ایثار کرنا پڑے گا، قربانی دینی پڑے گی، ان کو اپنے فیصلہ کا اظہار کرنا چاہئے کہ کیا یہ افراد یہ جو کمانے والے تاجر ہیں ان کی کوئی عزت رہ جائے گی، یہ بالکل ماڑواڑی ماڑواڑیوں سے بھی بدتر سمجھے جائیں گے، ان کو کوئی عزت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔

عزت غیور انسان کی ہے

اداروں سے عزت ہوتی ہے، تحریکوں سے عزت ہوتی ہے، پیام سے عزت ہوتی ہے ملت کی، جس ملت کے پاس پیام نہیں، جس ملت کے پاس اپنے ادارے نہیں، جس ملت کے پاس نظام نہیں، جس ملت کے پاس ایثار پیشہ افراد نہیں، جس ملت کے پاس اچھے دل ودماغ نہیں، وہ اس ملت کے سارے افراد ذلیل ہونگے کسی فرد کی بھی کہیں دنیا میں کوئی عزت نہیں ہوگی، عزت تو اسی چیزوں سے مشترک چیزوں سے ہوتی ہے، کیا خزانے کی کوئی عزت ہے، کیا تجوری کی کوئی عزت ہے؟ آپ کہئے کہ یہ تجوری بہت مضبوط ہے، اس کے اندر لاکھوں کروڑو

www.abulhasanalinadwi.org

رں روپئے محفوظ رہ سکتے ہیں، تو لوہے کی بنی تجوری کی کوئی قیمت ہوگی؟ کوئی عزت ہوگی؟ عزت تجوریوں کی نہیں ہے؟ عزت تھیلوں کی نہیں ہے؟ عزت غیور انسان کی ہے، عزت ان لوگوں کی ہے جو اپنے پشت پر بہت بڑی وہبی صلاحیت رکھتے ہوں، جن کے پاس دنیا کے لئے انسانیت کا کوئی پیام ہو، جن کی اپنی باعزت زندگی کا کوئی نظام ہو، وہ افراد عزت پاتے ہیں دنیا میں۔

اداروں سے سرمایہ داروں کی عزت ہے

اس لئے ہمارے سرمایہ دار دوستوں کو اور ہمارے تجارت پیشہ افراد کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہندوستان میں وہ حفاظت چاہتے ہیں، اپنی عزت و سربلندی چاہتے ہیں، اپنی نیک نامی چاہتے ہیں، ان کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے جو آزاد ادارے ہیں ان کی وہ مدد کریں اور قوم و ملت کو اس قابل بنادیں کہ وہ ملت عزت حاصل کر سکے، اگر وہ عزت حاصل کرے گی تو وہ افراد بھی عزت پائیں گے، اور ان کی طرف بھی اور ان کے سرمایہ کی طرف بھی نظر اٹھانے کی جرأت نہیں کرے گا، وہ سمجھے گا کہ ان کے ساتھ ایک ملت ہے ایک باعزت باوقار ملت ہے، اور اگر ایسا نہ ہوگا تو ایک منٹ میں ایک لمحہ کے اندر ان کے سارے سرمایے مشرق سے لے کر مغرب تک شمال سے لے کر جنوب تک سب لٹ جائیں گے، ایسا بارہا ہوا ہے اور یہ سنت اللہ ہے ﴿ولن تجد لسنة الله تبديلا﴾ (۱) اللہ کی سنت و آئین میں کبھی فرق نہیں ہوتا۔

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند و جولاں بھی

یہ دو آزمائشیں ایسی ہیں جن سے ڈر معلوم ہوتا ہے، ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کا ادارہ جامعہ اسلامیہ یہ ایک بہت بڑا پودا ہے، پودا نہیں، اب تو درخت کی شکل اختیار کر لی ہے، اور آج صبح سے جو کچھ سن رہا ہوں، دیکھ رہا ہوں، اس سے میرے اندر بڑا اعتماد پیدا ہو رہا ہے کہ اس

---

(۱) سورة الأحزاب/٦٢۔

www.abulhasanalinadwi.org

ریاست کے مسلمان انشاء اللہ صرف اپنی ریاست کے لئے بلکہ شمال والوں کے لئے بھی کوئی مشعل روشن کریں گے، اور سارے ہندوستان میں ایک نظیر قائم کریں گے، لیکن شرط یہی ہے کہ آپ اپنے اس ادارے کی حفاظت کریں، یہ نونہال یہ چھوٹے چھوٹے بچے جنہوں نے جرأت کے ساتھ تقریر کی، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے طوطے کی طرح صرف رٹ لیا؟ ان کی تقریروں میں جذبہ معلوم ہوتا تھا، جوش معلوم ہوتا تھا، میں نے وہ تقریریں بھی سنی ہے جو یاد کرادی جاتی ہیں، ان کے اندر جذبہ اور ان کے اندر حرارت نہیں ہوتی، ان کے اندر پیش کرنے کی جرأت اور اپنے منہ سے جو کچھ نکل رہا ہے اس سے وابستگی نہیں معلوم ہوتی ہے، یہ ان استادوں کی خوبی ہے جنہوں نے ان کو اس طرح تیار کیا، یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے دل کی بات کہہ رہے ہیں، اپنے جذبات کی ترجمانی کرر ہے ہیں، میں خاص طور پر ان استادوں اور جامعہ اسلامیہ کے تمام ذمہ داروں کو مبارکباد دیتا ہوں، اور اس علاقے کے مسلمانوں کو مبارکباد دیتا ہوں، انہوں نے ایسا اچھا ادارہ قائم کیا خدا اس کو نظر بد سے بچائے، اور اس کو پروان چڑھائے، اور پھر کبھی ہم یہاں آئیں حالانکہ یہاں آنا آسان کام نہیں لیکن اپ کی کشش ہم کو پھر کھینچ کر لائی یا ہمارے دوست منیری صاحب اور ان کے رفقاء کا اصرار غالب آیا تو ہمیں خدا سے امید ہے کہ ہم اس سے بہتر اور اس سے زیادہ ترقی یافتہ شکل میں اس کو دیکھیں گے ان الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

☆☆☆

قلمبند:...... مولوی عبدالحسیب منا ندوی بھٹکلی

www.abulhasanalinadwi.org

سرزمینِ شام یا ارضِ رشکِ جناں ☆

بعد حمد وصلوۃ!

میں اس موقع پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ دو ہفتے دمشق میں نامی کتاب کے اجراء کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، سعادت اس لئے کہتا ہوں کہ شام کی سرزمین حرمین شریفین کے بعد جیسا مولانا حالی نے کہا ہے کہ ؎

دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

جہاں تک صحابۂ کرام کا تعلق ہے ان کی بڑی تعداد نے مدینہ طیبہ کے بعد شام کا رخ کیا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ سرزمین دمشق مدینہ سے افضل ہے، لیکن جیسے حالات پیش آئے ان میں اللہ کو یہ منظور تھا کہ صحابۂ کرام کی سب سے پہلے نظر جس شہر پر پڑی ہے اور جہاں وہ مجاہدانہ وفاتحانہ داخل ہوئے وہ شام کی سرزمین تھی۔

یہ کہ اس وقت دنیا کی دو بڑی شہنشاہت تھی، ان میں سے بڑی شہنشاہیت بازنطینی سلطنت کا خاص علاقہ شام تھا جہاں دمشق جیسا تاریخی شہر تھا پھر بیت المقدس کا مبارک شہر اور مسجد اقصیٰ مبارک مسجد واقع ہے چنانچہ اسلامی فتوحات کا رخ سب سے پہلے شام کی طرف ہوا، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ابتداء فرمائی، جہاں تک عرب ملک سے باہر نکلنے کا تعلق ہے یہ شرف کسی اور ملک کو حاصل نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ اس طرف ہوا ہو اور آپ

☆ کتب خانہ جامعہ اسلامیہ کے موقعہ پر جب ''دو ہفتے دمشق میں'' از مولانا فاروق قاضی ندوی بھٹکلی کا رسم اجراء ہوا، ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۸ء۔

www.abulhasanalinadwi.org

کی ہمرکابی میں فوج روانہ ہوئی ہو، تبوک کا جو سفر کیا گیا ہے وہ تبوک سرزمین شام ہی میں ہے، اور اللہ تعالی نے قرآن مجید میں یہ کہہ کر مہر لگادی کہ ﴿الذي بارکنا حوله﴾ (۱) اس کے اردگرد ہم نے برکت نازل کی، اس لئے شام کے متعلق جو چیز بھی منسوب ہو وہ مسلمانوں کو عزیز ہونی چاہئے۔

شام کی سرزمین سے میرا جذباتی تعلق

میرا تعلق شام کی سرزمین اور اس کی یادوں سے، اس کے مقامات سے، اس کے شہروں کے ناموں سے، بہت پرانا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ سید عبدالرزاق صاحب کلامی مرحوم جو حضرت سید احمد شہید صاحبؒ کے حقیقی بھانجے سید حمید الدین صاحبؒ کے پوتے ہیں، انہوں نے واقدی کی فتوح الشام کا ترجمہ صمصام الاسلام کے نام سے کیا ہے، وہ ۲۵/ ہزار اشعار پر مشتمل ہے یہ تاریخی واقعہ کہ وہ ایک ہندو نول کشور کے مطبع سے شائع ہوئی، ہمارے بچپن میں دستور تھا خاص طور پر ہمارے خاندان میں اور حضرت مولانا صاحب جو اس وقت جماعت تبلیغ کے امیر ہیں انہوں نے بتایا کہ ان کے خاندان میں بھی کیونکہ ان کے خاندان کے بزرگوں کا تعلق ہمارے خاندان کے بزرگوں سے رہا ہے انہوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں یہ رواج تھا کہ صمصام الاسلام پڑھی جاتی تھی، یعنی واقدی کی فتوح الشام کا اردو منظوم ترجمہ ہے اور شاید ہندوستان میں اور بہت سے ملکوں میں ان کے کثیر اشعار کا ترجمہ جس کو شاہنامہ کہا جائے نہیں لکھا گیا یہ ۲۵/ ہزار اشعار پر مشتمل ہے، مرحوم مولوی عبدالرزاق صاحب کلامی جو میرے والد کے حقیقی پھوپھا تھے انہوں نے واقدی کی فتوح الشام کا ترجمہ صمصام الاسلام کے نام سے کیا، ہمارے یہاں دستور تھا کہ خاندان میں ویسے بھی شاہنامہ پڑھا جاتا تھا، فتوح الشام پڑھی جاتی تھی، لیکن خاص طور پر کوئی حادثہ پیش آتا یا کوئی غم کی بات ہوتی تو غم غلط کرنے

---

(۱) سورۃ الإسراء/۱۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے اور دلوں کے زخم پر مرہم رکھنے اور صحابہؓ کرام کے مصائب کو یاد دلا کر ان کی جانبازیوں اور ان کی قربانیوں کو ان کی شہادت کے واقعات کو یاد دلا کر اس غم کو بھلایا جاتا۔

ساری مستورات بیبیاں جمع ہوتی تھیں اور اکثر یہ فریضہ میری بڑی خالہ صاحبہ جو قرآن مجید کی حافظ بھی تھیں وہ بہت ہی پر اثر لہجہ اور خاص لحن کے ساتھ پڑھتی تھیں، تو فتوح الشام کے اس منظوم ترجمہ کو پڑھنے کی وجہ سے میں بچپن میں شام کے شہروں کے نام سے واقف ہو گیا تھا، جب کہ شاید ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کے نام سے واقف نہ رہا اور اس وقت سے شام سے ایک طرح سے روحانی تعلق اور وابستگی پیدا ہو گئی تھی۔

شام کا پہلا سفر اور اس کے تاثرات

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انتظام ہوا کہ ۱۹۵۱ء میں میں نے پہلی مرتبہ شام کی سرزمین پر قدم رکھا اور دمشق میں کچھ وقت گذرا، اس کے بعد رمضان المبارک کا زمانہ تھا، ستائیسویں شب کو وہاں سے روانہ ہو کر بیت المقدس حاضر ہوا، اور رمضان المبارک کی آخری شب لیلۃ القدر مسجد اقصیٰ میں گذاری، اس زمانے میں قدس میں افغانستان کے سفیر شیخ محمد صادق مجددی تھے، ان کے معتکف میں جو مسجد اقصیٰ ہی میں تھا اور وہ سرکاری مہمان خانہ میں تھے، ہم نے بھی رمضان کے آخری دن وہیں گذارے اور عید کی نماز ادا کی، اس کے بعد ۵۶ء میں مجھے کلیۃ الشریعۃ میں محاضرہ کی دعوت دی گئی، اس زمانہ میں دمشق میں میرے مرحوم اور محترم فاضل دوست ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی کوشش سے کلیۃ الشریعۃ قائم ہوئی تھی، اس کے قیام کو اس زمانہ میں بہت بڑی جیت اور شام کے دینی حلقوں کی کامیابی سمجھی گئی اور دعوتی کام کرنے والوں اور شریعت کے دفاع اور اس کی خدمت انجام دینے والوں نے اس کو ایک بہت بڑی کامیابی سمجھی ان دونوں کی خواہش تھی کہ میں کلیۃ الشریعۃ میں مستقل استاذ کی حیثیت سے قیام کروں، لیکن میں نے ان کو لکھا کہ یہ تو مشکل ہے مجھ پر میرے گھر کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں اور وہ زیادہ قابل توجہ ہیں، میں مستقل وقت تو نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

دے سکوں گا، البتہ استاذ زائر کی Visiting Profissor کی حیثیت سے آسکتا ہوں وہاں میں کچھ خطبات پیش کرسکتا ہوں مقالات اور خطبات کی شکل میں، انہوں نے اس کو منظور کیا اور اس وقت کے صدر جمہوریہ نے اس کی منظوری دی اور وہاں سے دعوت نامہ آیا اور میرے سفر کا انتظام کیا گیا، اور یہ تاریخ دعوت وعزیمت جس کا جناب فطرت بھٹکلی نے اپنی محبت اور مہربانی سے اپنی نظم میں ذکر کیا ہے اس کی بنیاد ہے، عربی میں وہیں منتقل ہوا، میں تاریخ دعوت وعزیمت کا پہلا حصہ لکھ چکا تھا میں نے اس کو عربی میں اپنے قلم سے منتقل کیا کچھ حذف واضافہ کے ساتھ اور یہی محاضرات بعد میں رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے، میں یہ محاضرات دمشق یونیورسٹی کے بڑے ہال میں دیئے، جامعہ دمشق کے علماء اور وہاں کے تعلیم یافتہ طبقہ نے اس کی بڑی غیر معمولی پذیرائی کی اور ایسی اس کو اہمیت دی کہ پارلیمنٹ کے ممبران اور یونیورسٹی کے پروفیسران اور دمشق کے چوٹی کے علماء اس میں بڑے اہتمام اور بڑی پابندی سے شرکت کرتے تھے، حالانکہ ایک دو خطبات کے بعد پھر رمضان المبارک آگیا اور اسی میں وہ خطبات مغرب کے بعد اور تراویح سے پہلے ہوتے تھے، سب اس محاضرہ میں بھی پابندی سے اس طرح آتے تھے، جیسے طالب علم آتے ہیں، وہ اس طریقے سے تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے کہ تاخیر نہ ہو جائے، اس میں علامہ بہجۃ البیطار جیسے چوٹی کے علماء اس میں شریک ہوتے تھے اور یونیورسٹی کے پروفیسران بھی۔

تو شام کے متعلق میں کہہ سکتا ہوں کہ حرمین شریفین کی پاک سرزمین کے بعد اگر کسی سرزمین میں جی لگا ہے اور اس میں زندگی کے بہترین دن گذرے ہیں، بہترین اوقات اور خوشگوار ترین، مبارک ترین لمحات گذرے ہیں تو وہ شام ہی کی سرزمین ہے، یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس کا جواز ثابت ہو، اور یہ معلوم ہو کہ ذوق اور مناسبت کی بات ہے کہ اس کتاب کے اجراء کے لئے میرا انتخاب ہوا، اس محاضرہ ہی سے میرا شام سے ثقافتی یا جذباتی تعلق نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس میں بڑی حقیقت بھی ہے کہ شام سے مجھے خصوصی تعلق رہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

اور میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ اس وقت شام کی سرزمین بڑی ابتلاء میں ہے وہ سرزمین جس کے چپہ چپہ پر صحابہ کرام کا خون بہا، اور چپہ چپہ پر ان کی قبریں ہیں، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ وہیں مدفون ہیں حضرت معاذ بن جبلؓ جیسے جلیل القدر صحابی وہیں مدفون ہیں اور غالباً اُبی بن کعبؓ وہیں مدفون ہیں اور ابو عبیدۃ امین الأمۃؓ وہیں مدفون ہیں ،سیف اللہ سیدنا خالد بن ولیدؓ وہیں مدفون ہیں، اور اگر آپ اولیاء کرام میں کہیے تو حضرت ابراہیم بن ادہمؒ وہیں مدفون ہیں دمشق میں، اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ وہیں مدفون ہیں اور اگر علماء ومجددین ومصلحین کے بارے میں پوچھیں تو امام ابن تیمیہؒ وہیں مدفون ہیں حافظ ابن قیمؒ وہیں مدفون ہیں، اور حافظ ابن کثیرؒ صاحب البدایۃ والنہایۃ اور صاحب تفسیر وہیں مدفون ہیں اور ابن عساکرؒ جیسے مؤرخ وہیں مدفون ہیں، ابن الصلاحؒ جیسے اصولی اور عالم وہیں مدفون ہیں، تو اس لحاظ سے جہاں تک تعلق ہے علمی تاریخ کے مشاہیر یا تاریخ کے محسنین اور فاتحین کا تو ان کی سب سے بڑی تعداد وہاں مدفون ہے۔

مبارک سرزمین اس وقت بڑے دور ابتلاء سے گذر رہی ہے

لیکن اب وہ سرزمین (اللہ کی حکمت ہے اور قدرت ہے اور اس کی ذات بڑی غنی ہے) اس وقت بڑے دور ابتلاء سے گذر رہی ہے اور وہاں ایک ایسی حکومت اور ایسے فرقہ کا تسلط ہے جس کو مسلمان کہنا مشکل ہے، جیسے ہندوستان میں سکھ ہیں اسی طریقہ سے مسلمانوں کے وہ سکھ ہیں وہ پہاڑوں کے رہنے والے تھے، دروزی فرقہ جو فنون جنگ میں مہارت رکھتے تھے جفاکش تھے اور جب میں گیا دمشق میں ۵۶ء اور ۵۱ء میں بھی میں نے اس وقت بھی محض اللہ کی رہنمائی سے شام کے دوستوں کو اس خطرہ سے آگاہ کیا تھا کہ فوج میں اور یونیورسٹی میں دعوتی کام کیا جائے اور ان کو دوسروں کے حوالہ نہ کیا جائے میں نے محسوس کیا کہ شرفاء وعلماء کے خاندان فوج میں بھرتی

www.abulhasanalinadwi.org

ہونے، اور فوج میں اپنے بیٹوں کو داخل کرنے اور اس میں شریک کرنے سے گھبراتے اور اس میں عار سمجھتے ہیں لیکن میں نے اس کی پرواہ نہیں کی، افسوس ہے کہ دروزی اور نصیری فرقہ کے لوگ بڑی تعداد میں فوج میں داخل ہوئے اور وہاں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے اور پھر یونیورسٹی میں بھی انہوں نے غلبہ حاصل کرلیا، بعث پارٹی کا سربراہ اس وقت میشیل عفلق تھا اور وہ آج کل عراق میں ہے، تو یونیورسٹی پر اس نے ثقافتی و تعلیمی اور فکری طور پر اثر ڈالا اور نصیریوں نے فوج پر تسلط قائم کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ یونیورسٹی کا وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوا اور فوج کی عسکری طاقت دونوں نے مل کر دین اسلام کے خلاف ایک محاذ بنایا اور طاقت حاصل کرلی۔

شرعی اعتبار سے بھی شام کو بڑی اہمیت حاصل ہے

اور اس وقت شام کی سرزمین جو آخر دور میں بھی اس کے متعلق وہ پیشین گوئیاں ہیں ماہرین حدیث کا کہنا ہے کہ حرمین شریفین کے بعد کسی ملک کے متعلق حدیث میں اتنی پیشین گوئیاں اور اس کی فضیلت نہیں آئی جتنی شام کے بارے میں آئی ہے اور جو فضیلت کی حدیثیں بیان کی جاتی ہیں حرمین شریفین کے علاوہ اور کچھ یمن کو مستثنیٰ کرکے زیادہ تر حدیثیں ضعیف ہیں، لیکن شام کے بارے میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ اکثر صحیح ہیں اور وہ تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور اپنی کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے بھی بڑھی ہوئی ہیں اور شام ہی میں وہ میدان ہوگا جہاں پھر ایک مرتبہ قسمت کا فیصلہ ہوگا، جہاں امام مہدی کا نزول ہوگا، جہاں مسیح کا ظہور ہوگا، اور جہاں سے دجالیت کی آخری جنگ کی جائے گی، وہ سرزمین بھی شام کی سرزمین ہوگی اس لئے شام کی سرزمین کی بڑی اہمیت حاصل ہے، تاریخ ماضی میں بھی اور انسانیت کے مستقبل میں بھی نہ صرف شام کے مستقبل کے لحاظ سے بلکہ انسانیت کے مستقبل کے لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کی کوششوں اور ان کے اثرات کے مستقبل کے لحاظ سے بھی شام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان ہی الفاظ کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ میں اس کتاب کا رسم اجراء ادا کرتا ہوں اور اس کے مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں اور بھٹکل کے اس علاقہ کو اس کا بھی ایک طرح سے ان کے ذریعہ سے مولوی فاروق صاحب ندوی بھٹکلی کے ذریعہ شام کا رابطہ قائم ہو، اللہ تعالی اس کو مبارک فرمائے اور وہاں کی برکات اس ملک کی طرف آئیں اور اللہ تعالی وہ دن جلد دکھائے مسلمانوں کو کہ پھر وہاں اسلام کا پرچم بلند کریں اور وہاں صحیح العقیدہ جماعت، صحیح العقیدہ طاقت کی رہنمائی حاصل ہو، سربراہی حاصل ہو، امید ہے کہ آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں گے، اس میں معلومات بھی ہیں اور شام کی برکات کے اثرات بھی ہیں، اور یہ فخر کی بات تھی کہ وہاں مولوی فاروق صاحب گئے اور وہاں کے سب سے بڑے عالم ااور بابرکت شخصیت شیخ حسن حبنکہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بالکل بچوں کی طرح اپنے پاس ٹھہرایا اوران کو مستفیض بھی کیا اوران کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کو ان سے نسبت تلمذ حاصل ہے اور اللہ تعالی نے ان کو توفیق دی کہ وہ شام دوبارہ جائیں اور پھر اس سرزمین کے علماء اور اپنے محسنوں اور مربیوں سے دوبارہ ملاقات کریں اور پھر وہاں سے آکر دو ہفتے دمشق میں کے نام سے یہ کتاب لکھیں۔

یہ جامعہ اللہ کی ایک نعمت ہے

جامعہ اسلامیہ میری حاضری پہلی حاضری نہیں بلکہ جیسا مولانا رمضان صاحب ندوی نے کہا شاید ہندوستان کے چند بڑے شہروں کو مستثنی کر کے جیسے دہلی اور لکھنؤ کے آس پاس کے شہر ہی کہیں اتنی بار جانا نہ ہوگا جتنی بار یہاں آنا ہوا شاید یہ ساتواں پھیرا ہے، یہ گویا ایک طرح کا علمی اور محبانہ طواف ہے اور جہاں تک جامعہ کا تعلق ہے میں اس کے لئے اجنبی نہیں ہوں وہ میرے لئے اجنبی نہیں ہے کوئی بڑی بات کہنا مشکل ہے البتہ قرب وجوار کے بھائی بھی یہاں جمع ہو گئے ہیں ان سے یہ کہنا ہے کہ وہ اس کی قدر کریں یہ جامعہ اللہ کی ایک نعمت ہے اور اللہ تعالی نے بہت جلد اس کو ترقی دی اب یہاں کے فضلاء یہاں سے فارغ ہو کر نکلیں گے اور وہ دعوت کا کام کرینگے

www.abulhasanalinadwi.org

تعلیم وتربیت کا کام کریں گے مسلمانوں کی رہنمائی کریں گے تو آپ کو ان کی قدر کرنی چاہئے اور اللہ تعالی کی طرف سے تحفہ سمجھنا چاہئے اور اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ اور اس میں توفیق وترقی ہو اور استحکام پیدا ہو۔

اسلام اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے

جہاں تک طلباء کا تعلق ہے تو ان سے بھی یہ کہنا چاہئے کہ وہ اسلام کا داعی بننے کی کوشش کریں، علم راسخ، ایمان قوی اور وسیع علمی صلاحیت کے حامل ہوں، کہ اسلام اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے، یہ بارہا کہہ چکا ہوں اور لکھ بھی چکا ہوں کہ جب پہلی وحی نازل ہوئی اس میں بھی اللہ تعالی نے قلم جیسی حقیر لکڑی کو فراموش نہیں کیا، بڑے بڑے درخت تھے، خود کھجور کے درخت خود شجر طوبی سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے پہلی وحی میں قلم کا ذکر کیا أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم ﴿اقرأ باسم ربک الذي خلق خلق الإنسان من علق اقرأوربک الأکرم الذي علم بالقلم علم الإنسان ما لم یعلم﴾(۱) جس وقت یہ وحی نازل ہوئی تو اسی وقت فرشتوں نے بھی سمجھ لیا ہوگا کہ اب اسلام اور علم کا ساتھ چھوٹنے والا نہیں ہے، اسلام جہاں ہے وہاں علم ہے اور جہاں علم صحیح ہے وہاں اسلام ہے۔

قرآن نے علم کے حدود ختم کردیئے

حضرات! یہ بات غور کرنے کی ہے ایسے ملک اور ایسی سرزمین پر جوامیوں کی سرزمین ہے لیکن ان سب کے باوجود اس پہلی وحی میں قلم کا ذکر ہے، علم کا بھی ذکر ہے، پہلی وحی میں ﴿علم بالقلم علم الإنسان ما لم یعلم﴾ مالم یعلم میں علم کے حدود ختم کردیئے، یعنی اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ علم یہاں تک وہاں تک ہے ﴿علم الإنسان ما لم یعلم﴾ انسان کو

---

(۱) سورۃ العلق/۱-۵۔

www.abulhasanalinadwi.org

سکھایا اللہ نے ہر وہ چیز جو وہ نہیں جانتا تھا، اس میں علم ریاضیات بھی آگیا، اس میں علم الافلاک آگیا اس میں علم طب آگیا اس میں علم ہندسہ آگیا، اس میں قیامت تک جو کچھ بھی انکشافات ہوں اور علم جتنی ترقی کرے سب اس میں آگیا۔

جیسے مسجدیں ضروری ہیں ویسے مدرسے بھی ضروری ہیں

تو اب اسلام اور مسلمانوں کی کوئی تعداد ہو، مسلمانوں کا کوئی فرد ہو وہ علم سے آنکھیں بند نہیں کرسکتا، نہ علم سے استغناء نہیں برتا جاسکتا ہے، جیسے مسجدیں ضروری ہیں ویسے سمجھو کہ مسلمانوں پر مدرسے بھی ضروری ہیں، اس لئے کہ جب اللہ نے اپنا کلام عقیدہ کے ساتھ توحید کے ساتھ اپنی معرفت کے ساتھ اسلام کو بھیجا، وہاں صرف علم ہی نہیں علم کے ساتھ تعلیم ہی نہیں بلکہ تعلیم کے ساتھ تعلم کا بھی رشتہ قائم کیا یعنی اس علم کو متعدی ہونا چاہئے اگر تعلم ہوتا تو ایک لازمی چیز تھی، لیکن ﴿علم الإنسان ما لم يعلم﴾ انسان کو وہ سکھایا جو وہ جانتا نہیں تھا اس میں سلسلہ دراز بھی ہوگیا اور ذمہ داری بھی عائد ہوئی، جو جانتے ہیں وہ ان کو بتائیں جو نہیں جانتے، اس لئے جامعہ یہ یہاں کی زندگی کی ضروریات میں سے ایک ضرورت تھی اللہ کا شکر ہے کہ یہ قائم ہوئی اب اس پر ضروری ہے کہ اس کو ترقی دیں۔

عالم کو معلم ہونا چاہیئے

اور ہمارے طلباء جو یہاں زیر تعلیم ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ معلم اور داعی بن کر نکلیں، عالم کو معلم ہونا چاہئے۔ جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "إنما بعثت معلما" (۱) میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، نائبین انبیاء کو بھی معلم ہونا چاہئے اور یہ علم "إن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ولكن ورثوا العلم" (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) ابن ماجه: كتاب المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، رقم ۲۲۹۔

(۲) أبو داؤد: كتاب العلم، باب في فضل العلم، رقم ۳٦٤١۔

www.abulhasanalinadwi.org

نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام نے درہم ودینار کے وارث نہیں بنائے" ولکن ورثوا هذا العلم" لیکن انہوں نے وارث بنایا علم کو" فمن أخذ أخذ بحظ وافر" جس کو یہ ملا وہ بڑا قسمت والا ہے قسمت کا دھنی ہے، تو اس لئے ہمارے طلباء کو سمجھنا چاہئے کہ اس وقت وہ متعلم ہیں لیکن کل وہ معلم ہوں گے اس وقت وہ سیکھنے والے ہیں لیکن کل کے وہ داعی ہوں گے اور مسلمانوں کو روحانی وعلمی غذا پہونچانے والے ہوں گے، وہ مسائل اور احکام میں فتوی دیں گے، وہ ان کی نمازوں کو درست کرینگے ، ان کو اصلاح معاشرہ کا پیغام دینگے ، شریعت کے متعلق، زندگی گذارنے، نکاح وطلاق اور حقوق والدین اور حقوق الزوجین اور ذوی الارحام کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کریں گے۔

ہمارے طلباء کی ذمہ داریاں

اور یہ جو اس وقت ہمارا معاشرہ فاسد ہوگیا ہے اور دولت کی لالچ اور دولت کی طمع نے اس کو اتنا متعفن بنادیا ہے کہ انسانوں کی جانیں لینا جن کو بڑے ارمان اور بڑے لاڈ وپیار سے پروان چڑھایا تھا ہم اپنے گھروں میں ان کو اپنے ہاتھوں سے ختم کررہے ہیں، جلا رہے ہیں جو اس ملک کی بڑی نحوست ہے بلکہ لعنت کہنا چاہئے جس کا کہیں اور دنیا میں کہیں وجود نہیں اس سب کا مقابلہ کریں گے۔

اسی طریقہ سے مسلمانوں کے جو عائلی قانون ہیں پرسنل لاء کہتے ہیں اس میں رسوخ پیدا کریں گے تاکہ وہ دوسروں کو سمجھا سکیں ، بڑے بڑے قانون دانوں کو بتاسکیں کہ اسلام نے عورت کو جو مرتبہ دیا ہے اور عورت کے جن حقوق کا تحفظ کیا ہے اور اس کی عزت کے ساتھ زندگی گذارنے کی جو ضمانتیں اس نے دی ہیں اور اس کے جو انتظامات اس نے کئے ہیں اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی، اس کے لئے طلباء کو چاہئے کہ وہ زیادہ مطالعہ ومحنت کریں پھر اس کے بعد وہ اس بارے میں صاحب حمیت ہونگے یعنی وہ اس پر آنچ نہیں آنے دینگے اور کسی

www.abulhasanalinadwi.org

نقطہ کو بھی اگر مٹانے کی کوشش کی جائے گی یا مسلمانوں کو اس کی نورانیت سے محروم کرنے کی کوشش کی جائے گی تو یہ سینہ سپر ہو جائیں گے اس مقصد کے لئے ہندوستان کی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی تنظیم ہے، اس سلسلہ میں اس نے کچھ کوشش کی اور اللہ تعالی نے توفیق دی ہمیں اس توفیق الٰہی سے ایک کامیابی ہوتی ہمارے طلبہ اس کو سمجھیں گے، اصلاح معاشرہ کا پیغام دیں گے، اصلاح اخلاق ومعاملات کی بھی ضرورت ہے، مسلمانوں کے اخلاق ومعاملات بہت بگڑ رہے ہیں اس کو بھی درست کرنے کی کوشش کریں گے، معاملات بھی ٹھیک ہوں اخلاق بھی صحیح ہوں، وہ شیریں گفتار ہوں اور میانہ رفتار ہوں اور وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں شہری زندگی میں بھی نمونہ بنیں یعنی وہ ایسا نمونہ بنیں کہ لوگ دور سے انہیں دیکھ کر کہیں کہ مسلمان ایسا ہوتا ہے، دور سے اس کی روشنی آتی ہے وہ چمکتا ہے، جس طریقے سے پتھروں میں ہیرا چمکتا ہے، اسی طرح مسلمان دوسری قوموں میں چمکتا ہے، یہ سب ان کی ذمہ داریاں ہیں۔

اللہ تعالی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اساتذہ کو ان طلبہ پر اپنی پوری صلاحیتیں توانائیاں اور جوہر صرف کر دینے کی توفیق عطا فرمائے اور قرب وجوار کے لوگوں کو اس کی قدر کی توفیق عطا فرمائے اس لئے کہ اللہ تعالی قدر وشکر پر نعمت کو قائم رکھتا ہے اور نعمت میں اضافہ فرماتا ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

☆☆☆

قلمبند:......سید ریان برماور ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

حفاظت دین کی مکمل ضمانت ☆

﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾(١)، ﴿اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا﴾(٢).

قرآن اور اسکی تعلیمات ہمیشہ کے لئے ہیں

میرے بھائیو اور دوستو! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی دو آیتیں پڑھی ہیں، پہلے میں اس کی تشریح کرتا ہوں جس سے آپ صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں پہلی آیت میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر﴾ ہم ہی نے قرآن مجید نازل کیا جو آخری کتاب آسمانی ہے اور جس میں اس دین کی تعلیم ہے، ﴿وإنا له لحافظون﴾ اور ہم ہی اس کی پوری پوری حفاظت کرنے والے ہیں، آپ سمجھتے ہیں اس بات کو کہ جب کوئی ذمہ دار آدمی، شریف آدمی، جو طاقت بھی رکھتا ہے اور سچ بھی کہتا ہے وہ اگر کہے کہ ہم آپ کے محافظ ہیں آپ ہمارے مہمان ہیں، ہم آپ کے ذمہ دار ہیں، پھر وہ ہر طرح کی حفاظت کرتا ہے، اور ہر طرح کی ضروریات مہیا کرتا ہے، اور ہر طرح سے اس کو آرام سے رکھتا ہے، اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن مجید نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید قیامت تک باقی رہے گا، اس کے سمجھنے والے، اس کے پڑھنے والے بھی باقی رہیں گے، جس کے سمجھنے والے بھی

☆ ١٩٩١ء بھٹکل کے تبلیغی مرکز میں کی گئی تقریر۔

(١) سورة الحجر/٩۔

(٢) سورة المائدة/٣۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہونگے اور اس کے سمجھانے والے بھی ہونگے، اور اس پرعمل کرنے والے بھی ہونگے، اس پرعمل کرانے والے بھی ہونگے۔

جب تک قرآن باقی رہے گا عربی زبان بھی زندہ رہے گی

آگے بڑھ کر میں یہاں تک کہتا ہوں کہ قرآن مجید جس زبان میں نازل ہوا ہے وہ زبان بھی محفوظ رہے گی، زندہ رہے گی، اور اس زبان کے بولنے والے بھی دنیا میں رہیں گے، اس لئے کہ اگر کوئی کتاب ہو، اور جس زبان میں وہ کتاب لکھی گئی ہو، یا وہ کتاب نازل ہوئی ہو، وہ اگر ختم ہو جائے تو اس کا سمجھنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ تو اس میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دین باقی رہنے کا پورا وعدہ فرمایا ہے۔

اسلام مکمل دین ہے

اور دوسری آیت جو میں نے پڑھی ہے وہ آیت ہے جو عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں نازل ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں، جس میں یہ ہے کہ ﴿ الیوم أکملت لکم دینکم ﴾ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ﴿وأتممت علیکم نعمتی﴾ اور تم پر اپنا احسان مکمل کر دیا اور میں تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کر چکا، انتخاب کر چکا، اور اس کو تمہارے لئے مقبول کی حیثیت سے انتخاب کر لیا۔

مجددین و مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے

حضرات یہ آیتیں شہادت دیتی ہیں اس بات کی کہ اسلام قیامت تک باقی رہے گا، جب تک انسان باقی ہے تب تک وہ باقی رہے گا، اور اس کے لئے ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ ایسے مجدد ایسے مصلح ایسے داعی پیدا کرتا رہے گا جو مسلمانوں میں نئی روح پھونکتے رہیں گے، اور ان میں زندگی پیدا کرتے رہیں گے اور وہ اللہ کے راستہ کی طرف، دین خالص کی طرف، اور دینِ صحیح کی

www.abulhasanalinadwi.org

طرف، عقیدہ صحیحہ کی طرف بلاتے رہیں گے، چنانچہ پوری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جس زمانہ میں اسلام کے لئے کوئی آزمائش پیدا ہوئی اور مسلمانوں کے لئے کوئی فتنہ ظہور میں آیا اور اس کا اندیشہ ہوا کہ اسلام کمزور ہو جائے گا، یا ان کے ذہن میں غلط نقشہ آئے گا، تو اللہ تعالی ایسے مؤید من اللہ، ایسے مقبول، ایسے مخلص، ایسی روحانی شخصیت، اور ایسی تاثیر والے بندے پیدا کرتا رہا جنہوں نے اس خطرے کو دور کر دیا اور وہ بادل کی طرح چھٹ گیا بلکہ غبار اور دھوئیں کی طرح کافور ہو گیا، دور ہو گیا، چنانچہ اس وقت موقعہ نہیں یہاں اور نہ ضرورت ہے کہ بیان کروں کہ ہر زمانے میں اللہ تعالی نے دین کی حفاظت کا سامان کیا ہے اور حدیث میں آتا ہے: ’’ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین‘‘(۱) ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو تحریف کرنے والوں کی تحریف اور تاویل کرنے والوں کی تاویل اور غلط نسبت کرنے والوں کی نسبت کو دور کرتے رہیں گے، اس کو شکست دیتے رہیں گے، ان کے فریب کو معلوم کرتے رہیں گے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور ان کا کارنامہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پیدا ہوئے تو ایک نئی روحانیت پیدا کر دی اور ایک نئی ایمانی طاقت پیدا کر دی، لاکھوں لاکھ آدمی توبہ کرنے لگے، بڑے بڑے رہزن، بڑے جرائم پیشہ اور بڑے بڑے جری اور گستاخ لوگ اور جو بالکل منحرف ہو گئے تھے، آپ کے وعظ سے توبہ کرتے تھے اور آپ کی مجلس وعظ سے بعض اوقات لاشیں نکلتی تھیں، آپ کے وعظ کے اثر سے ان کی روح پرواز کر جاتی تھی اور بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں سیکڑوں ہزاروں آدمی وعظ کی مجلس سے تائب ہو کر اٹھتے تھے۔

(۱) مشکوۃ: الفصل الثاني، ص ٣٦ (مطبوعہ دیوبند) اور بیہقی نے اس کو کتاب المدخل میں مرسلاً نقل کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

امام غزالیؒ اور ان کی کتاب احیاء العلوم

ایسے ہی امام غزالیؒ کو پیدا کیا جنہوں نے مسلمانوں کے اندر جو اخلاقی امراض پیدا ہو گئے تھے اور بہت سی ان کے اندر بیماریاں ہو گئی تھیں اخلاقی اور دینی، اور ان کو دور کرنے کے لئے احیاء العلوم لکھی اور اس سے بڑا فائدہ ہوا اور آج تک وہ کتاب پڑھی جاتی ہے، اس کی جان ہے، اس کی زندگی ہے۔

فتنۂ اکبری اور مجدد الف ثانیؒ

اس طریقے سے ہمارے ہندوستان کو لیجئے، باہر کی تو داستان طویل ہے اور یہاں سے دور بھی ہے، ہندوستان میں جب اکبر کا فتنہ شروع ہوا اور اکبر نے اس بات کا ارادہ کر لیا اور پورا منصوبہ بنا لیا اور وہ دنیائے اسلام میں اور اس عہد کا طاقتور ترین بادشاہ تھا اور اس کے گرد ایسے ہوشیار اور ایسے چالاک اور ایسے فلسفی قسم کے ذہین لوگ جمع ہو گئے تھے کہ جن کا دین سے عقیدہ اٹھ گیا تھا، وہ پکے دنیا دار تھے، وہ اکبر کے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے اکبر کو یہ پٹی پڑھائی کہ ہر مذہب کی عمر ایک ایک ہزار ہوئی ہے، دینِ اسلام کو اب ایک ہزار سال پورے ہو گئے، اب ہمیں ضرورت ہے کہ نیا دین، نیا آئین دنیا میں پیش کیا جائے اور آپ اس کے لئے سب سے مناسب آدمی ہیں اور یہ سوئے اتفاق تھا یا کہ آزمائش تھی کہ اکبر پڑھا ہوا نہیں تھا، اکبر ان پڑھ تھا دوسری بات یہ ہے کہ اکبر اَن پڑھ بھی تھا اور اس کی دینی تربیت بھی نہیں ہوئی تھی اور ارادی طور پر بزدل بھی تھا، اور بڑے جبروت کا بادشاہ تھا اور کوئی اس کے سامنے طاقت نہیں تھی، یہ اتنا بڑا خطرہ ہندوستان میں پیدا ہوا کہ اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اللہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو کھڑا نہ کر دیتا جو ہمارے، آپ کے، سب کے روحانی سلسلہ کے شیخ ہیں اور یہاں ہندوستان میں سلسلۂ نقشبندیہ اور سلسلۂ مجددیہ انہیں کے ذریعہ سے پھیلا ہے، انہیں کے ذریعہ سے اس وقت تک موجود ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ نے ان کو کھڑا کر دیا اور جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے کہا کہ

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبر دار

وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ نہیں! میرے ہوتے ہوئے اور دین کی تڑپ رکھنے والوں کی موجودگی میں یہ نہیں ہوسکتا، یہ نہیں ہوسکتا جبکہ یہ ملک جو شہیدوں کے خون سے، اولیاء کے آنسوؤں سے اور محنت کرنے والوں کے پسینے سے بار بار تر ہوا ہے، شرابور ہوا ہے، اور سیراب کیا گیا ہے، یہاں دین مٹ جائے، اور یہاں سے اسلام بالکل جلاوطن ہو جائے، یہ نہیں ہوسکتا! وہ کھڑے ہو گئے۔

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبر دار

انہوں نے اکبر کے دربار کے لوگوں پر اثر ڈالنا شروع کیا، ان کی پرانی ایمانی غیرت کو ابھارا اور ماحول پیدا کیا اور ٹکر نہیں لی، اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ سمجھ دی کہ اس وقت بادشاہ سے ٹکر لینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ راجپوت آجائیں گے، ہندو آجائیں گے، پھر دوسری مسلمان طاقت نہیں ہے، ان کو اگر جوش میں آکر کمزور کر دیا، ان کو ہٹا دیا حکومت کی کرسی سے، تو کوئی دوسری مسلمان طاقت یہاں نہیں ہے، یہاں راجپوت آجائیں گے جو اس کے لشکر میں اس کی فوج میں بڑے بڑے عہدوں پر ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت دی کہ انہوں نے اسلامی غیرت کو ابھارا، خط وکتابت کی اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمیں نہ حکومت لینا ہے، اگر ہم حکومت لینے کا خواب بھی دیکھ لیں تو ہم گھبرا کر کے اٹھ جائیں گے، ہم کیا، ہمارے مریدین، ہم سے تعلق رکھنے والوں کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ وہ حکومت پر قبضہ کریں، جب دربار کے بڑے بڑے لوگوں کو اطمینان ہوا کہ یہ صرف اصلاح چاہتے ہیں اور یہ صرف دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، کچھ دینا لینا نہیں ہے تو انہوں نے ساتھ دیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

چھٹا خلیفۂ راشد

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر چلا گیا اور ناکام گیا، اس کے بعد جہانگیر آیا، جو اس سے بہتر تھا اور اس کے بعد شاہ جہاں آیا جو اس سے بہتر تھا اور شاہ جہاں کے بعد اورنگ زیب عالمگیر آیا جس کو بعض لوگوں نے چھٹا خلیفۂ راشد شمار کیا ہے، عرب کے بعض بڑے عالم اور وسیع النظر مؤرخوں نے جو ہندوستان میں اورنگ زیب کو چھٹا خلیفۂ راشد لکھا ہے، چار خلفاء راشدین اور پانچویں عمر بن عبدالعزیزؒ چھٹا اورنگ زیب عالمگیرؒ، یہ سب ایک آدمی کی محنت و خلوص کا نتیجہ ہے اور ان کی حکمت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالی نے ان کے دل میں ڈالی، اب اس کے بعد یہ سلسلہ برابر جاری رہا، پھر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا زمانہ آیا جو ہمارے بزرگوں میں سے دین کے جتنے محنت کرنے والے ہیں، ان سب کے بزرگوں میں، ان سب کے محسنوں میں ہیں، ہندوستان کے محسنوں میں، مسلمانوں کے محسنوں میں ہیں، انہوں نے حدیث کی اشاعت کی اور انہوں نے شرک و بدعت کا مقابلہ کیا، شرک و بدعت کی تردید کی اور پرزور تردید کی، کیا توحید ہے؟ اور کیا شرک ہے؟ انہوں نے اور ان کے خاندان، ان کے شاگردوں نے اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں نے، یہ سلسلہ ابھی تک قائم ہے اور اس سلسلہ میں مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، وہ خاندانی طور پر یعنی ان کے بزرگ بھی اس سلسلہ میں تھے اور خود بھی اس سلسلہ میں تھے۔

شاہ ولی اللہؒ کا تجدیدی کارنامہ

اللہ تعالی نے شاہ ولی اللہؒ صاحب سے یہ کام لیا کہ شرک و بدعت کا فرق واضح کیا اور قرآن مجید کو انہوں نے عام کیا۔ قرآن مجید کے متعلق عام لوگ سمجھتے تھے کہ وہ ثواب کی چیز ہے اس کا پڑھ لینا کافی ہے البتہ وہ سمجھنے کی اور غور کرنے کی چیز نہیں، بلکہ سمجھنے سے اور غور کرنے سے ڈرتے تھے، لوگ صرف یہ سمجھتے تھے کہ قرآن مجید میں ثواب اور برکت کی آیتیں ہیں، ان کو پڑھنا

www.abulhasanalinadwi.org

چاہئے،لوگ حافظ بھی ہورہے تھے،عالم بھی ہورہے تھے مگر مسلمانوں میں قرآن مجید کا سمجھنا عام نہیں تھا بہت خال خال کوئی قرآن مجید سمجھتا تھا اور اس کو سمجھتے تھے کہ کوئی برکت کی چیز ہے اور کلام الٰہی ہے حفظ کرنا چاہیے تلاوت کرنی چاہیے مگر اس کے معنی پر غور کرنا،اس کا ترجمہ دیکھنا،اور اس کے مطالب پر غور کرنا،یہ عوام کا کام نہیں،علماء کا کام ہے بلکہ علماء بھی اس کے مخالف تھے،اور بعض لوگ سمجھتے تھے کہ عوام بھی قرآن مجید براہ راست پڑھنے لگے تو ہمیں کون پوچھے گا؟ ہمارے پاس کون مسئلہ پوچھنے کے لئے آئے گا،ہمیں کون امام بنائے گا،پھر اس کے بعد وہ وقت آیا کہ جب ہندوستان میں ایک عام دینی دعوت کی ضرورت کا احساس ہوا۔

سلسلۂ ولی اللہی کا امتداد عہد بہ عہد

اس وقت بھی اسی شاہ ولی اللہؒ کے خاندان سے ارادت کا تعلق رکھنے والے،تربیت کا تعلق رکھنے والے پیدا ہوئے،اور انہوں نے ہندوستان میں ایک طرف تو دین حق،دین صحیح اور توحید خالص کی ہوا چلادی،ایک آندھی سی چلی،سارے ہندوستان میں،توحید،توحید،توحید، خدا کے سوا کسے کے آگے سر نہیں جھکانا چاہیے،کوئی قاضی الحاجات نہیں ہے،کوئی مشکل کشا نہیں ہے،کوئی شفا دینے والا نہیں،کوئی ملازمت دلانے والا نہیں،کسی کے قبضہ میں کچھ نہیں ہے ﴿ الا له الخلق و الأمر﴾(۱) یاد رکھو اسی کے ہاتھ میں ہے پیدا کرنا،اور اسی کے ہاتھ میں ہے انتظام کرنا،یہ دنیا،یہ زمین جس پر ہم سب رہتے ہیں،یہ کوئی تاج محل نہیں ہے،کہ بنایا اور چلا گیا دنیا سے،اس کا کوئی اختیار باقی نہیں،جو چاہے کرو،یہ دنیا تاج محل نہیں ہے،یہ دنیا خدا کی ہے ﴿له ملك السموات والأرض﴾(۲) اسی کی سلطنت ہے آسمان و زمین میں ﴿ الا له الخلق و الأمر﴾ یاد رکھو اس کا کام ہے پیدا کرنا،اور اس کا کام ہے حکم دینا،اور انتظام کرنا،وہ

---

(۱) سورة الأعراف/٥٤۔

(۲) سورة البقرة/١٠٧۔

www.abulhasanalinadwi.org

لوگ پیدا ہوئے۔

حضرت مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت

اور اس کے بعد پھر وہ وقت آیا کہ یہاں ہندؤوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ لاکھوں لاکھ آدمی پہلے ہندو تھے، ان کے باپ دادا ہندو تھے، یہ مسلمان ہو گئے تبلیغ کے اثر سے، اور مسلمان بزرگوں اور عالموں کے اثر سے، تو پھر ان کو واپس لانا چاہئے ہندو مت کی طرف، اور ایک ہوا چلی اور بڑی زور کی تحریک چلی، جس کا خاص مرکز ہریانہ اور مشرقی پنجاب تھا اور دہلی کے اطراف تھے، جن کا رخ میوات کی جانب تھا، اس وقت یہ خطرہ ہونے لگا کہ ان کے پاس علم بھی کم ہے، اور ایمانی طاقت بھی نہیں، اور کوئی ان کی رہنمائی کرنے والا بھی نہیں ہے، یہ خدانخواستہ پھر ہندومت کی طرف نہ چلے جائیں، انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں ایمان بہت کمزور ہو رہا ہے اور ان میں اسلام کی وہ صفات، اللہ تعالی کے ساتھ تعلق، خدا کی طرف رجوع کرنا، دعا کا جذبہ اور اللہ پر بھروسہ و توکل اور وہ اخلاق عالیہ جو مسلمانوں میں تھے اور وہ تمام دنیا میں نمایاں تھے، اور جن کو دیکھ دیکھ کر غیر مسلم مسلمان ہو جایا کرتے تھے، اسکی بھی کمی ہے، اس وقت ایک عام افسردگی چھائی ہوئی تھی، ارتدادِ عام کا خطرہ پیدا ہو رہا تھا، اس وقت اللہ تبارک وتعالی نے اپنے ایک مخلص بندے کو، جس نے برسوں ریاضت کی تھی اور رو رو کر خدا سے دعائیں کی تھی، اور جس کے بزرگ کئی کئی پشت تک اولیاء اللہ اور علماء ربانیین اور اللہ کے مقبول بندوں میں تھے اور بالکل بے لوث تھے، اللہ نے ان کے دل میں ڈالا کہ وہ اس کا مقابلہ کریں اور اس خطرہ سے مسلمانوں کو محفوظ کریں، ارتداد کے خطرے سے، جو باہر سے آ رہا تھا اور انحراف کے خطرہ سے اور دینی تنزل کے خطرہ سے، جو اندر پیدا ہو رہا تھا۔

اس وقت خطرے دو طرف سے آ رہے تھے، ایک خطرہ باہر سے یعنی ہندؤوں کی طرف

www.abulhasanalinadwi.org

سے آرہا تھا کہ ان پر جیسا کہ تقسیم کے بعد ۱۹۴۷ء کے بعد لاکھوں لاکھ آدمی اسلام سے نکل گئے اور اپنی جان، عزت وآبرو اور جائداد بچانے کے لئے ہندومت انہوں نے اختیار کرلی، ایک طرف مسلمان اندر اندر پگھل رہے تھے، ان کے اندر جو جوہر تھا، یا سمجھ لیجئے کہ اندر جو سوتا تھا، بلکہ جو ایمان کا لوہا تھا، وہ خود نرم ہونے اور گھلنے لگا، اور اندیشہ یہ ہوا کہ کوئی کہے نہ کہے یہ خود اسلام سے بالکل بے تعلق ہوجائیں گے، تو انہوں نے دیکھا کہ لاکھوں لاکھ نہیں کروڑوں آدمی، جو نام کے مسلمان ہیں، نماز پڑھتے ہیں نہ خدا سے ڈرتے ہیں کسی معاملے میں، اور جن پر زکوۃ فرض ہے زکوۃ نہیں دیتے، جن پر حج فرض ہے وہ حج کو نہیں جاتے، اور اس کے علاوہ ان کی معاشرت اور ان کے رہنے سہنے کا طریقہ بھی بالکل ہندوانہ ہے، تو ان کے دل پر چوٹ لگی، یہ اللہ کی طرف سے ہوا کہ وہ درد سے ایسے تڑپے کہ اپنے آپ پر قابو نہ پاسکے اور جیسے اللہ جن لوگوں سے کام لیتے ہیں، وہ مامور من اللہ ہوتے ہیں، وہ نبوت نہیں، نبوت تو ختم ہوئی، لیکن ایسے اللہ کے بندے ہوتے ہیں جن سے اللہ کام لیتا ہے، ان کو اللہ آلۂ کار بنادیتا ہے، اور اسلام کے لئے ان میں جذب کی کیفیت پیدا کردیتا ہے، ایک اخلاص پیدا کردیتا ہے، ایک فنائیت پیدا کردیتا ہے، میں آج جو آپ کے سامنے اس وقت بول رہا ہوں ان خوش قسمت لوگوں میں، میں ضرور اس کو خوش قسمتی ہی کہوں گا، اور اسی پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہتا ہوں، اور ادا کرتا رہوں گا کہ اللہ نے مجھے ان کی زیارت ہی نصیب نہیں کی، بلکہ ان کی صحبت بھی نصیب کی، ان کے ساتھ سفروں میں بھی رہا، ان کا ترجمان بھی بنا، اور انہوں نے میری ترجمانی پر اپنی خوشی اور اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا، جب میں نے رسالہ لکھا ''ایک اہم دینی دعوت'' اور میں نے نظام الدین میں مبلغانِ دین اور حضرت مولاناؒ کو سنایا، تو انہوں نے ایسی دعائیں دیں، ایسے خوش ہوئے، اور ان کے خطوط چھپے ہیں ''مکاتیب مولانا محمد الیاسؒ'' اس میں دیکھئے ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے، حضرت کو کیا تعلق تھا اور حضرت کے تعلق کی ایک اور وجہ بھی تھی، اور یہ مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ سید احمد شہیدؒ، حضرت مولانا الیاسؒ صاحب کے پرنانا مفتی الٰہی بخش صاحبؒ ان کے مرید وخلیفہ تھے اور سلسلہ

www.abulhasanalinadwi.org

پورا چلا آرہا تھا، تو حضرت سے بہت قریب رہنے کا اتفاق ہوا، حضرت پر یہ بات اللہ نے منکشف کی کہ مسلمانوں کو دین سیکھنے کی صورت صرف یہ ہے کہ ان کو ان کے مشاغل سے چھڑایا جائے، کہ الحمد للہ یہ کفر کے شکار نہیں، کفر کے مارے ہوئے نہیں ہیں، اور الحمد للہ باہر کی ضلالت کے مارے ہوئے نہیں ہیں، اور یہ شیطان کے بالکل چکر میں نہیں آتے، ان کی مصروفیت، ان کے تعلقات اور دین کی اہمیت کو نہ سمجھنا، یہ وجہ ہے کہ یہ دین کے لئے وقت نہیں نکالتے، دین کو سیکھنے کے لئے ان کو وقت نہیں ملتا، اور ان کے دل ودماغ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ایک ماحول بن گیا ہے کہ صبح اٹھے، دکان کو گئے جو دوکاندار ہیں، یا کھیت پر گئے جو کاشت کار ہیں، یا بعض لوگ دفتر میں چلے گئے جو ملازم ہیں، اور اپنے کام سے آگئے، اور پھر پڑ کر سو گئے، اور بیوی بچوں میں رہے۔

دو باتیں

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے دو باتوں پر زور دیا، اول یہ کہ مسلمانوں کی نگاہ میں ین کی اہمیت اور قیمت پیدا کی جائے، اور بتلایا جائے کہ ان کی جو زندگی گذر رہی ہے غفلت کی، یہ جاہلیت کی زندگی ہے، اور دوسری بات یہ کہ صرف بات سے کام نہیں چلے گا، بلکہ تدبیر چاہیے، جیسے ہمیشہ ہر بڑے کام کے لئے تدبیر کی ضرورت ہوتی ہے، وہ تدبیر یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس پر آمادہ کیا جائے کہ تھوڑے دن کے لئے گھر چھوڑ کر نکلیں، باہر جائیں، اور دین کا جو حصہ ان کو نہیں آتا مثلاً دین کے بنیادی عقائد اور ضروری مسائل نہیں آتے اور جن کو کلمہ نہیں آتا، وہ کلمہ سیکھیں، انہوں نے دیکھا کہ لاکھوں لاکھ آدمی ایسے ہیں جو کلمۂ توحید (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) بھی صحیح طور پر پڑھ نہیں سکتے، اب بھی لاکھوں ہونگے، ایک تو یہ کہ جن کو کلمہ نہیں آتا وہ کلمہ سیکھیں، اور یاد کریں اور دوسروں کو سکھائیں، جن کو نماز پڑھنی نہیں آتی، وہ نماز پڑھنا سیکھیں، اور جن کو نماز کے اندر پڑھنے والی چیزیں یاد نہیں، وہ سیکھیں، اور ان کے کان میں صحابہ کرامؓ کے حالات پڑیں، اور ان کے اندر ایمان تازہ ہو، اور یہ اپنے اسلام پر فخر کریں، اور ان کو سمجھیں کہ یہ ہمارے

www.abulhasanalinadwi.org

لئے مقتدیٰ ونمونہ ہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

مگر توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے

اور یہ بالکل اللہ تعالیٰ کی سنت زندہ ہے کہ ایسا دل میں ڈالتا ہے جیسے اللہ کی طرف سے آئی ہو، نہ نبوت اور نہ پیغمبری، بلکہ اللہ تعالیٰ کام لیتا ہے، جیسے آج دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں پر کسی چیز کا غلبہ ہے، اور وہ کام ایسے کررہا ہے کہ جیسے کوئی کام کرارہا ہو، حضرت کے دل میں یہ بات آئی، ضرورت بھی آئی، اور اس کو پورا کرنے کا طریقہ بھی آگیا، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انتظام ہوتا ہے، ضرورت کا احساس ہو اور اس ضرورت کی تکمیل کا طریقہ نہ معلوم ہو تو وہ محنت وقوت اکثر ضائع جاتی ہے، اللہ نے اول تو ان کے دل میں ایسا درد پیدا کیا کہ مسلمان اتنی بڑی تعداد میں ہیں لیکن لاکھوں آدمی کلمہ نہیں جانتے اور لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمی ہوں گے کہ جو صحیح طور پر نماز پڑھنا نہیں جانتے، اور کتنے ہیں جن کو دین سیکھنے کا شوق ہی نہیں، اور کتنے ہیں جن کو مرنے کے بعد آخرت کا، جنت ودوزخ کا یقین ہی نہیں، اور جن کو یقین ہے تو وہ کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، فرصت ہی نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالا کہ ایمان کی دعوت دیں، اور یہ کہ تبلیغی دعوت ایمان کی دعوت ہے، تجدید ایمان کی دعوت ہے، اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ ایمان پیدا کرنے اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے کے لئے کچھ وقت نکالیں، باہر جائیں، اور سیکھیں اور تعلیم حاصل کریں، اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں، اور اپنے گھر میں بھی وہی دینی زندگی کا نقشہ قائم کریں، دینی ماحول قائم کریں، کہ اس میں اخلاق بھی ہو، اس میں حسن معاملہ بھی ہو، اس میں بچوں کو دینی تعلیم دینے کا شوق بھی ہو، اور اس کا ڈر ہو کہ اگر ہم نے اپنے بچوں کو دینی تعلیم نہ دی، ان کو اسلام نہ سمجھایا کہ اسلام کیا ہے؟ اس کے مطالب کیا ہیں؟ اور اس کے فرائض کیا ہیں؟ ہم چاہے ولایت کے درجے تک پہنچ جائیں، مگر یہ تو پھر کفر کے شکار بن جائیں گے، پھر ارتداد

www.abulhasanalinadwi.org

کے خطرے میں پڑ جائیں گے، اسی لئے اللہ نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پوری اسلامی زندگی پر عمل کرنے، اور اسلامی زندگی کو گھر اور ماحول میں جاری کرنے اور اس کو نافذ کرنے کا ان کے اندر شوق ہو۔

یہ ایک حصار ہے

اس لئے جب آپ اس کے نمبر دیکھتے ہیں تو اس میں کلمہ طیبہ ہے، اس میں علم وذکر ہے، اس میں اللہ کے راستے میں نکلنا ہے، اس میں اکرام مسلم ہے، اس میں مسلمان کی عزت کا اور مسلمان کا احترام کرنا ہے، تو یہ ساری چیزیں زندگی کو ڈھالنے والی ہیں، یعنی زندگی کا ایک کونہ نہیں ہے، بلکہ پوری زندگی ڈھل کر نکلتی ہے، اگر واقعی کلمہ طیبہ یاد ہو، اس کے معنی اور تقاضے معلوم ہوں، اور اس کے بعد پھر علم کا شوق ہو، اس کی اہمیت کا احساس ہو، اور پھر ذکر کی توفیق بھی، اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو، پھر اللہ کے راستے میں نکلنا بھی ہو، اور وقت بھی نکالتا ہو، پھر مسلمان کا احترام بھی کرے، یہ تو ایک پرہیز کے طور پر ہے، وہ غذا ہے، یہ دوا ہے۔

موجودہ دور کا ارتداد

میرے بھائیو! اب اس وقت ہمیں اور آپ کو سمجھنا چاہئے کہ ایک تو ہمیں خود مسلمان بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے کو اس کا محتاج سمجھنا چاہئے، بڑا اپنی شان کے مطابق اور چھوٹا اپنے درجے کے مطابق، بالکل ان پڑھ اپنے درجے کے مطابق اور پڑھا لکھا تعلیم یافتہ اپنے درجے کے مطابق، یہاں تک کہتا ہوں کہ عالم اپنے درجے کے مطابق۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ دین کو دوسروں تک پہونچانے کے لئے وقت نکالنا چاہئے۔

دیکھئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ جب حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اس وقت

www.abulhasanalinadwi.org

احساس کیا کہ اس وقت کا سب سے بڑا خطرہ کیا ہے، ارتداد کا خطرہ ہے اور ارتداد کہاں سے آرہا تھا، ارتداد آرہا تھا ہندو جوگیوں، ہندو سادھوؤں کی طرف سے، یہ کہا جارہا تھا کہ سب ہمارے بزرگوں کی اولاد ہیں، اور یہ اسلام میں چلے گئے ہیں اور ان کو پھر واپس لانا چاہئے، آج یہ خطرہ آرہا ہے نصاب تعلیم کے ذریعہ سے، کورس جو پڑھایا جارہا ہے اسکولوں میں، اس کے ذریعہ سے، T.V. کے ذریعہ سے، ریڈیو کے ذریعہ سے، Press کے ذریعہ سے اور جلسوں کے ذریعہ سے اور فرقہ پرست جماعتوں کے جو افراد ہیں ان کی طرف سے مہم چلائی جارہی ہے، اس کے بغیر ملازمت نہیں ملتی، اس کے بغیر ترقی نہیں ہوتی اور اس کے بغیر Money نہیں ملتی اور اس سے زیادہ یہ کہ مرعوبیت پیدا ہورہی ہے، جو نئی نسل پیدا ہورہی ہے وہ سمجھتی ہے کہ ہمارے پاس فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں، ہماری تاریخ بہت تاریک ہے، اس تاریخ کو دیکھ کر ہمیں بہت شرم آتی ہے، نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے واقفیت ہے، اور نہ صحابۂ کرام کے کارناموں سے، اسی لئے تبلیغی جماعت میں فضائل صحابہ اور حکایات صحابہ داخل کی گئی ہیں کہ مسلمان باہر نکلیں اور تبلیغ میں حصہ لیں اور صحابۂ کرام کے حالات سے واقف ہوں اور ان کو اپنے لئے نمونہ اور اسوہ بنائیں اور اس پر فخر کریں اور اسی طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق کے ساتھ پیش آئیں، دوسرے کی سختی کو، اور اس کی کسی وقت صاف گوئی کو ہم برداشت کریں، لڑنے مرنے کے لئے تیار نہ ہوجائیں، اور اس طریقہ سے حضرت کو احساس ہوا، وہ منظر دیکھ کر، وہ حقیقت دیکھ کر، جو بالکل روز روشن کی طرح ان کے سامنے تھی کہ ہندوستان کے مسلمان ارتداد کے خطرے میں پڑ گئے ہیں، اس تحریک اور اس پروپیگنڈے کی وجہ سے کہ اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت ہندوؤں میں سے اسلام کی طرف گئی ہے، اس لئے ان کو پھر واپس لانا چاہئے، جیسے حضرت نے اس کا احساس کیا اب اللہ کے بندے کو جس کا احساس کرنا ہے اس کو کرنا چاہئے، اب جو ارتداد کا خطرہ ہے وہ اسکولوں کی تعلیم سے آرہا ہے وہ T.V اور ریڈیو سے آرہا ہے، وہ مہابھارت کے قصوں سے آرہا ہے، وہ رامائن کے قصوں سے اور کہانیوں سے

www.abulhasanalinadwi.org

آرہا ہے، اور وہ متعصب فرقہ پرست لوگوں کی تقریروں سے آرہا ہے۔

اردو کا ختم ہو جانا نہایت خطرناک ہے

اور پھر اس کے علاوہ جو منصوبے بنے ہوئے ہیں، وہ بڑے خطرناک منصوبے ہیں کہ مسلمانوں کی اردو مٹ جائے، اردو کا نام ونشان نہ رہے، تو پھر ہندی پڑھنے پر مجبور ہوں گے، اور ہندی میں وہی سب کچھ ہے جو ہندو چاہتے ہیں، تو وہ اپنے ماضی سے اور اپنے اسلاف سے واقف نہیں ہو سکیں گے، اس لئے اردو کا ختم ہو جانا نہایت خطرناک، دینی تعلیم کا نہ ہونا نہایت ہی خطرناک ہے۔

ہر زمانے کا ایک خطرہ ہوتا ہے

یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ اس میں تبلیغی نصوص سے کوئی ٹکراؤ نہیں کہ جس کو عربی میں ارتداد کہتے ہیں یہ اسی کا پھیلاؤ ہے، مجھے یقین ہے کہ حضرت رحمہ اللہ اس وقت حیات ہوتے تو وہ ان سب چیزوں کو لیتے اور ان خطروں کو ہمارے بڑے بڑے مسلمان رہنماؤں سے کہیں زیادہ، پچاس گنا زیادہ محسوس کرتے، اور آپؒ کی نیند اڑ جاتی کہ کیا سے کیا ہو رہا ہے؟ اس لئے کہ ہر زمانے کا ایک خطرہ ہوتا ہے اور ہر زمانہ کا خطرہ ایک خاص شکل میں آیا کرتا ہے، ایک ہی شکل میں نہیں آتا، ایک زمانے میں جنگوں کی شکل میں آیا کرتا تھا کہ اگر کوئی کسی کو مٹانا چاہتا تھا، بدلنا چاہتا تھا، تو لڑائی چھیڑ دیتا تھا اور ہو جاتی تھی، اب اس کی ضرورت نہیں ہے، اب کسی باہر کی طاقت کا کسی ملک پر حملہ کرنا، یہ ایک بہت معیوب بات سمجھی جاتی ہے اور بہت گھٹیا، اب دیکھئے کہ جب عراق نے کویت پر حملہ کیا تو ساری دنیا چیخ اٹھی، پھر عراق کو پیچھے ہٹنا پڑا، اب یہ طریقہ نہیں رہا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اصلاح معاشرہ کا کام کریں

اب طریقہ کیا ہے؟ کہ کام بھی ہو جائے اور بدنامی بھی نہ ہو اور شور بھی نہ ہو، اور وہ ہے کہ یہ جو آپ کے بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں، ان کے نصاب میں، ان کے کورس میں، جو چیزیں رکھی گئی ہیں ہندو دیو مالا رکھی گئی ہے، وہ گنیش جی اور رام پر عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے عقیدۂ توحید کے تصور سے بھی ناواقف ہوتے ہیں، دیکھ لیجئے جو بچے اسکولوں سے پڑھ کر نکل رہے ہیں ان کی زبان سے کفریہ کلمات نکلتے ہیں، آج اگر حضرت ہوتے تو ہمیں پورا یقین ہے، کہ ہم نے حضرت کے ساتھ دن ورات گذارے ہیں، حضرت کی باتیں سنی ہیں، حضرت کی خلوت وجلوت کو دیکھا ہے، حضرت کے دل میں جو داغ تھے، جو پھپھولے تھے، زخم تھے، وہ ہمارے سامنے آئے، تو آج حضرت بے چین ہو جاتے اور اس کو شامل کر لیتے کہ خود بھی مسلمان بنو اور اپنے بچوں کو بھی مسلمان بناؤ، اور آپ ہی سوچئے کہ ہم مسلمان بن گئے، ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ تہجد گذار بھی ہو گئے، لیکن آپ کے بچے، گر کلمہ تک نہیں جانتے اور وہ نہیں جانتے کہ نماز کیا چیز ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد یہی نہیں بلکہ اس کے مقاصد اور اس کے عقائد ہندو عقائد، اس کے بعد کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا اور اس کو مسلمان کہا ہی نہیں جا سکتا، تو وہ چیز کیا تھی اور پھر آئندہ مستقبل کیا ہوگا کل کیا ہوگا؟ اس لئے آپ سے میری گذارش یہ ہے کہ اصلاح معاشرہ کا کام کریں۔

یہ تبلیغ کے منافی نہیں ہے

بزرگو! یہ جو رسمیں ہمارے خاندانوں میں آگئی ہیں، یعنی میری مراد یہ فضول خرچیاں جو آرہی ہیں، لاکھوں لاکھ روپئے اڑا دیتے ہیں نام ونمود کے لئے اور یہ جہیز کی جو مصیبت آگئی ہے، جہیز کی جو بیماری ہے، اتنا تو نہیں آپ کے یہاں خدا کا شکر ہے، نہ بھٹکل میں اور نہ کرناٹک میں، لیکن بہار و یوپی میں اور ادھر آندھرا پردیش میں، کہیں کرن کے نام سے، کہیں گھوڑے

www.abulhasanalinadwi.org

جوڑے کے نام سے، وہ مطالبے کئے جاتے ہیں کہ اتنا جہیز لائے، لڑکی اتنا جہیز لائے، موٹر لائے، امیسیڈر کار لائے، Fiat کار لائے یا ماروتی لائے، یا کم از کم درجہ یہ ہے کہ اسکوٹر لائے، لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں، جوان ہوگئی ہیں، جوانی سے گذر رہی ہیں اور ان کو شوہر تک نہیں ملتا! اس لئے کہ وہاں سے مطالبے آتے ہیں، ہمارے پاس بھی خط آتے ہیں ایسے خط آتے ہیں کہ پڑھا نہیں جاتا، لوگ ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہماری چار لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں، اور جو پیغام آیا ہے، اس کے ساتھ فہرست آئی ہے، یہ مطالبہ آیا ہے، ہم نہیں کر سکتے! اور یہاں تک کہ بعض ہندو خاندان کے لوگوں نے خودکشی کر لی ہے اور خط لکھ کر کے چھوڑا، تحریر چھوڑی، تا کہ کسی پر الزام نہ آئے کہ میں اس لئے اپنی زندگی کا خاتمہ کر رہا ہوں کہ میری بیٹیاں بیٹھی ہوئی ہیں، میں شادی نہیں کر سکتا، میں کہاں تک برداشت کروں، ایسی صورت حال میں ہم لوگ معاشرہ کی بھی اصلاح کی فکر کریں، یہ تبلیغ کے منافی بات نہیں ہے، یہ تبلیغ میں شامل ہے، تو نمبر وہی رہیں گے اور ان کی ترتیب وہی رہے گی، انکی اہمیت وہی رہے گی، ان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، لیکن جو اس کی تشریح اور اس کا پھیلاؤ ہے، مثلاً آپ جب مسجد آتے ہیں تو آپ مسجد میں درود شریف پڑھتے ہوئے، اور **اللهم افتح لي أبواب رحمتك** پڑھتے ہیں، پھر آپ خاموش بیٹھتے ہیں، سنت پڑھتے ہیں، یہ سب، حالانکہ آپ کو پڑھنا اور کرنا ہوتا ہے، ایسے ہی اپنی زندگی گذارنے کے لئے معاشرت، اخلاق، معاملات سب کو درست کیجئے، ان اعلی اخلاق کو دیکھ کر غیر مسلموں کو اسلام کی طرف کشش ہوگی، اور لوگ اسلام میں داخل ہوں گے، اور اللہ تعالی کی رحمت نازل ہوگی۔ میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر ان لوگوں سے جو جماعتوں میں شامل ہیں اور کام کرتے ہیں، ان کو پورے طور پر ذمہ داری سمجھ لینا چاہئے تو نمبر اپنی جگہ پر، نمبر وہی ہیں اور نمبر کے نمبر وہی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم کی فکر کرنی چاہئے، اور اپنے اخلاق، اصلاح معاشرہ کا کام بھی کرنا چاہئے، تا کہ اس سے وہ خرابیاں اور بے برکتی خدا کی طرف سے بلکہ بے برکتی نہیں خدا کی طرف سے عذاب کا خطرہ ہے! شرم نہیں آتی لوگوں کو کہ اپنے لڑکے کے لئے بیوی مانگی ہے، بہو

www.abulhasanalinadwi.org

مانگی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اتنی لمبی فہرست مطالبات کی، کہ یہ دیجئے، وہ دیجئے، وہ دیجئے، تو ہمارے بیٹے سے شادی ہو سکے گی۔

ہندوستان میں رہ کر یہاں کے حالات کا بھی جائزہ لیتے رہیں

یہ سب چیزیں، اصلاح معاشرہ، اخلاق کی درستگی، اور اسلامی اخلاق پیدا کرنا، صحابہؓ کرام کے حالات دیکھ کر، اور اللہ کے دین کو سمجھنے کے لئے اور اس کو لوگوں تک پہونچانے کے لئے وقت نکالنا اور ایسی اسلامی زندگی گھر میں بھی گذارنا، محلہ میں بھی گذارنا، شہر میں بھی گذارنا، ملک میں بھی گذارنا، اس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی برکت شامل ہوتی ہے اور رغبت پیدا ہوتی ہے اسلام کی طرف، بس یہ سب ہے اور ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے آپ لوگوں کو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی دعوت میں، ایک ایسے کام میں تعلق بخشا ہے اور توفیق دی ہے، جس کام کے صحیح ہونے میں، مقبول ہونے میں، اور اللہ کے قرب کا ذریعہ بننے میں کوئی شبہ نہیں ہے، کتنے اہل حق ہیں یہاں اور یہاں۔ سے لے کر عرب تک، عرب کے کتنے لوگ آرہے ہیں یہ سب اسی بات پر متفق ہیں کہ یہ کام للہ فی اللہ اور یہ مخلصانہ کام ہے، اور یہ اپنی ترقی کا ذریعہ ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ آپ ہندوستان میں جو رہتے ہیں، یہاں کے حالات کا بھی جائزہ لیتے رہیں، اس کی ممانعت نہیں ہے، آخر آپ کو معلوم ہو کہ شہر میں کیا ہوا، اخباروں میں کیا آرہا ہے، ملک میں کیا ہو رہا ہے، اور اب کے جو ہو رہا ہے اس کے مقابلے میں، اس کو اس کے نقصان کے خطرہ سے دور کرنے کے لئے آپ کو کیا کرنا چاہئے؟ بہت اچھی بات ہے۔

☆☆☆

قلمبند:......حفیظ الرحمٰن حاجی امین

www.abulhasanalinadwi.org

تزکیۂ باطن کی اہمیت☆

بعد حمد وصلوۃ!

﴿وأنيبوا إلى ربكم وأسلموا له من قبل أن يأتيكم العذاب ثم لا تنصرون﴾(۱)

دین ہر قسم کی ترقیات کا ضامن ہے

میرے بھائیو، دوستو اور بزرگو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور سید المرسلین اور سید النبیین وشفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو دین عطا فرمایا ہے وہ نہ صرف یہ کہ ہر زمانہ کے لئے مکمل ہے اور کافی ہے بلکہ ہر طبقہ کے تمام انسانوں کے لئے اس کے ذریعہ سے ترقی اور اللہ تبارک کا قرب حاصل کرنا اور روحانی، ذہنی اور اخلاقی ترقی کرنا ممکن ہی نہیں بلکہ آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر﴾(۲) ہم نے قرآن مجید کو آسان کیا نصیحت حاصل کرنے کے لئے، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

مومن کے دو دن برابر نہیں ہو سکتے

یہ دین جس پر ہمارا آپ کا ایمان ہے اس میں اللہ نے ایسی وسعت رکھی ہے کہ اگر اللہ

☆ تقریر بعد نماز جمعہ، بمقام جامع مسجد بھٹکل، بتاریخ ۲۹ر نومبر ۱۹۹۱ء۔

(۱) سورة الزمر/٥٤۔

(۲) سورة القمر/١٧۔

www.abulhasanalinadwi.org

تعالی کا انسان پر فضل ہو جائے اور اس کی ہمت بلند ہو اور اس کو دین کی قدر ہو تو اس کے دو دن برابر نہیں ہو سکتے بلکہ کہنے والوں نے یہاں تک کہا ہے کہ من استوی یوماہ فھو مغبون جس کے دو دن برابر رہے یعنی کل جو حالت تھی اور جو قرب خداوندی اور معرفت اس کو کل حاصل تھی اور جو دین کا شوق اس کو کل تھا اور جو توفیق اسے کل ہو رہی تھی وہی آج بھی ہے تو ایسا شخص گھاٹے میں رہا، یہ دین ایسا ہے کہ میں خانۂ خدا میں بیٹھ کر کہہ رہا ہوں اور ان بزرگوں کے حالات پڑھ کر، ان کے کمالات کتابوں میں دیکھ کر اور ان کی پوری عقیدت اور ان کی محبت اور عقیدت کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہوئے میں یہ کہہ رہا ہوں، کہ اس امت کا بڑے سے بڑا ولی بھی اگر دنیا میں ہو تو اب بھی اس کے لئے ترقی کرنے اور قرب خداوندی حاصل کرنے کی اب بھی اس دین میں گنجائش ہے اور وہ مزید ترقی کر سکتا ہے۔

دین میں ایک شوشے کو گھٹانے بڑھانے کی ضرورت نہیں

یہ دین اپنے احکام اور اپنے شرائع اور اپنے حدود اور قانون شرعی میں مکمل ہے ﴿الیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الإسلام دینا﴾(۱). اللہ تعالی صاف فرما چکا ہے کہ میں نے تمہارے لئے اس دین کو مکمل کر لیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اس دین کو اسلام کو دین کے طور منتخب اور پسند کر چکا، اس میں تو ایک شوشے کو گھٹانے بڑھانے کی گنجائش نہیں، دنیا کی کوئی بڑی ہستی، بڑے سے بڑا ولی، بڑے سے بڑا فقیہ، بڑے سے بڑا قاضی، بڑی سے بڑی سلطنت اس کے احکام اور اس کے نصوص اور اس کے الفاظ و حروف کیا معنی اس کے نقطوں میں بھی کمی زیادتی کرنے کی مجاز نہیں اور جو کرے گا وہ اس دین سے خارج ہو جائے گا، اللہ تعالی فرما چکا کہ میں نے دین مکمل کر لیا کہ یہی پانچ وقت کی نمازیں رہیں گی یہی رمضان کے روزے رہیں گے اور رمضان کے روزے چاند دیکھ ہی شروع

---

(۱) سورۃ المائدۃ/۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہونگے اور چاند دیکھ کر ختم ہونگے اور حج وہیں ہوگا جہاں ہورہا ہے تیرہ سوساڑھے تیرہ سوبرس سے بلکہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں جو جگہ تھی جس جگہ کو اللہ تعالی نے قبول فرمایا تھا وہی صفا ہے وہی مروہ ہے اور وہی مطاف ہے وہی بیت اللہ ہے وہی منیٰ ہے وہی عرفات ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہوسکتا ہے جو تغیر کی جرأت کرے گا یا اعلان کرے گا وہ دین سے خارج ہو جائے گا۔

دین مکمل ہو گیا ہے لیکن!

یہ دین مکمل ہو چکا لیکن اللہ تعالی سے قرب حاصل کرنے اور ولایت کے درجات طے کرنے اور اللہ کی مقبولیت حاصل کرنے اور مستجاب الدعوات ہونے اور صاحب کرامات ہونے اور اللہ تعالی کا محبوب بننے اور دنیا کے لئے فیض رساں ہونے کی گنجائش باقی ہے یہاں تک کہتا ہوں کہ امام الأولیاء سید الأولیاء سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اگر اس وقت حیات ہوتے تو ان کے لئے بھی اس دین کے ذریعہ اللہ کا مزید قرب حاصل کرنے کا موقعہ تھا۔

ہر طبقے کا معاملہ حالات کے اعتبار سے ہے

مگر ہر طبقے کا معاملہ اس طبقے کے حالات کے مطابق ہے جو بھائی فرائض کا پابند نہیں ان کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ فرائض کے پابند ہو جائیں، اس کے بغیر کوئی اطاعت اللہ کے یہاں قبول نہیں جو نماز کا پابند نہیں اس کو نماز کا پابند ہونا چاہئے، سب سے پہلے جو روزہ نہیں رکھتے روزہ ان پر فرض ہے وہ روزہ رکھے بغیر نہیں چل سکتا! اللہ تبارک وتعالی کے یہاں جواب دینا پڑے گا اور ان کے مسلمان ہونے میں بھی شک ہوگا اسی طریقے سے جن پر زکوۃ فرض ہوگئی ان کو اپنے عالموں اور مفتیوں سے پوچھ کر اپنا پورا حساب کر کے زکوۃ ادا کرنی چاہئے اور جن پر حج فرض ہے اور جو صاحب استطاعت ہیں اور جو ﴿من استطاع إليه سبيلا﴾(۱) کے حکم میں آتے ہیں ان کو سب سے پہلے حج کے فریضہ سے سبکدوش ہونا چاہئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اپنی سطح کے مطابق بلندی کی گنجائش ہے

لیکن اس کے ساتھ جو لوگ اس کے پابند ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ اب ان کی ترقی کا راستہ بند ہوگیا آگے اب کچھ نہیں ہے بلکہ وہ برابر ترقی کر سکتے ہیں، اس لئے اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وأنيبوا إلى ربكم وأسلموا له من قبل أن يأتيكم العذاب﴾ ﴿اذكروا الله ذكرا كثيرا﴾(٢) اللہ تعالی کا ذکر کرو اور اللہ تعالی کی طرف رجوع وانابت کرو اور وہ فرماتا ہے کہ اس کی نعمتیں کسی پر ختم نہیں ہیں، برابر اس کے یہاں گنجائش ہے اور اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہے سب کو اس کی حیثیت اور اس کے مقام کے مطابق دے سکتا ہے۔

ہمارے جو بھائی نماز روزے اور ارکان اربعہ کے پابند ہیں اور فرائض کو پورا کرتے ہیں ان کو اور ترقی کی کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالی کے ذکر کی عادت ڈالنی چاہئے ﴿اذكروا الله ذكرا كثيرا﴾ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ تعالی کا زیادہ ذکر کرو ﴿وسبّحوه بكرة وأصيلا﴾(٣) صبح وشام تسبیح پڑھو، ان کو اپنے اخلاق کو دیکھنا چاہئے اپنا جائزہ لینا چاہئے اگر نفسانیت ہے تو نفسانیت دور کرنا چاہئے، اگر اخلاق ذمیمہ ہے، اگر اخلاق اسلام کی سیرت سے مطابقت نہیں رکھتے تو اس خرابی کو دور کرنا چاہئے مثلاً مال کی محبت حد سے بڑھی ہوئی ہے تو اس کو کم کرنا چاہئے اعتدال میں رہنا چاہئے اور اگر کسی منکر چیز کے مرتکب ہو رہے ہیں بدنگاہی کے مرتکب ہیں، برے خیالات کے مرتکب ہیں حسد کا مادہ ہے ان کے اندر، یا ان کے اندر کسی سازش میں شریک ہوجانے کا مادہ ہے یا اسلام سے پوری محبت نہیں یا دینی حمیت نہیں ہے ان کو اس کی فکر کرنی چاہئے تو اللہ کے دین اور کتاب وسنت میں سب کے لئے اس کی سطح کے مطابق اور بلند

---

(١) سورة آل عمران/ ٩٧۔

(٢) سورة الأحزاب/ ٤١۔

(٣) سورة الأحزاب/ ٤٢۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہونے کی گنجائش ہے اس لئے ہمارے لئے ہمارے امراض نفسانی کو دیکھنا چاہئے اور جو کتابیں بزرگان دین نے تزکیہ کے موضوع پر تحریر کی ہیں ان کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

تزکیۂ باطن کی اہمیت

دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالی بیان کرتا ہے وہ تین جگہ قرآن مجید میں آئی ہیں ﴿هو الذی بعث فی الأميين رسولا منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم و يعلّمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفی ضلال مبين﴾ (۱) رسالت کے جو فرائض ہیں وہ کیا کیا ہیں سب سے پہلے تو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنانا ﴿يتلوا عليهم آياته ويزكيهم﴾ اور ان کا تزکیہ فرماتا ہے یعنی ان کے نفوس کو دھوتا ہے اور صاف کرتا ہے جیسے برتن صاف کیا جاتا ہے مانجھا جاتا ہے یہ تزکیہ بھی ضروری ہے اس کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے اس کے لئے حکماء اسلام اور جوامت کے مربی ہیں اور جو نفوس کی بیماریوں سے اور شیطان کی مکاریوں سے واقف ہیں ان کی کتابیں دیکھنا چاہئیے اور وہاں سے اپنے مرض کی تشخیص کرنی چاہئے کہ یہ جو بیان کیا جارہا ہے یہ مرض تو مجھ میں موجود ہے، حسد میرے اندر ہے، مال کی محبت تو بہت حد سے بڑھ گئی ہے، یہ تو میرا ہی حال بیان کیا جارہا ہے اور دیکھئے صحابہ کرام کس طرح قرآن مجید کو آئینہ سمجھ کر اپنی باطنی تصویر کو دیکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

میں کس گروہ میں داخل ہوں

میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں اس سے آپ کے سامنے بہت بڑا ایک میدان کھل جائے گا واقعہ یہ ہے کہ حضرت احنف ابن قیس رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں وہ ایک مرتبہ

---

(۱) سورۃ الجمعۃ/۲۔

www.abulhasanalinadwi.org

بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک قاری قرآن پڑھ رہا تھا جب اس نے یہ پڑھا کہ ﴿لقد أنزلنا إليكم كتابا فيه ذكركم أفلا تعقلون﴾ (۱) پتہ نہیں کتنی مرتبہ سنی ہوگی انہوں نے یہ آیت، وہ اہل زبان تھے اور پھر صحابہ کے صحبت یافتہ تھے اور بڑے مجاہد تھے اور بڑے صاحب حمیت تھے ان کے حالات پڑھیے، حضرت احنفؒ چونک پڑے ایک دم سے کہنے لگے کیا مطلب؟ ﴿لقد أنزلنا إليكم كتابا فيه ذكركم أفلا تعقلون﴾ ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی جس میں تمہارا تذکرہ ہے، ﴿أفلا تعقلون﴾ تم سمجھتے نہیں؟ ''عليّ بالمصحف عليّ بالمصحف"، لاؤ قرآن شریف لاؤ، قرآن شریف لاؤ، دیکھوں میرا تذکرہ کن الفاظ میں ہے اور میں کس گروہ میں شامل ہوں اب انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو ان کے سامنے اہل جہنم کے حالات نکلنے شروع ہوئے کہ ﴿قالوا ما سلككم فى سقر قالوا لم نك من المصلين ولم نك نطعم المسكين وكنا نخوض مع الخائضين﴾ (۲) اہل جہنم سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں جہنم میں کون سی چیز لائی وہ کہیں گے کہ ہمیں نماز سے کوئی واسطہ نہیں تھا ﴿لم نك من المصلين﴾ اور ہمیں مسکینوں کو کھانا کھلانے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کبھی توفیق نہیں ہوتی تھی ﴿وكنا نخوض مع الخائضين﴾ اور جیسی باتیں ہوتیں محفل میں اور جو تذکرہ ہوتا اسی میں ہم لگ جاتے کہنے لگے اللہ پناہ میں رکھے'' نعوذ بالله من ذلك" پھر دوسری جگہ کھولا جس میں اہل جہنم اور کفار کا ذکر تھا انہوں نے استغفار کیا توبہ کی اور کہا کہ نہیں ایسے لوگوں میں تو الحمد للہ میں نہیں ہوں پھر اس کے بعد اب انہوں نے کھولا تو اس میں ﴿قد أفلح المؤمنون الذين هم فى صلاتهم خاشعون والذين هم عن اللغو معرضون، والذين هم للزكاة فاعلون والذين هم لفروجهم حافظون﴾ (۳) اب مومنین کا تذکرہ آیا کہ کامیاب ہوئے وہ اہل ایمان جن کو اپنی نمازوں میں

---

(۱) سورة الأنبياء/ ۱۰۔

(۲) سورة المدثر/ ۴۳-۴۵۔

(۳) سورة المؤمنون/ ۱-۵۔

www.abulhasanalinadwi.org

خشوع حاصل ہے اور جو اپنی امانتوں اور عہد کے بڑے پابند ہیں اور کہنے لگے اس مرتبے تک اب تک میں نہیں پہونچا ہوں یہ میرا حال تو نہیں معلوم ہوتا پھر انہوں نے ایک جگہ پڑھا ﴿تتجافی جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعا﴾ (۱) ان کو چین نہیں پڑتا بستروں پر کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور پہلو بدلتے رہتے ہیں اللہ کے خوف سے اور بس رات ان کی آنکھوں میں کٹ جاتی ہے اور کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لئے، کہنے لگے نہیں یہاں بھی میں نظر نہیں آتا، یہ تو بڑے رتبہ کی چیز ہے میرا ذکر کہاں ہے جب اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ہم نے ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے یہ ایک تفسیر ہے ایک تفسیر یہ ہے کہ تمہارے لئے نصیحت ہے اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ تمہارا اس میں تذکرہ ہے، اس کے بعد کھولتے کھولتے اللہ تعالی نے انکی رہبری کی، ایک جگہ سورہ توبہ نکلی، اس میں یہ آیت آئی کہ ﴿وآخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا وآخر سيئا عسى الله أن يتوب عليهم﴾ (۲) چند اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں (یہ غزوہ تبوک کے تذکرہ اور سیاق میں آیا ہے کہ) کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا ﴿اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا وآخر سيئا﴾ جو نیک کام بھی کئے ہیں کہ ان سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں دونوں ملی جلی ہوئی ہیں ﴿عسى الله أن يتوب عليهم﴾ امید ہے کہ اللہ تعالی ان کی توبہ قبول کرلے "اللهم أجد نفسي بهؤلاء"، یا اللہ یہ میرا تذکرہ ہے میں انہی لوگوں میں سے ہوں کہ کچھ غلطیاں ہوئیں، کچھ گناہ ہوئے اور اس کے بعد اللہ نے توفیق بھی دی کچھ نیک کام بھی ہوگئے، دونوں ملے جلے ہیں، اب اللہ تعالی کی رحمت ومغفرت کی ضرورت ہے۔ (۳)

---

(۱) سورة السجدة/١٦۔

(۲) سورة التوبة/١٠٢۔

(۳) مختصر قيام الليل لأبي عبدالله محمد بن نصر المروزي: ذكر من قال التجافي عن المضاجع هي صلوة العشاء، ص: ١٣۔ (ط: رفاہ عام، لاہور، طبع گردید)

www.abulhasanalinadwi.org

طلب اور شوق کی ضرورت ہے

میرے بھائیو! ہر طبقے کے، ہر سطح کے اور ہر صلاحیت کے آدمی کے لئے اس دین میں ترقی کرنے کی گنجائش اور ترقی کرنے کا سامان ہے البتہ طلب اور شوق کی ضرورت ہے اور قدر اور توجہ وعزم کی ضرورت ہے جو لوگ فرائض کے پابند نہیں وہ فرائض کی پابندی سب سے پہلے اختیار کریں اگر ایسے اس مجمع میں خدا کرے کوئی نہ ہو لیکن اگر ہے تو وہ آج سے نماز کی پابندی اور پھر رمضان بھی قریب آرہا ہے س کا عزم اور نیت ہو کہ انشاء اللہ پورے روزے رکھیں گے اور اگر زکوٰۃ فرض ہے تو معلوم کرے کہ آپ میں سے کتنے ہونگے جو انکار نہیں کرتے لیکن وہ زکوٰۃ کا مسئلہ نہیں جانتے کہ کتنے نصاب پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے کتنی رقم میں سے کتنی دینی چاہیئے اللہ کے فضل سے آپ کے شہر میں قضا کا نظام ہے اور قاضی صاحبان ہیں اور مفتی ہیں اور آپ کو ان پر اعتماد بھی ہے ان سے معلوم کیجئے۔

ایک مصری دوست کا واقعہ

ہمیں ایک مصری دوست نے سنایا کہ خود اپنی کار میں بیٹھا ہوا تھا میں نے اس وقت تک حج نہیں کیا تھا کہ اس میں قرآن شریف کی وہ آیت پڑھی گئی کہ جس پر حج فرض ہے اس نے حج نہیں کیا تو اس کے لئے بہت وعید کے الفاظ ہیں تو اس نے اسی وقت حج کی نیت کرلی کہنے لگے کہ میں نے اسی وقت حج کی نیت کرلی اور میں حج کو چلا گیا۔

بزرگوں کی کتابوں اور علاجوں سے فائدہ اٹھائیں

تو ان لوگوں کے لئے جو خدانخواستہ فرائض کے تارک ہیں یا علم نہیں، ان کو چاہئے کہ وہ پہلے اس طرف توجہ کریں اور جو فرائض کے پابند ہیں الحمدللہ وہ ان کو ترقی دینے کی کوشش کریں، نماز پڑھنے میں بہتر نماز پڑھیں، زیادہ خشوع ہو، زیادہ اہتمام ہو اور جو اس میں بھی آگے ہیں ان کو اپنی نفس کی اصلاح کرنے کی طرف توجہ رہے ﴿ویزکیھم﴾ تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو منصب

www.abulhasanalinadwi.org

ہے اس سے فائدہ اٹھائیں، وہ اپنے اخلاق کی اصلاح کریں جو اخلاق رذیلہ اور مذموم صفات ہیں ان سے اور جو ذکر میں کمی کرتے ہیں وہ ذکر کا اہتمام کریں اور صبح وشام کی تسبیحات اور قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار کی کثرت کرے اور اس کے لئے بزرگانِ دین کی کتابیں جن میں انہوں نے بیماری پر ہاتھ رکھ دیا ہے جیسے کوئی ڈاکٹر طبیب اس عضو پر ہاتھ رکھ دے کہ یہاں تمہاری تکلیف ہے یا نبض پر ہاتھ کر کے کہہ دے کہ تم میں فلاں مرض ہے ایسے لوگ گذرے ہیں اب بھی ہوں گے ایسے ہی جن لوگوں نے امام غزالیؒ سے لے کر امام حسن بصریؒ اور امام غزالیؒ سے لے کر اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور دوسرے اس وقت کے بزرگوں تک جن لوگوں نے امراض نفسانی کی تحدید کی ہے ان کو شناخت کیا ہے اور ان کو متعین کیا ہے ان کی کتابیں اور ان چیزوں کا علاج کریں اور اللہ تعالی اس کی بھی توفیق دیدے تو زیادہ سے زیادہ آخرت کی تیاری کریں موت کے لئے تیاری کریں کہ اللہ تبارک وتعالی کے سامنے وہ اس حالت میں جائیں کہ اللہ کی رحمتیں ان کا استقبال کر رہی ہوں، اور حوض کوثر کے جام ان کے انتظار میں ہیں اور ساقی کوثر ان کا استقبال کریں اور جنت اپنے دروازے کھول دے اور ایک فخر محسوس کریں اور ملائکہ رحمت ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں اور اولیاء اللہ کے زمرے میں ان کا یا ان کے خدام میں ان کا شمار ہو، بس میں اس پر اکتفا کرہوں شاید میں نے زیادہ وقت لے لیا، اللہ تعالی ہمیں اور سب کو اس کا نفع پہنچائیں یہاں اپنے دین میں مزید ترقی کرنے اور دین کا علم حاصل کرنے دین پر عمل کرنے کا عزم وجذبہ لے کر جائیں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين .

☆☆☆

قلمبند:...... مولوی عبدالحسیب منانؔدوی

www.abulhasanalinadwi.org

ملک ڈوب رہا ہے!☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ....شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم والا ہے

معزز حضرات فضلاء اور اسکالرس اور ہمارے محبت کرنیوالے اور قدر کرنیوالے احباب اور دوست!

ایک معمہ یا دو متضاد پہلو

میں اس وقت ایک بڑی آزمائش میں مبتلا ہوں یعنی CURIOSITY کی ایک کیفیت یا جسے معمہ اور پہیلی کہتے ہیں Puzzle ہوتا ہے وہ میرے سامنے ہے، وہ یہ کہ تقریر میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس چیز کو اس بات نے دبا دیا ہے اور میری یہ سمجھ میں نہیں آتا میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جس ملک میں (میں شہر نہیں کہتا ہوں ملک کہتا ہوں) اور جس سرزمین پر اور جس ملک میں اتنے شریف انسان پائے جاتے ہوں جو ہمارے سامنے نظر آرہے ہیں، جن کے چہروں سے شرافت ہی نہیں محبت بھی ٹپک رہی ہے اور جو ایک آواز پر اتنی بڑی تعداد میں یہاں جمع ہو گئے ہیں، انسانیت کی آواز پر یہاں جمع ہو گئے ہیں اور جن کے چہرے مہرے اور جن کی آنکھیں اور جن کی مسکراہٹ اور محبت بتاتی ہے کہ ان کے دل میں کیسی شرافت اور کیسی محبت ہے، کیسی انسانیت ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا، میں آپ سے اس کا جواب چاہتا ہوں اور اچھے بڑے پڑھے لکھوں سے میں چاہتا ہوں کہ یہ پہیلی بجھائیں مجھے سمجھائیں، کنونس (Convince) کریں کہ اتنے انسان جس ملک میں اور سارے ہندوستان میں اگر صرف

☆ تقریر بموقعہ جلسہ پیام انسانیت ۱۹۹۱ء۔

www.abulhasanalinadwi.org

اتنے ہی آدمی جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اور اس بھٹکل کے اور یہاں کے آس پاس کے اس بستی کے نواحی اور مقامات کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے ہمارا یہ ملک اس خطرہ میں کیوں مبتلا ہے؟ جیسے اس میں آگ لگ رہی ہے اور اس کو بجھانے والا کوئی نہیں؟ کیسے اس ہندوستان میں کرپشن corruption ہے؟ کیسے یہاں Cormmunal riots فرقہ وارانہ فسادات ہوتے ہیں؟ بھائی بھائی کو مار رہا ہے، انسان انسان کو ہلاک اور ذبح کر رہا ہے اور سوائے پیسے اور دولت کے اور کوئی مقصد اور عزت کی چیز نظر نہیں آتی، میرا دماغ اس پہیلی کے بجھانے میں مصروف ہے کہ اتنے آدمیوں کے ہوتے ہوئے یہ ملک کیسے ڈوب رہا ہے اور یہ ملک کیسے تباہی کی طرف جا رہا ہے؟ یہ ہمارے بھائی جو ہیں کیا ان حالات سے واقف نہیں ہیں؟ یا ان حالات کو برا نہیں سمجھتے؟ یہ دونوں باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں میں دونوں میں سے ایک کا تشفی بخش جواب نہیں دے سکتا، یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ ان حالات سے واقف نہیں، یہ بھی سمجھ نہیں سکتا کہ اس کو برا نہیں سمجھتے! پھر یہ کیا ہو رہا ہے؟

تاریخ کا سبق

میں تاریخ کا ایک طالب علم ہوں اور تاریخ میری Hobby ہے، تاریخ کے مطالعہ سے میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ اس سے دس گنا کم تعداد میں خدا کے پیغمبر خدا کا پیغام لے کر آئے تھے اور وہ تو بہت بڑی شان ہے ان کی، اور ان کے ساتھ تو خدا کی بہت بڑی مدد ہوتی ہے ان سے کم تعداد میں مصلحین اور دانشوروں نے انقلاب برپا کر دیا اور جو سیلاب اور طوفان آ رہا تھا برائی اور کرپشن کا، اس کو انہوں نے روک دیا، وہیں کا وہیں روک دیا، بات کیا ہے؟ فرق صرف کس بات کا ہے؟ یہ بات ان کے دل سے لگی ہوئی تھی بلکہ ان کے دل پہ ایک چوٹ تھی، ان کو کھانے میں مزا نہیں آتا تھا، بات کرنے میں مزا نہیں آتا تھا، اپنے بچوں کو دیکھ کر وہ خوش نہیں ہوتے تھے، اپنے گھر جا کر ان کو چین نصیب نہیں ہوتا تھا، راتوں کی نیند ان

www.abulhasanalinadwi.org

کی حرام ہو جاتی تھی، بڑی مشکل سے وہ سو سکتے تھے، وہ یہ دیکھ کر کہ ان کے چاروں طرف ظلم وگناہ، برائی و بے دردی، سفاکی و درندگی اور دولت کی محبت اور عشق کا کیسا طوفان وسیلاب پھیلا ہوا ہے یہ دیکھ کر وہ اس کے لئے کھڑے ہو گئے، وہ اس کے لئے خم ٹھونک کر اور خدا کے بھروسہ پر بلکہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر کھڑے ہو گئے اور معتبر تاریخ بتاتی ہے کہ (صرف مذہبی تاریخ نہیں، آپ پڑھیں Historian's History of the world اور جو دنیا کی عالمی تاریخیں ہیں وہ بتاتی ہیں کہ) ایک ایک خدا کے پیغمبر نے یا ان کے جانشین ونائب نے جنہوں نے ان کی تعلیم کو سمجھا اور اس کو انہوں نے دل سے لگالیا اور دل میں قبول کرلیا انہوں نے ملکوں کو بچالیا ہے ملکوں کو ڈوبنے اور تباہ ہونے سے بچالیا ہے۔

ملک ڈوب رہا ہے

اس دریائے حیرت میں میرا دماغ غوطہ لگا رہا ہے اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا خطاب کروں؟ کیا کہوں؟ کون اس پہیلی کو بجھائے، ہمارے سامنے اتنے شریف آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور ہندوستان میں سب کچھ ہو رہا ہے؟ فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے ہیں، انسانوں کا خون بہایا جا رہا ہے، پیسے کے لئے سب کچھ کیا جا رہا ہے اور بیاہی ہوئی دلہنوں کو اور شریف زادیوں کو جن کو بڑے ارمانوں سے اور بڑی خوشامد سے بیاہ کر کے لاتے ہیں محض اس گناہ اور اس جرم میں کہ وہ اتنا زیور نہیں لائیں، وہ کوئی موٹر اور ایمپیسیڈر کار نہیں لائیں، وہ اتنا سونا نہیں لائیں، وہ اتنا Bank Balance نہیں لائیں، ان کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے ان کو آگ لگا کر جلا دیا جاتا ہے ان کو زہر کھلا کر مار دیا جاتا ہے، آپ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا جو اس دنیا کا بنانے والا ہے یہ کب تک اس کو دیکھتا رہے گا؟ اور کس وقت خدا کا عذاب اس ملک پر نہیں آجائے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

زبان معجز بیان سے ترجمانی

میرے دماغ نے اتنی دیر میں جو کچھ سوچا ہے اس سے مجھے ایک سرا مل گیا ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور وہ سرا بجائے اس کے کہ میں اپنی زبان سے بیان کروں، میں پیغمبر خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے سب سے بڑا دنیا میں انقلاب کیا اور برائی روک دیا اور ایک نسل نہیں بلکہ اس دنیا کو ایک دوسرے رخ پر لگا دیا اور ابھی تک اس کا اور ان کی تعلیمات کا اثر باقی ہے، انہوں نے ایک مثال دی ہے اور میں حیرت میں ہوں ایک تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے بھی اور عربی زبان کے ایک جاننے والے اور مصنف کی حیثیت سے بھی کہ یہ بات کیسے انہوں نے کہی سوائے اس کے کہ خدا نے ان کے دل میں ڈالی اور الہام ہوا کہ آپ نے فرمایا(۱)۔

پہلے یہ آپ سمجھ لیجئے کہ عرب میں کوئی دریا نہیں ہے، صرف سمندر ہے وہ بھی ایک سرحد پر جہاں جدہ ہے، وہاں عرب کا سمندر بہتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جہاز ہے اس کے دو طبقے ہیں (اور میں حیرت میں ہوں، میں سمجھتا ہوں تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے کہ اس وقت جہاز رانی نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ اس کے دو دو درجے ہوں ایک اپر کلاس اور دوسرا لوور کلاس، سیدھی سادی کشتیاں ہوتی تھیں اس زمانہ میں، یہ بہت بعد کی بات ہے کہ جب ایسے اسٹیمر ایجاد ہوئے جن میں دو دو طبقے ہوتے تھے Upper class اور Lower

---

(۱) بخاری: کتاب الشرکة: باب هل يقرع في القسمة والاستهام فيه، رقم ۲۴۹۳ و کتاب الشهادات: باب القرعة في المشكلات، رقم ۲۶۸۶۔ ترمذی: کتاب الفتن، بعد باب ماجاء في تغيير المنكر باليد أو باللسان أو بالقلب (باب منه) رقم ۲۱۷۳۔ (ط: دارالسلام، الرياض)

مسند أحمد: ج: ۴/ص: ۲۶۷، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۳ (ط: دار صادر، بيروت)

www.abulhasanalinadwi.org

Class میں نے بھی اس میں سفر کیا ہے، اور اب اس کا رواج نہیں رہا، لیکن ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے کہ جب زیادہ تر حجاج بحری جہاز سے جاتے تھے لیکن آپ ﷺ نے معاشرے کی مثال ایسی کشتی سے دی جس کا ایک اوپر کا درجہ ہے وہ بالائی درجہ ہے اور وہ بالانشین کہلاتے ہیں (ہماری اردو زبان میں بالانشیں Upper Class passengers یا Upper class citizens جنہیں کہتے ہیں بالانشین اور یہ دراصل ایک طنزیہ جملہ ہے کہ یہ تو بالا نشیں لوگ ہیں ان کو کیا خبر؟ تو کچھ لوگ اوپر کے درجہ میں بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ لوگ لوور کلاس میں ہیں، اتفاق سے پینے کے پانی کا انتظام اپر کلاس میں ہے، اپر کلاس والوں کی خاطر بھی زیادہ ہوتی ہے، آپ جانتے ہیں فرسٹ کلاس کی ہماری ٹرین اس میں بھی یہی ہوتا ہے کہ فرسٹ کلاس کے لئے بڑی بڑی آسانیاں مہیا کی جاتی ہیں تو ان کے اعزاز میں پینے کا میٹھا پانی اپر کلاس میں تھا، نیچے والے اوپر جاتے تھے اور پانی بھر کر کے لاتے تھے تو پانی کی فطرت یہ ہے کہ وہ چھلکتا ہے، وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کس پر گرے کس پر نہ گرے، جب پانی آپ لے کر کے جائیں آپ کے ہی پاس کوئی بڑا امیر آدمی بیٹھا ہوا ہو کوئی نواب ہو کوئی والی ریاست ہو کوئی مجسٹریٹ ہو، کچھ ہو، پانی جب گرے گا تو وہ یہ نہیں دیکھے گا کہ کس پر گر رہا ہے، وہ پانی جب لے کر آتے تھے تو ہزار احتیاطوں کے ساتھ وہ پانی چھلکتا تھا، جب چھلکتا تھا تو کسی کے کپڑے بھیگ جاتے تھے، کسی نے کپڑے دھو کر کے بچھائے وہ بھیگ گئے، کبھی آدمی بیٹھے ہوئے ہیں مجلس میں دلچسپ باتیں ہو رہی ہیں، کوئی قصہ کہہ رہا ہے کوئی شعر پڑھ رہا ہے وہ پانی اس پر گر جاتا تھا، انہوں نے ایک مرتبہ دو مرتبہ تین مرتبہ برداشت کیا اور اس کے بعد کہنے لگے کہ بھئی یہ ہم سے نہیں برداشت ہوتا یہ ہم سے نہیں دیکھا جاتا، پانی لے جائیں آپ اپنی ضرورت کے لئے، کپڑے ہمارے خراب ہوں؟ اور ہم پریشان ہوں؟ ہم پانی نہیں لے جانے دیں گے! ان لوگوں نے کہا پانی کے بغیر گذارا کیسے؟ پہلے بہت سوچا اس کے بعد انہوں نے کہا بہت اچھا! پھر ہم اسٹیمر کا جو نیچے کا حصہ ہے اس میں ہم سوراخ کر لیتے ہیں وہیں سے ہم بھر لیا کریں گے وہیں پر ہم اپنے ڈول ڈالیں گے اپنا برتن ڈالیں

www.abulhasanalinadwi.org

گے اور وہیں سے پانی بھرلیا کریں گے اور پی لیا کریں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان کی قسمت میں زندگی ہے اور اللہ نے ان کو سمجھ دی ہے، کچھ عقلِ عام ہے (Common Sense) ہے عقلِ عام تو بڑی چیز ہے کچھ اپنی زندگی کی قیمت محسوس کرتے ہیں تو ہاتھ جوڑیں گے اور ان کا ہاتھ پکڑ لیں گے اور کہیں گے خدا کے لئے معاف کرو ہم ہی پانی پہونچا دیں گے تمہارے یہاں لیکن تم یہ کام نہ کرو کہ سوراخ کرلو، وہیں سے پانی بھرلو، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ بھی بچیں گے نیچے والے بھی بچیں گے اوپر والے بھی بچیں گے جہاز بھی بچے گا اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور ان کو کرنے دیا اور ضد اور غرور میں آ گئے کہ ہم تو بالانشیں ہیں ہم تو Upper Class passengers ہیں مرنے دو ان کو، یہ سوراخ کریں گے اور پانی انہیں کے یہاں آئے گا تو جہاز ڈوبے گا اور جب جہاز ڈوبے گا تو نہ اوپر والے بچیں گے نہ نیچے والے بچیں گے۔

ایک مغالطہ اور فراڈ

آج ہندوستان کا معاملہ یہی ہے، آج ہماری سوسائٹی اور پوری نوع انسانی کا جو اس وقت مغالطہ اور فراڈ ہے اور جو ان کے غلط سوچنے کا طریقہ ہے وہ یہی ہے کہ جب تک آگ ان کے گھر تک نہیں پہونچتی سمجھتے ہیں کہ ہمارا گھر محفوظ ہے ہمیں کوئی ضرورت نہیں لیکن جب کہیں آگ لگتی ہے کسی گاؤں میں تو پھر وہ تمیز نہیں کرتی کہ یہ بڑے اسکالر کا گھر ہے یا بڑے عالم دین کا گھر ہے، آگ کچھ نہیں دیکھتی، جب آگ لگتی ہے تو سب کے چھپر اور سب کے گھر جلا کر خاک کر دیتی ہے. تو اس وقت ہماری بھی یہی حالت ہے کہ ہم سب اس جہاز کے سوار ہیں۔

آپ مجھے معاف کریں کہ ہمارے ملک میں بالکل یہی ہو رہا ہے، بے سمجھے ہو رہا ہو، یعنی ممکن ہے کہ یہ واقعہ آپ نے پہلے کبھی نہ سنا ہو لیکن ہو یہی رہا ہے، اس وقت کی صورتحال یہی ہے کہ ہم آپ سب خدا کے فضل سے اپر کلاس کے مسافر ہیں، میں آپ کے اعزاز میں کہتا ہوں

www.abulhasanalinadwi.org

اور آپ کے احترام میں کہتا ہوں، خوشامد میں نہیں کہتا، اللہ نے آپ کو کھانے کو دیا ہے، پہننے کو دیا ہے عزت دی ہے آپ کی سوسائٹی میں بھی آپ کی عزت ہے وقعت ہے، آپ کو بلایا گیا آپ یہاں آئے ہم سب آپ کو محبت کی عزت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں ہم سب اپر کلاس کے مسافر ہیں لیکن لوور کلاس کے لوگ جو کر رہے ہیں اس وقت ہندوستان میں یعنی پیندے میں سوراخ کر رہے ہیں جہاز کی سطح میں سوراخ کر کے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں یہ لوور کلاس کے مسافر کون ہیں؟ یہ وہ کرپٹ Currupt لوگ ہیں جرائم پیشہ لوگ ہیں کریمنل (Criminal) لوگ ہیں، وہ لوگ ہیں جو مذہب کو بدنام کرتے ہیں، انسانیت کو بدنام کرتے ہیں اور جس کو ملک کے ڈوب جانے کی کوئی فکر نہیں ہے ان کا کام پورا ہو جائے، رشوت لے کر ملازمت مل جائے۔

احساس زیاں کی ضرورت

اللہ نے ہم کو آپ کو درد دیا ہے، دل دیا ہے، دماغ دیا ہے، عقل دی ہے اور شرافت دی ہے مگر ہم اپنی اس ذمہ داری کو نہیں محسوس کر رہے ہیں اور اس حقیقت کو نہیں سمجھ رہے ہیں کہ اگر ہم نے جرم کرنے والوں کا ہاتھ نہ پکڑا، ہم نے ان جرائم پیشہ لوگوں اور ظالموں اور مذہب کو بدنام کرنے والوں اور ملک کو بدنام کرنے والوں بلکہ ملک کو تباہ اور ملک کو ڈبونے کا کام کرنے والوں کا اور آگ لگانے والے کا ہاتھ ہم نے نہیں پکڑا تو پھر آگ یہ نہیں دیکھتی کہ وہ کہاں تک پہونچ رہی ہے اور کون کون اس کی زد میں آرہا ہے۔

خدا کے پیغمبروں کا مشن

بس میرے بھائیو! بات اتنی ہے کہ اس وقت ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو ہمیں برداشت نہیں کرنا چاہئے اور یہ خدا کے پیغمبروں اور خدا نے جن سے کام لیا ہے انسانیت کو بچانے کا، ہم میں ان میں یہی فرق تھا کہ ان کے اعصاب اور ان کے پورے دماغ پر یہ چیز حاوی ہو گئی تھی یہ چیز ان کے اوپر پورے طور پر چڑھ گئی تھی اور یہ فکر ان کے دل سے لگ گئی تھی، نہ کھانے میں

www.abulhasanalinadwi.org

مزا آتا تھا، نہ سونے میں مزا آتا تھا ان کو کہ آخر اس ملک میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ اس کا نوٹس Notice لیتے تھے اور نوٹس ہی نہیں لیتے تھے بلکہ اس کے مقابلے میں وہ خم ٹھونک کر مد مقابل بن کر کے کھڑے ہو جاتے تھے آج اسی طبقے کی کمی ہے۔

مذہبی طبقہ کی خصوصیات اور ذمہ داری

میں ابھی سوامی جی سے کہہ رہا تھا کہ ہمارا تاریخ کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ جب فساد بہت بڑھ جاتا ہے، بگاڑ کرپشن بہت بڑھ جاتا ہے اور پیسے کی محبت جب حد درجہ بڑھ جاتی ہے تو اس وقت مذہبی طبقہ میدان میں آیا کرتا ہے اس لئے کہ لوگ ان کی عزت کرتے ہیں، وہی اپنے کیرکٹر سے اور خود اپنی قربانیوں اور اپنے ایثار سے جس کے لئے وہ خصوصیت رکھتے ہیں اور مانے ہوئے ہیں کہ یہ لوگ وہ ہیں جو دوسروں کو کھلا کر کھاتے ہیں یا دوسروں کو کھلا کر خود بھوکے رہتے ہیں، یہ کم سے کم پیسہ خرچ کرتے ہیں، یہ زیادہ سے زیادہ دوسروں کی خدمت کرتے ہیں یہ خدمت لیتے نہیں، یہ خدمت کرتے ہیں اور ان کو انسانیت کا درد ہے تو ایسے موقعہ پر مذہبی طبقہ میدان میں آیا ہے اور اس نے بہت دنوں تک کے لئے خدا سے انسانوں کی اس نسل کو اور اس ملک کے رہنے والوں کو خدا سے بہت دنوں تک باقی رہنے کی وہ اجازت لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی بات مانتا ہے اور پھر ایک موقعہ دیتا ہے اور ان کو پھر ایک قسط مل جاتی ہے زندگی کی ورنہ وہ لوگ زندگی کا استحقاق کھو چکے ہوتے ہیں۔

وقت کی اہم ضرورت

اب ضرورت ہے کہ اس وقت ہمارا مذہبی اور پڑھا لکھا طبقہ یہ دونوں میدان میں آئیں اور وہ اس ملک کو ڈوبنے سے اور اسے تباہ ہونے سے بچائیں اس لئے کہ اگر یہ ملک ڈوبا اور تباہ ہوا تو پھر صاف سن لیجئے مجھ سے بغیر کسی لحاظ اور بغیر کسی ریزرویشن کے کہ نہ پھر مسلمان بچے گا نہ ہندو بچے گا نہ شریف بچے گا نہ مزدور بچے گا اور نہ کوئی دولتمند بچے گا اور نہ کوئی منسٹر بچے گا، اور نہ کوئی اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس سے اوپر بھی، آگے میں نام نہیں لینا چاہتا کہ جو بڑے سے بڑے حکومت کے ذمہ دار اور حکومتیں بناتے ہیں جو اور پورے ملک میں جو حکمرانی کرتے ہیں ان کی بھی خیر نہیں ہے، کسی کی بھی خیر نہیں ہے، اس لئے اس وقت تو میدان میں آنے کی ضرورت ہے اور اس صورتحال سے آنکھیں ملانے بلکہ اس صورتحال سے پنجہ لڑانے کی ضرورت ہے، اور اس کا ہاتھ موڑ دینے یا توڑ دینے کی ضرورت ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ یہ کہ وہ جو اس کے ذمہ دار ہیں اس خرابی کے ذمہ دار ہیں وہ زندگی سے، شہروں سے نکل جائیں یا نکل نہ جائیں تو وہ توبہ کریں اور وہ عہد کریں کہ ہم اب ایسا کام نہیں کریں گے اور ان کے دل میں اس کی برائی آجائے، یہ کام مذہبی طبقہ سب سے آسانی کے ساتھ کرسکتا ہے پھر تعلیم یافتہ طبقہ کرسکتا ہے، یہاں اتنی یونیورسٹیاں اور اتنے کالجز ہیں اور ہمارے ملک میں کتنے پڑھے لکھوں کی تعداد ہے اور یہ تعداد بتارہی ہے کہ کتنے پڑھے لکھے لوگ اور کتنے مہذب اور شائستہ لوگ ہیں ہمارے ملک میں، اور پھر سب کچھ ہورہا ہے؟ اور کوئی اس کا روکنے والا نہیں!!

یک لحظہ غافل بودم

بس! میں اپنی بات کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا، یہی کہتا ہوں کہ اپر کلاس والے اوپر بیٹھے ہیں تو اس لئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نہیں ڈوبیں گے حالانکہ جہاز جب ڈوبے گا تو پھر اوپر اور نیچے کسی کی تمیز نہیں کرتا پھر وہ سب کو لے کر ڈوبے گا پھر اس وقت کوئی کتابیں رکھے ہوئے ہے اپنی گود میں، وہ کتابیں بھی ڈوبیں گی، اور اگر بچے ہیں اس میں تو وہ (خدا محفوظ رکھے) اور خواتین ہیں، عورتیں ہیں تو وہ بھی، اور اگر کوئی سونا لیجارہا ہے تو وہ سونے کے ساتھ ڈوبے گا اور پھر اس وقت کچھ بچے گا نہیں، بس! اس وقت کے آنے سے پہلے ضرورت ہے کہ ہمارا یہ مذہبی اور تعلیم یافتہ طبقہ میدان میں آئے اور اس صورتحال کا مقابلہ کرے اور اس طوفان کو جلد سے جلد روکنے کی کوشش کرے، ورنہ یاد رکھئے کہ پھر اس ملک کو بچانے والی کوئی چیز نہیں ہوگی اور یہ ہماری سب

www.abulhasanalinadwi.org

سے بڑی بے وفائی، غداری اور ہماری ناقدری ہوگی کہ اللہ نے ہمیں یہ ملک دیا اس کی کیا تاریخ ہے اس کا کیا کردار ہے، کیا اس کا ریکارڈ ہے کیا تاریخی ریکارڈ ہے، کیا اس کے کارنامے ہیں، اللہ تعالی کے کیا کیا انعامات ہیں اس ملک پر، یہاں کتنے بزرگ پیدا ہوئے، کتنے اچھے مفکرین اور مصلحین پیدا ہوئے، اس کا کتنا شاندار لٹریچر ہے، اگر ہم نے اس ملک کو نہ بچایا تو یہ ملک اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ ڈوب جائے گا، یہ دنیا کی سب سے بڑی ٹریجڈی (Tragedy) ہوگی۔

امید کی کرن

حضرات !! میں اپنی حقیقت جانتا ہوں، میں کیا ہوں اور میری زبان کیا اثر رکھتی ہے اور میں کیسے کتنے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے سکتا ہوں لیکن اپنا فرض سمجھ کر کہ خدا کے سامنے مجھ سے سوال ہوگا اور ہم جس نبی کی امت ہیں اور ہمیں جو تعلیم دی گئی ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ بات کہیں اور اس امید پر کہیں کہ یہ بات پھر ایک اکیلی زبان سے ایک اکیلے آدمی کی زبان سے نکلنے والی نہیں ہوگی اور سینکڑوں زبانیں اور ہزاروں زبانیں اس کو دہرائیں گی، میں مایوس نہیں ہوں، مایوسی سے کوئی کام نہیں کرتا، میں ناامید نہیں ہوں، اور ضرور اس ملک میں وہ طبقہ کھڑا ہوگا اور اس کے دل پہ چوٹ لگے گی اور وہ بے چین ہوگا ور اس ملک کو ڈوبنے سے بچائے گا، اس امید پہ (امید پہ دنیا قائم ہے) ہم بھی اسی امید کے ساتھ یہاں آئے ہیں اور یہ علاقہ جو ہے یہ علاقہ بہت سی خرابیوں سے محفوظ بھی ہے اور اس میں تعلقات بھی اچھے ہیں مختلف مذہب والوں کے، اور اپنے اپنے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں یہ زیادہ سیاسیات میں Politics میں بھی نہیں پڑے ہوئے ہیں اس لئے اگر یہاں سے یہ آواز اٹھے یہاں سے یہ کوشش شروع کی جائے، ہمیں امید ہے کہ وہ بے نتیجہ نہیں رہے گی، اس کا ضرور نتیجہ نکلے گا، میں اسی کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ ☆☆☆

قلمبند:......محمد سمعان خلیفہ

www.abulhasanalinadwi.org

طالب علم: دو اہم ذمہ داریاں☆

بعد حمد وصلوٰۃ!

﴿وما كان المؤمنون لينفروا كافةفلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلهم يحذرون﴾ (۱)

ایک خاص جماعت یا گروہ

میرے عزیزو! بھائیو اور دوستو! میں نے آپ کے سامنے ابھی سورۃ توبہ کی آیت پڑھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بات تو آسان اور ممکن نہیں ہے اور ہر جگہ قابل عمل نہیں کہ اہل ایمان سب کے سب کھڑے ہو جائیں اپنے سب کام کاج چھوڑ دیں اور اپنے تمام مشاغل ترک کر دیں لیکن ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ﴿فلولا نفر من كل فرقة منهم﴾ کہ ان میں سے ہر جماعت ہر گروہ میں سے ایک جماعت اور ایک گروہ کھڑا ہو جاتا ﴿ليتفقهوا فى الدين﴾ تا کہ وہ دین میں سمجھ حاصل کرے ﴿ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم﴾ اور جب دین کا ضروری علم یہ لوگ حاصل کر لیتے اور ان کو علم ہو جاتا صحیح عقائد اور فرائض کا اور انہیں معروف و منکر کا فرق معلوم ہو جاتا اور اللہ کو جو چیزیں پسند ہیں اور جو ناپسند اور جو اللہ کی رحمت کو کھینچنے والی ہیں اور اس کی رضا حاصل کرانے والی اور جو چیزیں اللہ کو ناپسند ہیں اور اس کی رحمت سے دور کرنے والی ہیں اور اس کے غضب کو بلانے والی ہے ان دونوں کا فرق وہ سمجھ لیتے۔

☆ تلاش بسیار کے باوجود اس کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

(۱) سورۃ التوبۃ/ ۱۲۲۔

www.abulhasanalinadwi.org

دو مقاصد

﴿فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة﴾ طائفہ کا مطلب ہے ایک جماعت، ایک عنصر اور ایک فریق، ﴿ليتفقهوا في الدين﴾ اس گروہ کے دو مقاصد اور دو کام ہوں کہ خود دین کی سمجھ حاصل کرلے۔ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے پیغمبروں پر اور خاتم الرسل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر کونسی شریعت نازل کی اور اس میں توحید وشرک کی کیا تعریف ہے اور ان کا اطلاق کن چیزوں پر ہوتا ہے اور پھر معروف ومنکر کا فرق، فرائض کا علم، اللہ تبارک وتعالی کے حقوق کا معلوم کرنا اور اس کے نبی کے مرتبہ کو معلوم کرنا اور ان کی شریعت سے محبت، اور حمیت دین کی، اور شریعت پر عمل کرنے کی توفیق، دوسروں کو شریعت کی طرف بلانے کی صلاحیت اور جذبہ، ان سب چیزوں سے وہ پورے طور پر اپنے کو مسلح کرلیں اور تیار ہوجائیں اور ان سب تقاضوں کو پورا کرلیں تاکہ وہ دین کے مبلغ بن سکیں اور وہ دین کے محتسب بھی بن سکیں اور داعی بن سکیں، عالم بنیں پھر داعی بنیں ﴿ليتفقهوا في الدين و لينذروا قومهم﴾ تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں اور اس کا انجام یہ ہو کہ ﴿ ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم﴾ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہاں وہ جائیں۔

واپس جانے کا مطلب

واپس جانے کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے ملک سے آئے ہوئے ہوں وہ دوسرے ملک کو جائیں، بلکہ جو اپنے گھر اور اپنے گاؤں چھوڑ کر آئے تھے، اپنا قصبہ، اپنا قریب کا وطن یا وہی شہر اور گھر کا جو ماحول تھا اور جو اپنا مسکن تھا اور جو اعزاء اور رشتہ دار تھے ان کے ساتھ جو زندگی گذر رہی تھی عارضی طور پر اس کو چھوڑ کر آئے تھے ﴿لينذروا قومهم إذا رجعوا﴾ کہ جب اس فرض سے فارغ ہو کر وہ گھر جائیں، اپنے وطن واپس جائیں، اپنے اہل وعیال کے پاس

www.abulhasanalinadwi.org

،اپنے عزیزوں اور بزرگوں کے پاس پھر واپس جائیں تو ان کو ڈرائیں ﴿لعلهم يحذرون﴾ کہ وہ احتیاط کرنے لگیں اور ڈرنے لگیں۔

مدارس کا تذکرہ قرآن میں

اگر پوچھا جائے کہ قرآن شریف میں سب کچھ ہے ہر طرح کے اس میں علوم ہیں ہر طرح کے حقائق اس میں ہیں اور ہر طرح کی خبریں اس میں دی گئی ہیں کیا مدارس اور جامعات کا بھی تذکرہ ہے کہیں؟ ہم نے جہاں تک مطالعہ کیا کہیں نام نہیں دیکھا نہ جامعہ کے نام سے کوئی چیز ہے نہ مدرسہ کے نام سے کوئی چیز ہے۔

یہ مدرسے کہاں سے آئے؟ اور کب سے؟ یہ کہاں سے نکالے گئے؟ کیسے ان کو قائم کیا گیا؟ اور یہ دانش گاہیں اور جامعات کب سے قائم ہو گئے یہ تعلیم و تعلم کے مراکز یہ کتابوں کا مطالعہ، ان میں جو مخصوص علوم ہیں قرآن فہمی کے لئے، حدیث کے لئے، انکا پڑھنا، ان میں سالہا سال لگالینا، اپنے کو اس کے لئے وقف کر دینا، اور یکسو ہو جانا، اپنے گھروں پہ نہ کمائی کرنا، اور نہ کوئی دوسرا فن سیکھنا یا کسی دوسری مشغولیت میں اپنے کو وقف کر دینا، اس کا قرآن مجید میں کہاں ذکر آیا ہے؟ تو ہم کہیں گے اپنے مطالعہ کی بنا پر اور قرآن مجید سے جو توفیق الٰہی سے فہم حاصل ہوا ہے اس کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت سے مراد مدارس و جامعات ہیں۔

مقاصد

اس آیت میں صاف صاف جامعات اور مدارس کی تعریف کی گئی ہے، مدارس و جامعات کا مقصد کیا ہے؟ فائدہ کیا ہے؟ خاص کام کیا ہے؟ کام یہی ہے کہ پہلے دین کی سمجھ حاصل کی جائے، دین کا ضروری علم حاصل کیا جائے، اور شرک و توحید کا فرق سمجھا جائے، کفر و ایمان کا فرق سمجھا جائے، اور سنت و بدعت کا فرق سمجھا جائے، حیات نبوی اور سنتِ نبوی کا

www.abulhasanalinadwi.org

علم حاصل کیا جائے، اور اللہ تعالی کو جو چیز محبوب ہے اس کو معلوم کیا جائے اور جو چیز مبغوض ہے وہ معلوم کیا جائے جو چیز اللہ کی رحمت کو بلانے اور کھینچنے والی ہے، ان کا علم ہو، اور جو اللہ کی رحمت سے دور کرنے والی ہے، اور بے برکتی پیدا کرنے والی ہے، اس کا علم ہو، اور انبیاء اور سید الرسل خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کیا تعلیم لے کر آئے، اس کا علم حاصل کیا جائے پھر اس کے بعد کیا کرنا ہے قرآن شریف میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

اس کے بعد نوکر ہو جانا ہے اس کے بعد اور ڈگریاں حاصل کرنا ہے اور اس کے بعد کسی چیز میں مہارت حاصل کرنا ہے پھر ایک دوسرے علمی مرکز سے اپنا تعلق قائم کرنا ہے، مصر چلا جانا ہے، کسی دوسرے ملک چلا جانا ہے یہ جائز ہے، ممکن ہے اور بعض اوقات یہ مستحب ہو لیکن یہ بھی اسی مقصد کی خاطر کہ علم میں رسوخ اور اتقان پیدا ہو اور اس میں اور توسع پیدا ہو لیکن کرنا کیا ہے؟ صاف کہہ دیا کہ یہ سب نوکریوں کے لئے نہیں کیا جا رہا ہے، یہ سب شہرت کے لئے نہیں کیا جا رہا ہے، یہ سب سیاسی قیادت کیلئے نہیں کیا جا رہا ہے، یہ سب ناموری پیدا کرنے کیلئے نہیں کیا جا رہا ہے، یہ سب عیش و آرام کیلئے نہیں کیا جا رہا ہے ﴿لینذروا قومھم إذا رجعوا إلیھم﴾ تا کہ اپنی قوم کو ڈرائیں جا کر، جب ان کے پاس واپس جائیں، واپس جانے کا مطلب یہ نہیں کہ اپنا لمبا سفر کر کے واپس جائیں، عربی میں ''رجع'' کا لفظ مسافت قریب کیلئے بھی ہے اور مسافت بعید کیلئے بھی ہے، بلکہ ایک ہی جگہ بھی ہے مثلاً صبح ایک کام کیا پھر دوپہر دوسرا کام کیا اس کو بھی رجوع کہتے ہیں، یا پھر اس کام کی طرف پلٹے، یہ قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، اس میں بتا دیا کہ دو باتیں ہیں ایک یہ کہ ایسا نظام ضروری ہے، ایسا انتظام ضروری ہے نظام نہ کہئے اب نظام سے ذہن بہت سی چیزوں کی طرف چلا جاتا ہے جو اس وقت کی ایجاد ہے لیکن ایسا انتظام ضروری ہے کہ امت اسلامیہ میں ہر دور میں، ہر جگہ کچھ لوگ ایسے ہوں جو پہلے اپنے کو وقف کر دیں، اپنے کو فارغ کر لیں، ضروری علم دین حاصل کرنے کے لئے، اور شریعت کا جو مطلوب اور انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا جو مقصد ہے، اور نجات جس پر موقوف ہے جس سے

www.abulhasanalinadwi.org

نجات حاصل ہوتی ہے اور قیامت میں جس کے متعلق سوال ہوگا ان سب کو پہلے پورے طور پر جاننے کی کوشش کرے۔

تفقہ فی الدین کا مفہوم

﴿لیتفقھوا﴾ یہ نہیں کہا کہ ہوا لگ جائے، ذرا سی شُدبُد پیدا ہو جائے اور ذرا سا اس کا اجمالی علم ہو جائے، سنی سنائی بات، کسی وعظ میں گئے تھے وہاں بھی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور آدمی کتاب میں پڑھتا ہے تو اس سے بھی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں یہ نہیں، بلکہ قرآن مجید میں جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ بہت بڑی ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے والا ہے، اور بہت قابل توجہ اور قابل غور لفظ ہے ﴿لیتفقھوا فی الدین﴾ وہ دین میں تفقہ حاصل کرے، دین میں ایسی سمجھ حاصل کرے کہ مسئلہ بتلا سکے، حکم شرعی سنا سکے، وہ معروف و منکر کا فرق جان سکے، وہ سنت و بدعت کا امتیاز معلوم کر سکے، اور جب کوئی مسئلہ پیش آ جائے زندگی میں، تو جہاں پر شریعت کا حکم معلوم کرنا ہے کہ حلال ہے کہ حرام، جائز ہے کہ ناجائز، اس کا کیا رتبہ ہے اور نہ کرنے پر کیا سزا ملے گی، اور کرنے پر کیا ثواب ملے گا، اس کا بھی جواب دے سکے، ان سب پر یہ لفظ حاوی ہے، ﴿لیتفقھوا﴾ تاکہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور پھر قرآن مجید میں بڑی صفائی سے کہا گیا کہ مدارس کو، مدارس کے علماء کو، اور پھر اساتذہ کو، طلباء کو، اس طرح ذہن میں رکھنا چاہیے، ذہن میں اتار لینا چاہیے اور دل اور دماغ کی تختی پر لکھ لینا چاہیے کہ اس تفقہ کا نتیجہ، اور اس تفقہ کا انجام، یا اس تفقہ کا انعام، اس تفقہ پر گویا اللہ تعالیٰ کی رضا کا حاصل ہونا، اور سند ملنا، یہ تفقہ ہے، اس کا ایک ہی مقصد ہے ﴿لینذروا قومھم إذا رجعوا إلیھم﴾ تاکہ اپنے قوم کو ڈرائیں جب واپس جائیں، ہم جو مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اول تو وہ تعلیم تفقہ کی حد تک نہیں ہے، یہ ایک بڑی کمی ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ تفقہ کی حد تک وہ تعلیم ہونی چاہیے زبان سیکھ لینا، عربی بول لینا، عربی کتاب آسانی سے پڑھ لینا، ابواب پڑھ لینا، کسی عرب سے بات کر لینا، یہ

www.abulhasanalinadwi.org

تفقہ نہیں ہے، اسی طریقہ سے بہت ہی ڈھونڈ کر اور تلاش کر کے وہ مسئلہ کی کتاب نکالی جائے یا فتاوی کا کوئی مجموعہ حاصل کیا جائے، اس میں دیکھا جائے اس کی حلت وحرمت کا کیا حکم ہے، اس کا شریعت میں کیا مقام ہے، کیا شریعت میں اس کا درجہ ہے؟ یہ تفقہ نہیں بلکہ اس میں ایسی استعداد پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے پڑھے ہوئے علم سے اور اپنے اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے سے، اور کتابوں کا مطالعہ کرنے سے، اور غور اور محنت کر کے یاد کرنے سے، اس میں یہ بات پیدا ہو کہ اس میں تفقہ پیدا ہو جائے، دین کی سمجھ آجائے اس میں، کہ اس کا کیا مقام ہے شریعت میں اور اس کا کیا درجہ ہے اور اس کا کیا نتیجہ ہے، کیا اس کی جزا و سزا ہے، اور اللہ نے جو شریعت کا بنانے والا ہے، اور اتارنے والا ہے، اس شارع نے جو شریعت کو پیش کرنے والا ہے، اور مسائل کا استنباط کرنے والا ہے، اس نے اس کو کس نظر سے دیکھا ہے، اور اس کا اللہ تعالی کی طرف سے اگر اچھی چیز ہو تو اس کا کیا انعام ملنے والا ہے، اور اگر غلط اور خلاف شریعت ہے تو اس کا کیا انجام ہونے والا ہے، یہ سب اس کو معلوم ہو، تفقہ کا لفظ عربی میں بڑا قابل احترام اور بڑا عالی مرتبہ ہے، ہر چیز کو تفقہ نہیں کہتے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللھم فقهه فی الدین" (۱) اے اللہ اس کو فقیہ بنا دے دین میں، پہلے حکم دیا کہ دین کی سمجھ حاصل ہو، دین پر کسی درجہ میں، دین کے مبادی پر، اور دین کے جو منصوصات ہیں ایسی، اس پر حاوی ہو جائے مثلاً عشاء کی وضو ہم نے اس طرح کیا، کیا وضو ہو گیا؟ ذرا ٹھہر جاؤ۔ ہم کتاب دیکھ لیں، ہم ذرا بہشتی زیور دیکھ لیں، ہم ذرا سا فلاں کتاب دیکھ لیں، آپ بتا سکیں کہ وضو میں کیا غلطی ہے، اس سے وضو ہوا یا نہیں؟ نماز میں ہم سے یہ غلطی ہو گئی، آپ جواب دے سکیں، اگر باریک مسئلہ ہو، قلیل الوقوع بلکہ نادر الوقوع مسئلہ ہو تو بیشک آپ پھر فتاوی کی کتابیں دیکھیں، اور بڑی کتابیں دیکھیں، وہ سب لگ بھگ بیسیوں نہیں سیکڑوں کی تعداد میں ہیں، لیکن روز مرہ

---

(۱) بخاري ـ: كتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، رقم ١٤٣٠ـ

www.abulhasanalinadwi.org

کے مسائل میں آپ کے پاس خود علم ہو اپنا ذاتی کہ یہ عمل صحیح ہوا کہ نہیں ہوا اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس لئے پہلا مطالبہ یہ ہے کہ دین کی سمجھ حاصل کی جائے۔

اللہ میاں نے آزاد نہیں چھوڑا

پھر اللہ میاں نے آزاد نہیں چھوڑ دیا کہ دین کی سمجھ حاصل ہو گئی جاؤ گھر رہو اور مزے کرو، آرام سے کھاؤ، عزت حاصل کرو، نوکریاں کرو یا سیاست کے میدان میں آجاؤ، یہ نہیں، اس کے بعد یہ شرط لگائی ہے وہ بہت سوچنے کی بات ہے کبھی ہم میں سے بہت سے بھائیوں کو اس پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا ہوگا، کہ مدارس کا اصل فائدہ کیا ہے، (لینذروا قومهم إذا رجعوا إليهم) تاکہ ڈرائیں اپنی قوم کو جب وہاں واپس جائیں شرک سے ڈرائیں، کفر کی باتوں سے ڈرائیں، معصیتوں سے ڈرائیں، خدا کی نافرمانیوں سے ڈرائیں، بدعات میں پڑنے سے ڈرائیں، رسوم کی پیروی سے ڈرائیں، اسراف سے ڈرائیں، اصلاح رسوم اور اصلاح معاشرہ کی دعوت دیں۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟

یہ کیا ہو رہا ہے، یہ کیسی شادیاں ہو رہی ہیں، یہ کیسے جہیز کے مطالبے ہو رہے ہیں کہ ایک لاکھ روپئے لائے ایک لاکھ روپئے کا جہیز لائے، پچاس ہزار کا جہیز لائے اور پھر اس کے بعد اگر وہ بہن جہیز نہ دے تو اس کا کام ہی تمام کر دیا جائے، یہاں تک ہونے لگا ہے ہمارے برادران وطن میں کہ ایک اسکوٹر نہ لانے پر زہر دے دیتے ہیں، جلا دیتے ہیں، مار ڈالتے ہیں، اور اس طریقے سے اور بدعات بھی شامل ہو گئی ہیں ہماری شادی بیاہ کی تقریبات میں، اور اس کے علاوہ کتنے لوگ قبر پرستی میں مبتلا ہیں کتنے لوگ صالحین سے استغاثہ کرتے ہیں، صاف صاف دعا کرتے ہیں ، ہمیں بیٹا دیجئے، ہمیں روزی دیجئے، ہمارا کام کرا دیجئے، قبور و مزارات پر وہ سب کچھ ہو رہا ہے جو

www.abulhasanalinadwi.org

دوسرے مذاہب میں عبادت گاہوں میں ہوا کرتا تھا، اور کھلے طریقے پر استغاثہ کیا جاتا ہے، دعا کی جاتی ہے اس کے لئے ہمارا ذہن صاف ہو جائے کہ یہ شرک ہے۔

پوری غلامی صرف خدا کی ہوگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿ألا لله الدين الخالص﴾ (۱) یاد رکھو! پوری اصل عبادت اور فرمانبرداری اور غلامی جو بھی ہے وہ صرف خدا کی ہے، ہم خدا کے سوا کسی کے پورے غلام نہیں، ہم سو فیصدی اسی کی بات ماننے کے مکلف اور مامور ہیں، یہ نہیں ہوگا، آپ سب جانتے ہیں کہ جس مسلک سے ہمارے ان جامعات اور مدارس کا تعلق ہے وہاں سب سے اہم چیز تصحیحِ عقیدہ اور شرک اور بدعات سے نفرت پیدا کرنا تھی، اگر یہ بات نہ پیدا ہوئی تو یہ سب مدارس ناکام ہیں اور وقت کا ضائع کرنا ہے، اگر آپ عابد اور زاہد بھی بن جائیں اور اگر آپ عربی زبان پر ایسے قادر ہو جائیں کہ عرب بھی عش عش کریں اور تعریف کریں اور آپ بڑی سے بڑی تنخواہ پائیں، سعودی عرب اور خلیج میں جا کر، اگر آپ کا ذہن نہیں بنا ہے، آپ کا عقیدہ صحیح نہیں ہوا ہے اور آپ کے اندر توحید کی دعوت دینے اور اصلاح معاشرہ کا جذبہ نہیں پیدا ہوا اور شرک و بدعت اور سنت و بدعت کا فرق، کفر و ایمان اور محظورات اور مباحات کا فرق آپ کو نہیں معلوم تو یہ سب تعلیم بیکار گئی اور آپ نے کوئی مفید کام نہیں کیا، انگریزی پڑھ کر کے آپ کماتے اس سے زیادہ آپ کو تنخواہ ملتی، فائدہ ہوتا۔

توحید خالص کی دعوت دیں

اصل یہ ہے کہ آپ کا عقیدہ صحیح ہو، صحیح مسلک آپ اختیار کریں اور اس کے بعد پھر اپنا فرض سمجھیں کہ آپ جہاں جائیں جس بستی اور جس شہر سے آپ کا تعلق ہو، جس معاشرہ، جس

---

(۱) سورۃ الزمر/۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

سوسائٹی اور جس طبقے سے آپ کا تعلق ہو آپ وہاں توحید خالص اور دین پر چلنے کی دعوت دیں اور توحید وشرک اور سنت و بدعت کا فرق بتائیں۔

ہمارے معاشرہ میں ہمارے ہم وطنوں کی اکثریت جس کے ساتھ ہم سیکڑوں برس سے رہ رہے ہیں اس کے جو اثرات آگئے ہیں یعنی دولت پرستی کے اثرات، اس کی وجہ سے یہ ملک تنگ ہو رہا ہے، انسان کی جان لی جارہی ہے ایک شریف گھرانے کی ایک شریف معصوم لڑکی کے ساتھ رشتہ ہوا اور اس کے بعد صرف پیسے نہ لانے اور مطلوب جہیز نہ لانے پر زہر دیا گیا، آگ لگادی گئی، اس سے بڑھ کر سفاکی، اس سے بڑھ کر حیوانیت اور اس سے بڑھ کر کمینگی کیا ہو سکتی ہے۔

مدارس کا فائدہ

مدارس میں پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ عقائد درست ہوں، خود شریعت اور دسنت پر چلنے کی کوشش کریں اور حتی الامکان سنت پر چلیں اور اس کے بعد ہم داعی بنیں اس مسلک کے اد جس کے لئے انبیاء کرام کی بعثت ہوئی ہے۔

انبیاء کرام کی بعثت اصلاً اور اوّلاً ہوئی ہے اللہ تبارک وتعالی کے ساتھ تعلق جوڑنے پر، عبدیت اختیار کرنے پر، اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں اور اخیر میں صرف قرآن مجید اور حدیث کی جو کتابیں معتبر ہیں، صحاح ستہ ہیں، ان پر عمل کرنے اور پھر جو ہمارے فقہاء کرام اور مجتہدین نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر جو مسائل استنباط کئے ہیں ان کے لئے فقہ کی بڑی بڑی کتابیں بنی ہیں اور یہ مذاہب اربعہ، اور مذاہب اربعہ کے بغیر جو حدیث ہی سے براہ راست استنباط کرنا چاہتے ہیں مسئلے حاصل کرنا چاہتے ہیں، عمل کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے بھی جواز ہے بہر حال دین حاصل کرنے کے لئے اور دین کی دعوت دینے کے لئے اور دین پر چلانے کے لئے ہم یہ سب پڑھ رہے ہیں پڑھا رہے ہیں اس کے لئے مدارس قائم ہوئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

مدارس نوکری دلانے کے لئے نہیں قائم ہوئے

ہم آپ سے صاف کہتے ہیں کہ یہ مدارس نوکری دلانے کے لئے قائم نہیں ہوئے ہیں، ہرگز نہیں، اگر نوکری دلانا تھا تو کافی تھی یونیورسیٹیاں، کئی مسلم یونیورسیٹیاں ہیں، اسلامی کالجز ہیں ،اور یہ سائنسی علوم ہیں، اور غیر ملکی زبانیں (Foreign Languages ہیں اور خاص کر انگریزی ہے یہ سب اس لئے ہے کہ نوکری حاصل کی جائے۔

بہت بڑی غلط فہمی

طالب علموں کو صرف اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ وہ خود خدا کو پہچانیں، اس کے رسول کو جانیں اور شریعت کا علم حاصل کریں اور سب سے پہلے عقائد، پھر اس کے بعد فرائض اور اس کے بعد پھر سنن اور اخلاقِ نبوی کی پیروی کرنا اور اپنی زندگی کو شریعت کے قالب میں ڈھالنا اور دوسروں کی زندگی اس قالب میں ڈھالنا، اور جو چیزیں خدا کے غضب کو بلانے والی ہیں، عقائد فاسدہ اور عقائد مُضلّلہ ہیں ان سب سے بڑھ کر کفر وشرک اس کے بعد پھر بدعات ان سب سے بچانا ان مدارس کا کام ہے، اسی لئے ہم نے اپنے مدارس میں ایسی کتابیں بھی داخل کی ہیں جن سے صحیح عقیدۂ توحید کی تعلیم ہو، اور اس کی حقیقت سامنے آجائے ﴿ألا لله الدين الخالص﴾ ﴿ألا له الخلق والأمر﴾ (۱) اس کا کام پیدا کرنا بھی ہے، اس کا کام انتظام کرنا بھی ہے، ایک بڑے گروہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا نے اس کائنات کو پیدا کیا لیکن اس نے اس کے بعد بہت سے شعبے دوسرے لوگوں کے حوالہ کردئے ،تم اولاد دینا، تم روزی دینا، تم بیمار کرنا، تم شفا دینا، ہمارے عوام اور بہت سے طبقوں میں یہ خیالات ہیں کہ اولاد ان بزرگ سے ملے گی اور اس کے لئے وہاں چادر چڑھاؤ، وہاں شمع جلاؤ، اور اس کے لئے وہاں دہائی دو، ایسا ہرگز نہیں ہے ﴿ألا

(۱) سورۃ الأعراف/۵۴۔

www.abulhasanalinadwi.org

له الخلق والأمر﴾ سب کام خدا کا ہے، پیدا کرنا بھی اور انتظام چلانا بھی۔

یہ کوئی تاج محل نہیں ہے

یہ کوئی تاج محل نہیں ہے جیسے شاہجہاں نے بنادیا تھا اور اس کے بعد وہ چلا گیا دنیا سے، اب وہ لوگوں کے رحم وکرم پر ہے چاہے تاج محل پر کچھ لکھ دیں، داغ ودھبہ لگادیں اور توڑ دیں تو شاہجہاں بے بس ہے اب کچھ نہیں کرسکتا، یہ شاہجہاں کا بنایا ہوا تاج محل نہیں ہے، یہ اللہ میاں کا وہ کارخانہ ہے جو اللہ میاں نے بنایا بھی اور وہی چلا بھی رہے ہیں اور ہمیشہ چلاتے رہیں گے اور ذرہ بھی نہیں ہل سکتا اپنی جگہ سے بغیر خدا کی اجازت کے، تو یہ معجزہ ہے قرآن مجید کا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

ہم سے اگر کوئی یہ پوچھے کہ یہ بتائیے کہ دینی تعلیم کا اتنا اہتمام آپ کے یہاں ہے، لاکھوں روپیہ خرچ کیا جارہا ہے، جگہ جگہ مدرسے ہیں، جگہ جگہ جامعات ہیں اور عربی پڑھائی جارہی ہے، یہاں ضرورت نہیں ہے ہندوستان میں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ کیسی بڑی بڑی کتابیں لڑکوں کے ہاتھ میں ہیں کہ ان سے اٹھنا بھی مشکل ہے اور وہ کتابیں اٹھا رہے ہیں، پڑھ رہے ہیں، آخر یہ سب کس لئے؟ ہم کہیں گے کہ یہ اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم﴾۔

دونوں چیزیں ہونی چاہئیں

یہ دونوں چیزیں ہونی چاہئیں اور ان میں سے ایک چیز دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے ﴿لينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم﴾ جب ہوگا جب ﴿ليتفقهوا في الدين﴾ اور ﴿ليتفقهوا في الدين﴾ کے بعد ﴿لينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم﴾ نہیں ہوگا تو پھر وہ

www.abulhasanalinadwi.org

جو کچھ پڑھا لکھا ہے آپ نے وہ کافی نہیں ہوگا۔

اللہ کے یہاں سوال ہوگا کہ تم نے پڑھا تھا، تم کفر و اسلام کا فرق جانتے تھے، اور تم حلال وحرام کا فرق جانتے تھے تم سنت و بدعت کا فرق جانتے تھے لیکن تم نے نہ کہیں ٹوکا، نہ کہیں روکا، نہ کہیں تم نے اشارہ کیا نہ تم نے کہیں تبلیغ کی، اس کا جواب دو! تم نے کس لئے پڑھا تھا؟ کیوں سات برس آٹھ برس لگائے تھے دار العلوم دیو بند میں، مظاہر العلوم میں یا ندوۃ العلماء میں یا آپ کے یہاں جامعہ میں اور پھر یہاں سے پڑھ کر آپ ندوہ گئے وہاں پھر کیا حاصل کیا؟ خدا کے یہاں جواب دینا ہوگا کہ جو کچھ پڑھا تھا اس کا ہم نے کیا حق ادا کیا؟ حدیثوں میں صاف صاف آتا ہے کہ اللہ تعالی پوچھے گا کہ ہم نے تمہیں رزق دیا تھا اس کا کیا حق ادا کیا، ہم نے تمہیں دین کی سمجھ دی تھی اس کا کیا حق ادا کیا، زندگی دی اس کا کیا حق ادا کیا؟

تو بھائیو بس اتنا کافی ہے اگر آپ سمجھ لیں کہ یہاں مدارس میں اس لئے آتے ہیں کہ پہلے خود دین کی سمجھ حاصل کریں، عقیدہ بھی صحیح ہو اور مضبوط بھی ہو اور ہمیں اس عقیدہ پر فخر بھی ہو اور اس عقیدہ پر ہمیں غیرت بھی آئے، اس عقیدہ پر ہم اصرار کریں اور اس کے خلاف شرک و بدعت سے ہم بچیں اور خاص طور پر شرک کو برا سمجھیں، یہاں جنوب کا ہم زیادہ حال نہیں جانتے لیکن ہم پورے ہندوستان میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں ہر جگہ جاتے رہتے ہیں، کہیں تو مشرکانہ اعمال ہیں، کہیں بدعات ہیں، کہیں منکرات ہیں، کہیں معاصی ہیں، کہیں اسراف ہے اور کہیں معاشرہ کی خرابی ہے کہ اب ہمارے یہاں کی تقریبات میں دین کی بنیادی تعلیمات کا قطعی لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ ایسے مواقع پر دین کو الگ کر دیا جاتا ہے۔

ہمیں چاہئے کہ پورے دین کو اپنی زندگی میں داخل کریں اور پورے طور پر اس کی تعلیمات کے سانچے میں اپنی زندگی کو ڈھال دیں، تب ہی ہم دینی تعلیم کے تقاضے کی تکمیل کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

قلمبند: ......عدنان قاضی

www.abulhasanalinadwi.org

سورۂ والعصر کی روشنی میں زندگی کا جامع تصور☆

بعد حمد وصلوۃ!

﴿ والعصر إن الإنسان لفي خسر ، إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ (۱)

میرے بھائیو، دوستو، محبت کرنے والو، محسنو، کریم النفس مہربانو اور جلسہ کے عزیز مہمانو! میں بالکل خالی الذہن تھا اور سوچ رہا تھا کہ آپ سے کیا عرض کروں اور یہ مجمع جو اس وقت تقدیر الٰہی سے جمع ہو گیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ غیبی انتظام تھا کہ آپ حضرات جمع ہوں اور پھر اپنی عمر کا بھی اعتبار نہیں، بس یوں سمجھنا چاہئے کہ عمر کی عصر آ گئی ہے اور معلوم نہیں آفتاب زندگی کب غروب ہو جائے، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے، لیکن اس کا اعتبار نہیں کہ ہم آپ پھر جمع ہوں گے، اور چیزیں اپنی جگہ پر، اللہ تعالیٰ آپ کو عمر طویل عطا فرمائے، توفیق کثیر عطا فرمائے، اچھی صحت عطا فرمائے، دین کا شوق وذوق عطا فرمائے اور ایسے مواقع بار بار لائے، لیکن اس کی کوئی ضمانت نہیں کہ پھر ہم آپ سے کچھ عرض کر سکیں اور آپ سنیں۔

سورۃ العصر میں قرآن مجید کا خلاصہ آ گیا ہے

اس لئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ ڈالا کہ میں سورۃ العصر آپ کے سامنے پڑھوں اور اس کے متعلق کچھ عرض کروں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (اور یہ اس موقع کے لئے نہایت مناسب موزوں اور قابل تعظیم نام ہے، آپ کے خاص تعلق کی بناء پر) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ

☆ ۱۹۹۵ء۔

(۱) سورۃ العصر۔

www.abulhasanalinadwi.org

قول بعض تفسیروں میں پڑھا کہ اگر قرآن مجید میں صرف والعصر نازل ہوئی ہوتی تو یہ بھی کافی تھی، یہ بھی حجت تھی، اور پھر ہم نے یہ پڑھا صحابہ کرام میں سے دو آدمی، چار آدمی باتیں کرتے ہوئے جاتے، کچھ کام کی باتیں، کچھ مشترک مقاصد ہوتے، مثلاً تجارت ہوتی یا کچھ اپنا احوال کہنا ہوتا، سننا ہوتا، تو جب ایک دوسرے سے رخصت ہونے لگتے، اپنی بات کہہ چکتے تو سورۂ والعصر سنادیا کرتے تھے جیسے کوئی طالب علم اپنا سبق سنایا کرتا ہے اپنے استاد کو کہ ہمارا آموختہ سن لیجئے، ہمارا سبق سن لیجئے، اس طرح صحابہ کرامؓ بجائے اس کے کہ اس زمانہ کی رسم کے مطابق کہیں کہ ہماری یہ یہ شکایات ہیں، ہمارے یہ مطالبے ہیں، آپ اس کے لئے کوشش کیجئے، تو بس اسی پر بات ختم کردیتے، اب آپ کیا ملیں گے، اور کہاں ملیں گے، اس سب کے بجائے صحابہ کرامؓ کی زندگی میں یہ انقلاب حضور ﷺ کی صحبت کی برکت سے آیا تھا جس سے امتوں کی تاریخ محروم اور خالی ہے کہ سب بات کرنے کے بعد، ہر ایک کے ساتھ اس کی کچھ ضرورتیں ہیں اور کچھ مشترک کام بھی ہوتے ہیں مشترک تجارت بھی ہوتی ہے، اہل وعیال بھی ہوتے ہیں، رشتہ داریاں بھی ہوتی ہیں، کوئی بیمار بھی ہوتا ہے، لیکن سب کو چلتے وقت جو چیز یاد رہتی تھی اس کو سب سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے اور کام آنے والی بھی تھی، وہ یہ کہ سورۃ والعصر سنادی جائے، اس میں قرآن مجید کا خلاصہ آگیا، تو میں بھی اسی پر آج میں اکتفا کروں گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس سورۃ کے بجائے خود پورا قرآن مجید معجزہ ہے، پوری وحی اعجاز ہے اور پورا قرآن مجید معجزہ ہے لیکن تنہا یہ سورۃ بھی معجزہ، اور معجزہ کا ایک معجزہ یہ ہے کہ اتنی مختصر سورہ میں اللہ تبارک وتعالی نے سب کچھ فرمادیا، ہر عہد، ہر نسل، ہر زمانہ، ہر تاریخی دور پر، معاشرہ پر، تمدن وتہذیب میں جو چیز بالکل حاوی ہو، پوری زندگی کا پروگرام سامنے رکھئے، نجات کا پروگرام، سعادت کا پروگرام، شفاعت کا پروگرام، اور ایک کامل زندگی گذارنے کا طریقہ جو اپنے لئے بھی باعث برکت ہو اور پورے معاشرہ کے لئے بھی باعث خیر وبرکت ہو، ایک یہ بات اور یہ نکتہ یاد رکھئے کہ بہت سے پند ونصائح ایسے ہیں کہ کتب خانے بھرے ہوئے ہیں، آپ کے کتب خانے میں بھی بیسیوں ایسی کتابیں ملیں گی جن

www.abulhasanalinadwi.org

میں عقل و دانش کی بڑی بڑی باتیں اور تجربے بتائے گئے ہوں گے، لیکن ایسی چیز جو ہر طبقہ کے ہر فرد کے لئے اور ہر زمانہ کے انسان، ہر معاشرہ اور تہذیب کے لئے، ہر معیار زندگی کے لئے، اور ہر طرح کا تنوع Wariety رکھنے والے انسانوں کے لئے جو چیز سب کے لئے کافی ہو جائے یہ سورۃ والعصر ہے۔

العصر کا انتخاب اور اسکی حکمتیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قسم ہے زمانہ کی، لفظ ''العصر'' فرمایا، اس موقع پر میرے ذہن میں ایک بات آئی جو میں نے جدہ کی ایک تقریر میں کہی تھی کہ زمانہ کے لئے عربی زبان میں بیسیوں لفظ ہوں گے اور ہم جیسا عربی کا طالب علم بھی اگر اس وقت بھی کہے کہ قرآن مجید میں کتنے لفظ آئے ہیں تو اس میں ''الدھر'' کا لفظ ہے، ''الزمان'' کا لفظ ہے اور کیسے کیسے اور دوسرے الفاظ ہیں اور عربی زبان کا تو کہنا ہی کیا؟ عربی زبان تو دنیا کی وسیع ترین اور غنی ترین زبان ہے، لفظ ''العصر'' کا کیوں انتخاب کیا اللہ نے؟ زندگی کی بے ثباتی کو سامنے لانے کے لئے، اوقات میں سب سے مختصر وقت عصر اور مغرب کے درمیان کا ہوتا ہے، تو یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ بات ذرا مناسبت نہیں رکھتی تھی کہ اس موقع پر جبکہ زندگی کے انجام کا ذکر کر کے انسان کو سمجھاتا، اور اس کے دل میں بات اتارنی اور نقش کرنی ہے، اس کو ترغیب دینی ہے، اس لئے ایسی چیز کا ذکر نہ کریں کہ جس سے اس کے بعد انسان اس قابل ہی نہ رہے کہ کچھ اور سنے اور وہ پھر اپنی آنکھیں بند کر لے، کان بند کر لے، اور کہے کہ پھر جا کر پڑ جاؤں، میرا وقت قریب ہے، اس لئے اس وقت کوئی موقع نہیں تھا۔ اب غور کیجئے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے زمانہ سے متعلق بہت سارے الفاظ میں لفظ ''العصر'' کا انتخاب کیا، اس سے ذہن خود بخود اس طرف جاتا ہے کہ زندگی کی مدت کوئی ایسی طویل نہیں، یہ کوئی عمرِ نوح نہیں کہ ہر ایک کو ملے اور نہ ہی سیکڑوں ہزاروں برس تک کوئی جیا ہے اور نہ کوئی جئے گا، زمانہ کو یہ سمجھو کہ عصر کا وقت ہے، بس آفتاب نظر آرہا ہے، اور

www.abulhasanalinadwi.org

تھوڑی دیر کے بعد آفتاب غروب ہوجائے گا، اللہ تعالی فرماتا ہے کہ زمانہ شاہد ہے ، والعصر میں واوؑ جو ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ زمانہ اس پر گواہ ہے،عصر اس پر شاہد ہے اور خلاصہ وقت زندگی کا جو ہے جس کو تم بہت سمجھ رہے ہو اور بہت سی غلطیاں اور بہت سی بھول اور بہت سے فریب نفس اور بہت سا ضیاع وقت اور بہت سے تفریحی سامان ،سب اس غلط فہمی پر ہے کہ زندگی بڑی طویل ہے،تو اللہ تعالی نے اس غلط فہمی کو یہیں ختم کردیا والعصر کہہ کر، زندگی کیا ہے؟ والعصر ہے! عصر کا وقت ہے،اس کی فکر کرو، زندگی سے کام لینے کی فکر کرو جب آدمی کوئی دکاندار ہو تو وہ بھی جانتا ہے کہ جب عصر کا وقت ہوجائے ، مجھے معاف کیا جائے میں اس کوچہ کا آدمی نہیں ہوں مگر کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی کام ہو، دینی کام ہو، علمی کام ہو، تجارتی کام ہو اور اصلاحی کام ہو اور تصنیف وتالیف کا کام ہو، سب میں آدمی عصر کے وقت ذرا ہوشیار ہوجاتا ہے کہ اب مغرب ہونیوالی ہے، کام کو ختم کرلینا چاہئے ،تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ زمانہ شاہد ہے،عصر کا وقت اس پر شاہد ہے۔

سب سے بڑا محرک

﴿إن الإنسان لفي خسر﴾ اس سورۃ کا ایک ایک لفظ معجزہ اور ایک ایک آیت معجزہ ہے،انسان کو سب سے زیادہ چونکا دینے والی جو بات ہے،اگر میں یہ کہوں کہ سب سے عمومی بات Most Common Factor- Most Common Thing جو ہے، ہر دور کے انسانوں اور ہر عہد اور ہر تہذیب وتمدن اور ہر ترقی یافتہ ملک اور ہر برسر عروج تہذیب کے انسانوں کو جو چیز سب سے زیادہ ناپسند ہے اور قابل کراہت جو چیز سب سے زیادہ مشترک ہے، وہ ہے ''خسر'' نقصان، یہ ہر زمانہ میں انسان کو چونکا دینے والی چیز رہی ہے، آپ کسی سے کچھ کہئے گو توجہ سے ،لیکن اگر آپ یہ کہہ دیجئے کہ آپ کو نقصان ہونیوالا ہے اور اس میں نقصان ہے، پھر نقصان کا لفظ ایسا ہے جس سے زیادہ عمومی لفظ عربی زبان میں بھی تلاش کرنا مشکل ہے یعنی

www.abulhasanalinadwi.org

بہت سے حوادث ہیں، بیماریاں بھی ہیں، مالی نقصان بھی ہے لیکن یہ سب قسمیں ہیں، مگر جو چیز سب پر حاوی اور جو چیز سب سے زیادہ مہیب ہے اور سب سے زیادہ توجہ مرکوز کرنے والی اور سب سے زیادہ عمومی ہے اور سب میں مشترک ہے وہ ہے ''خسر''، فطرت انسانی میں اللہ تعالی نے یہ بات رکھی ہے کہ نقصان سے انسان گھبراتا ہے اور بچتا ہے اور یہی بناء ہے دنیا کی ترقی کی، اگر آپ دیکھیں گے کہ جو چیز دنیا کی تہذیب، اسکے مسائل کو اور مال و دولت کو، سلطنتوں کے حدود کو، علم کی پہنائی اور اس کی وسعت کو جس چیز نے سب سے زیادہ قوت پہنچائی اور اس کا محرک بنی ہے، وہ نقصان سے بچنے کی خواہش ہے، تجارت میں بھی یہی چیز ہے، یہی محرک اور Factor فیکٹر ہے، سب سے بڑا موئثر جو ہے وہ خسر ہے، نقصان سے بچنے، دیوالیہ ہوجانے اور سب کچھ ہار جانے، سب کچھ کھو جانے، بادشاہ وقت سے لیکر ایک ادنی دکاندار تک، اور ایک کھیتی کرنے والے اور ایک مزدوری کرنے والے تک، جو چیز مشترک ہے سب میں ڈرانے والی اور اس کے اندر وحشت اور فکر پیدا کرنے والی، وہ نقصان کا نام ہے، نقصان کا لفظ ہے، تو اللہ تعالی نے ایسی بات فرمائی سارے انسانوں کے لئے وہ بالکل کافی ہے، اور یہ قرآن کا اعجاز ہی تھا اور اللہ تعالی کا علم ہی تھا جو ایسا لفظ یہاں پر انتخاب کیا گیا، آپ کچھ کہتے، دوسرا کچھ کہتا کیا کہ وہ فلاں طبقہ اور یہ فلاں طبقہ کا معاملہ ہے، ہم اس سے بچے ہوئے ہیں، کوئی کہتا کہ ہمیں اس کا خطرہ نہیں، کوئی کہتا کہ ہمیں اس کی فکر نہیں، یہ ہمیں پیش آنیوالی چیز نہیں، لیکن خسر ایسی چیز ہے جو سب کے درمیان مشترک ہے، نوع انسانی کے جتنے افراد ہیں، امتیں، قومیں، سلطنتیں اور جمعیتیں، تنظیمات اور ترقیات، سب کے بیچ جو چیز سب سے زیادہ ڈرانے والی ہے اور اس کو چیلنج کرنے والی ہے، وہ ہے لفظ ''خسر''۔

تو اللہ تعالی نے یہاں فرمایا کہ زمانہ شاہد ہے، اس پر عصر کا وقت شاہد ہے، بے شک انسان نقصان میں رہنے والا ہے، اب خدا کی طرف سے یہ بات کہی جارہی ہے تو انسان چونکتا ہے اور چونکنے کا حق ہے کہ کیا خدا کو یہی بات کہنی تھی کہ انسان نقصان میں رہنے والا ہے؟ یہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہم بھی جانتے ہیں اور اس کو دیکھتے آئے ہیں لیکن نقصان سے بچنے کا نسخہ بھی تو بتایا جائے؟ خود بخود انسان کے اندر سوال پیدا ہوتا ہے جیسے ہی اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا قرآن مجید کی سورۃ میں یہ لفظ آیا ہے ﴿والعصر إن الإنسان لفي خسر﴾ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، کان اس کے لئے بالکل تیار ہو گئے، ہمہ تن گوش اور ہمہ تن انتظار بن گیا کہ اب اللہ ہی بتائے اللہ تبارک وتعالی تو رحیم ہے، رحمان ہے، خالق ہے انسان کا، وہی بتائے کہ نقصان سے بچنے کا راستہ کون سا ہے؟ فرمایا:

نقصان سے بچنے کا راستہ

﴿إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ وہ لوگ حقیقی نقصان سے بچنے والے ہیں، یہ چند سو روپیوں اور چند ہزار روپیوں کا نقصان نہیں، یہ چند بیگھہ زمین اور کچھ جائیداد کے نکل جانے کا نقصان نہیں، یہ تعلقات خراب ہو جانے کا نقصان نہیں، بلکہ خسر کا لفظ جب کہا گیا تو اس میں سب کچھ آ گیا، تو اس نقصان سے بچنے کی کیا صورت ہے؟ اور یہ نقصان ہر ایک کو پیش آ سکتا ہے، ہر شخص جو اس سورت کو سنے گا، آپ سب نے سنی ہوگی، آپ کو یاد ہوگی، بڑی تعداد انشاء اللہ ان لوگوں کی ہوگی جن کو سورۃ یاد ہے مختصر سورت بھی ہے، تو نقصان کے ساتھ فوراً یہ فطرت انسانی ہے کہ اس نقصان سے بچنے کا وہ راستہ معلوم کرنا چاہتا ہے اور سننا چاہتا ہے، قبل اس کے کہ بات ختم ہو یہ سننا چاہتا ہے کہ نقصان سے کس طرح بچا جا سکے، تو اللہ نے فرما دیا جو خالق کائنات ہے جو خالق جن و بشر ہے جو خالق نفع ونقصان ہے جو تقدیروں کا بنانے والا، بگاڑنے والا ہے، جو اس دنیا کا، اس کائنات کا حاکم ہے ﴿ألا له الخلق والأمر﴾ (۱) جس کا کام پیدا کرنا بھی ہے اور پھر حکم چلانا بھی ہے، انتظام کرنا بھی ہے اس نے فرمایا، نقصان سے بچنے کا طریقہ وہ بتائے، تو پھر اس کے سامنے نہ حکماء، نہ علماء،

---

(۱) سورۃ الأعراف/٥٤۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہ اطباء اور نہ بانیان سلطنت اور نہ ماہرین سیاست اور نہ ذہین ترین انسان، پھر کسی کا انتظار نہیں رہتا آدمی کو، اور نہ کسی کے انتظار کی ضرورت ہے، اللہ ہی کہہ رہا ہے کہ انسان نقصان میں رہنے والا ہے اور اللہ ہی بتا رہا ہے نقصان سے بچنے کا راستہ اور اس کے بعد ہمیں پھر کیا چیز چاہیے، اس نے بتایا ہے کہ نقصان سے بچنے کا راستہ کیا ہے؟ چار راستے ہیں: ﴿إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ پہلے تو ایمان اللہ تعالی کی باتوں پر، اللہ تبارک وتعالی کے خالق ومالک ہونے پر، مدبر کائنات ہونے پر، مالک نفع وضرر ہونے پر، قسمتوں کے بگاڑنے والے، بنانے والے ہونے پر، اور رحم وکرم فرمانے والے پر، اور غضب اور لعنت نازل کرنے والے پر، اور جنت کے خالق پر، جنت کے خالق کی حیثیت سے بھی اور جہنم کے خالق کی حیثیت سے بھی، وہ بتاتا ہے کہ ﴿إلا الذين آمنوا﴾ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایمان۔

اپنے ایمان کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے

اس لئے ہمیں سب سے پہلے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے اور سب سے پہلی اور بڑی فکر اپنے ایمان کی ہونی چاہیے، اگر اللہ تعالی نے آپ کو ایمان کی دولت نصیب فرمائی ہے، آپ مسلمان ہیں، اور آپ میں اکثر فرائض کے پابند بھی ہیں، لیکن اس میں ضرور اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے عمر بھر، اور یہ صحابہ کرامؓ کا بھی اور اولیاء عظامؒ کا بھی جو اللہ تعالی کے مقبول ترین بندے تھے، اپنے زمانہ میں ان کا بھی حال یہ تھا کہ وہ اپنے ایمان کی فکر رکھتے تھے اور جانچتے رہتے تھے کہ ان کے ایمان میں کوئی کمی تو نہیں ہے، اور وہ چاہے سیدنا عبد القادر جیلانیؒ ہوں، اور وہ چاہے یہاں ہندوستان میں مجدد الف ثانیؒ ہوں، اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ ہوں اور خواجہ معین الدین چشتیؒ ہوں، سب کو ایمان عزیز تھا اور سب کو ایمان کی فکر تھی اور سب اپنے ایمان کا جائزہ لیتے رہتے تھے، ہم میں اس بارے میں کچھ لوگ متساہل ہیں اور بے فکر واقع ہوئے ہیں، ورنہ اس زمانہ میں تو آپ اگر ان کے ملفوظات پڑھیں، ان کے وعظ وارشاد کی مجلس دیکھیں، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے نزدیک ایمان کا مسئلہ کتنا اہم تھا اور ایمان کے بارے میں وہ کتنے ذکی الحس Sunsair تھے، کہ وہ کوئی ایسی چیز جس سے ایمان میں خلل پیدا ہو، اس سے وہ ایسا بھاگتے تھے کہ موت سے بھی کوئی ایسا نہیں بھاگتا، یہ تھے اولیاء کرام! اس میں ہم مقابلہ کریں ان سے،، ہمیں اپنی صحت کی جتنی فکر ہے، ہمیں اپنی اولاد کی جتنی فکر ہے (صحیح فکر ہے، شرعی فکر ہے) اور ہمیں اپنے کاروبار کی بھی جتنی فکر ہے، میں کسی کی قیمت نہیں لگاتا، میں کسی کی طرف اشارہ نہیں کرتا، لیکن ہمیں اپنے کاروبار کی اتنی فکر ہے، اولاد کی فکر ہے، صحت کی فکر ہے، شہرت کی فکر ہے، اور اب سب سے بڑھ کر سیاست کی اور حکومت کی اور وزارت کی فکر ہے اس کے عشر عشیر بھی ایمان کی فکر نہیں ہے، تو ایک چیز تو یہ ہے کہ ﴿إلا الذین آمنوا﴾ اللہ تعالی نے ہمیں متنبہ کیا ہے کہ نقصان سے بچنے والے وہی ہیں جو ایمان لائے، وہ برابر اپنے ایمان کا جائزہ لیتے رہے کہ کیا اللہ تعالی کی تمام چیزوں پر ہم کو ایسا ہی یقین ہے، مغیبات پر ایسا ہی یقین ہے اور جو چیزیں آنکھوں سے دیکھی نہیں جاسکتیں، کانوں سے سنی نہیں جاسکتیں اور نہ ہاتھوں سے چھوئی جاسکتی ہیں اور جہاں قیاس سے کام نہیں چلتا، اللہ نے جو کچھ فرمادیا، آخرت کے بارے میں، جنت کی نعمتوں کے بارے میں جو کچھ فرمادیا، جہنم کے عذاب کے بارے میں جو کچھ فرمادیا اور اللہ تعالی جو معاملہ کرتا ہے انسانوں کے ساتھ کن اعمال پر، اور اور جو کچھ اللہ کے رسول نے بتایا، ان سب پر ہم ایمان لائیں اور ہم یہ سمجھیں کہ خدا کے جو قانون ہیں جزاء وسزا کیا اور مکافات کا جو قانون ہے وہ اٹل ہے، بالکل محکم ہے، اس میں دنیا کی ساری کائنات لگ جائے تو ذرہ برابر فرق نہیں کرسکتی، اللہ تعالی نے جس کے لئے جو فرمادیا وہ ہو کر رہے گا (إنما أصاب لم یکن لیخطئه) (وأخطأه لم یکن لیصیبه) (۱) حدیث میں آتا ہے کہ اس پر یقین ہونا چاہیے کہ جو اس کو پہنچا وہ چوک نہیں سکتا تھا اور جو چوک گیا وہ اس کو پہنچ نہیں سکتا، یہ بھی ایک مسلمان کا ایمان ہونا چاہیے، ہم بات بات میں کہہ جاتے ہیں دیکھیے یہ نقصان ہو جائے گا، وہ نقصان ہو جائے گا اور بعض مرتبہ ذہن میں پڑ جاتا ہے اور ایک

(۱) متن الأربعین للنووي، رقم/۱۹۔

www.abulhasanalinadwi.org

خیالی بات کوئی ایسے راستہ چلتے کہہ دے کہ اس میں یہ نقصان ہے راستہ میں فلاں چیز ہے یا فلاں خطرہ ہے تو ہمارے تمام رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ہم ڈر جاتے ہیں، لیکن اللہ نے جو فرمایا اور اعمال کے جو نتائج بیان کئے ہیں قرآن مجید میں، اور ایمان کا جو مقام بتایا ہے اور کفر کی جو سزا بتائی ہے اور جہنم کا جو عذاب بتایا ہے اس پر کیا ہمارا ایمان ایسا ہے کہ ہم اس سے لرز اٹھیں یا ہم سمجھیں کہ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے، اس کا بھی جائزہ لیتے رہنے کی ضرورت ہے، اس جلسہ کا یہی فائدہ ہے کہ وہ چیزیں جو ہمارے ذہن میں اتنی اہم نہیں تھیں یا دبی ہوئی تھیں، وہ ابھر آئیں، آپ کی معلومات میں صرف اضافہ کرنا نہیں ہے لیکن خود اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم کو واقعی اس بارے میں اتنا ہی خوف اور اتنا ہی یقین ہے کہ بداعمالیوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے، بداخلاقیوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے، دولت پرستی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے، حق تلفی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے، اور معمولی سے گناہ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے، آج اگر ہم مسلمانوں میں یہ بات ہوتی تو آج نقشہ ہی ہندوستان کا دوسرا ہوتا۔

ایک چونکا دینے والا واقعہ

جیسا کہ ابھی سید احمد شہیدؒ کا نام لیا گیا میری اس حقیر ذات اور خاندان کے سلسلہ میں ،ان کا ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں کہ جب پشاور فتح ہوا اور کئی ہفتے پشاور مجاہدین کے لشکر کے قبضہ میں رہا تو بعض باتیں بہت معمولی پیش آئیں مگر ان سے سوچنے کا مادہ اور بڑا ذخیرہ مل جاتا ہے ،وہاں ایک پٹھان نے ایک مسلمان کا جو پورب کا رہنے والا تھا غالباً لکھنؤ کے آس پاس کا یا دہلی کا یا بہار کا کہیں کا، ان کے ساتھ سب صوبوں کے لوگ تھے اور آپ کے یہاں کے لوگ بھی ہوں گے تو اس پشاوری مسلمان نے ایک مسلمان کا ہاتھ پکڑا، اور کہا کہ میاں! ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں تم ہم سے ذرا صحیح صحیح کہنا، کیا؟ کہا کہ کیا ہندوستانیوں کی دور کی نگاہ کمزور ہوتی ہے، وہ دور کی چیز نہیں دیکھ سکتے؟ کہا کہ نہیں، خوب دیکھتے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں کہ سامنے یہ چیز ہے، وہ چیز ہے، دور سے دیکھ رہا ہوں اور سوائے اس کے ایسا معذور ہو یا بیمار ہو، ورنہ یہ کوئی ہندوستان ہی کی بات

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہے، یہ کوئی کسی خطۂ ملک کی بات نہیں کہ وہاں کے لوگ فطری طور پر ان کی نظر کمزور ہوئی ہے ،ان کی نظر بھی جیسی آپ کی نظر ہے، کہا کہ نہیں نہیں! ضرور آپ کو دور کی چیز نظر نہیں آتی، انہوں نے کہا اچھا یہ بتایئے آپ پوچھ کیوں رہے ہیں یہ؟ کہنے لگے کہ بھائی! میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ آج کئی ہفتے ہوگئے آپ کا لشکر یہاں ٹھہرا ہوا ہے آپ دو دو برس سے اور کتنے کتنے برس سے گھر سے نکلے ہوئے ہیں، بیوی، بچوں کو چھوڑ کر آئے ہیں، کسی نے معلوم نہیں کتنے مہینے سے ،کتنے برس سے بیویوں کی صورت نہیں دیکھی ہے اور جوان بھی ہیں اور پھر ایسے تندرست ہیں کہ جہاد کرنے آئے ہیں، میں نے آپ میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی نامحرم عورت کو دیکھا ہو، اتنا بڑا لشکر ہے اٹھارہ اٹھارہ برس کے لوگ بھی ہوں گے اور بائیس برس کے اور چوبیس برس کے اور بڑے تندرست ہوں گے، لڑنے کے لئے آتے ہیں، ان کو میں نہیں دیکھتا کہ اپنی تسکین ہی حاصل کرنے کے لئے کسی نامحرم عورت کو دیکھیں، انہوں نے کہا کہ نہیں! یہ بات نہیں! یہ تعمیل ہے اللہ کے اس حکم کی ﴿قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم ويحفظوا فروجهم﴾(۱) اہل ایمان سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، ایک اس آیت کی تعمیل ہے، دوسرے ہمارے جو قائد اور رہبر اور ہمارے پیر و مرشد ہیں ان کی تربیت کا بھی یہ فیض ہے کہ ہم لوگ کسی نامحرم عورت کو دیکھ نہیں سکتے، آج ہم نے یہ بات لندن میں کہی تو ہم نے کہا کہ اگر آپ اپنی زندگی ایسی بناتے ہیں تو آپ پر لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی، آپ کی نگاہیں نہ اٹھنے پر لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی کہ یہ کس طرح کے آدمی ہیں یہ کسی عورت کو، نامحرم کو نہیں دیکھتے اور پھر یہاں کا حسن و جمال ہندوستان کے رہنے والے، پاکستان کے رہنے والے، عرب کے رہنے والے، یہ کسی کو دیکھتے نہیں، اور پھر یہ ان کی کبھی نیت خراب نہیں ہوئی، یہ کسی کو ادنی درجہ کی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے، لوگوں کے اندر ایک سوال پیدا ہوتا اور آپ سے پوچھتے! آپ کہتے کہ

---

(۱) سورۃ النور/۳۰۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ سب فیض ہے اسلام کا، پھر وہ اسلام کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور مسلمان ہوتے۔

اپنے اندر شان امتیازی پیدا کیجئے

آج میں آپ سے صاف کہتا ہوں مجھے معاف کیا جائے، میں ایک تاریخ کا طالب علم ہوں، آج ہمارا ہندوستان جس طرح اسلام کی دولت سے محروم ہے کہ آپ کے چاروں طرف غیر مسلموں کی اتنی بڑی آبادی ہے اور ان کو کبھی خیال بھی نہیں ہوتا کہ توجہ بھی نہیں ہوتی کہ ہم سے ایسا کوئی بڑا فرق دیکھتے اپنی زندگی میں اور ہماری زندگی میں، (کسی کو تہمت میں نہیں لگاتا، میں اپنے کو بھی شامل کرتا ہوں) ہماری زندگی ایسی ہوتی کہ غیر مسلموں میں کشش پیدا ہوتی وہ بالکل مضطر و مجبور ہو جاتے کہ معلوم کریں کہ یہ فرق کہاں سے آیا؟ ہم بھی اسی ملک کے رہنے والے ہیں، وہ بھی یہاں کی چیزیں کھاتے ہیں، یہ بھی یہاں کی ہوا میں سانس لیتے ہیں پھر ان میں کیا بات ہے کہ ان کی شرم وحیا، یہ ان کے اخلاق، یہ ان کی انسانیت کا احترام، یہ ان کا خدا سے ڈرنا، یہ ان کا وقت پر نمازیں پڑھنا، یہ ان کا نگاہوں کو نیچے رکھنا، یہ سب چیزیں شروع سے اگر ہمارے مسلمانوں نے ان کو شعار بنایا ہوتا تو آج پورا ملک مسلمان ہوتا، یہ مصر اسلامی اکثریت میں کیسے تبدیل ہو گیا؟ اور اس کی تہذیب بدل گئی رسم الخط بدل گیا زبان بدل گئی، یہ مصر کی زبان ہمیشہ عربی زبان نہیں تھی لیکن صحابۂ کرام کے فیض سے یہ ملک بالکل بدل گیا اور یہ جو عراق میں اکثریت ہے خالص مسلمان ملک ہے اور یہ خلیج کے ممالک اور پھر یہ مغرب اقصیٰ کے مراکش اور الجزائر، ان کو دیکھئے کہ یہ سب کے سب مان گئے، دنیا بدل گئی، کاہے سے بدلی؟ یہ مسلمانوں کے اخلاق تھے اور مسلمانوں کے امتیازات تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ فرقان کہتا ہے ﴿یا أیها الذین آمنوا إن تتقوا الله یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیآتکم﴾ (۱) اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تم کو ایک شان امتیازی عطا فرما دے گا ﴿یسعی نورهم بین أیدیهم﴾ (۲) ان

---

(۱) سورة الأنفال/۲۹۔

(۲) سورة الحدید/۱۲۔

www.abulhasanalinadwi.org

کا نور ان کے آگے آگے چلے گا، یہ اہل جنت کی تعریف ہے، یہ صحابہ کرامؓ کی تعریف تھی کہ ان کا نور ان کے آگے آگے چلتا تھا اور لوگ اس نور کو دیکھ کر مسلمان ہوتے تھے، اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کی بھی بڑی ذمہ داری ہے کہ آپ کے قریب میں غیر مسلم آبادی رہتی ہے، اس کو آپ دلیلوں، ذہانت اور خطابت سے متاثر نہیں کر سکتے بلکہ اپنے طرز زندگی سے متاثر کیجئے، وہ دیکھیں گے کہ آپ نامحرم کو نہیں دیکھتے، وہ دیکھتے کہ آپ تفریحی چیزیں نہیں دیکھتے، آج مسلمانوں میں جو بیماریاں آئی ہیں ان میں ایک ٹیلی ویژن کا دیکھنا بھی ہے، ہمیں بڑی اکثریت والے اسلامی ملکوں میں وہاں لوگوں نے شکایت کی کہ کیا اس کی بڑی کثرت ہے! آپ لوگوں سے کہئے کہ ٹیلی ویژن وغیرہ دیکھنا کم کریں، یہ ایک آفت، ایک وبا آئی ہوئی ہے ٹیلی ویژن دیکھنے کی، اس سے اخلاق پر اثر پڑتا ہے، اللہ فرماتا ہے: اگر تم اللہ سے ڈروگے تو اللہ تمہیں ایک شان امتیازی عطا فرمائے گا ﴿یجعل لکم فرقانا﴾ ﴿یسعی نورھم بین أیدیھم﴾ ان کی روشنی ان کے آگے آگے پھرے گی قیامت کے دن، یہی دنیا میں بھی حال ہو جاتا ہے، یہاں مسلمانوں نے اپنی شان امتیازی ثابت نہیں کی، ہم نے لوگوں کو متوجہ نہیں کیا اپنے اخلاق سے، خوف خدا سے، فکر آخرت سے اور انسانیت پر رحم کھانے سے اور انسانوں کی مدد کرنے کے جذبہ سے اور ایثار و قربانی سے، اپنے لئے کم سے کم حصہ لینا، دوسروں کو زیادہ سے زیادہ حصہ دینا، ہم نے کئی بار ہندوستان میں جہاں کہیں بھی اس بات کا موقع ملا، امریکہ وغیرہ میں بھی کہا کہ یہاں جو مسلمان ہیں ان کو اپنی سیرت ایسی بنانی چاہئے کہ وہ خود باعث کشش بن جائیں، یہاں کی آبادی کے لئے اسلام کی طرف، یہاں میں آپ کو بتادوں ﴿آمنوا وعملوا الصالحات﴾ میں صرف عقائد اور صرف فرائض ہی داخل نہیں ہیں، اس کے اندر معاشرہ بھی داخل ہے، اس میں ہمارے رہنے بسنے کا طریقہ ہے، آج جو شادیوں کا اسراف ہے اور آج یہ جو جہیز کے مطالبے ہیں اور آج یہ جو اوروں کے ساتھ ناانصافی ہے یہاں تک کہ دوستوں کو جلا دینا ہے، یہ اگرچہ ہمسایہ قوم میں زیادہ یہ چیز پائی جاتی ہے مگر یہ چیز مسلمانوں کے بارے میں بھی سننے میں آنے لگی ہے، تو

www.abulhasanalinadwi.org

یہ ﴿آمنوا وعملوا الصالحات﴾ میں شامل ہے آمنواواعبدوااللہ، آمنواوصلوانہیں کہا ایمان لائے اور نماز پڑھی ﴿آمنوا وعملوا الصالحات﴾ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے، تو نیک کام کی تلقین کرنا ﴿وعملوا الصالحات﴾ نیک کام کرنا، ایمان بھی رکھنا نیک کام بھی کرنا، زندگی گذارنے کا جونقشہ قرآن نے دیا ہے، اس میں جو طاقت ہے کسی چیز میں وہ طاقت نہیں، نہ خطابت میں، نہ بلاغت میں، نہ فصاحت میں اور نہ ذہانت میں، نہ علم میں، نہ کسی چیز میں ، یہ انسان کی زندگی کا نقشہ ہے، مسلمانوں کو دیکھ دیکھ کر لوگ اپنی زندگی تبدیل کر دیں۔

اسلامی اخلاق کے رواج کی ضرورت ہے

امام زہریؒ کا مقولہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ تک کہ دو برس کے مختصر عرصہ میں اتنے لوگ مسلمان ہوئے جتنے کہ صلح حدیبیہ سے پہلے نہیں ہوئے تھے اور جب صلح ہوگئی تو قریش مکہ کو آنے جانے کی اجازت مل گئی تھی کہ لوگ اپنے عزیزوں سے جا کر مدینہ میں مل سکتے ہیں کوئی روک ٹوک نہیں، کوئی لڑائی نہیں ہوگی، یہ لوگ کیوں مسلمان ہوئے؟ امام زہریؒ کہتے ہیں اس لئے کہ جب وہ آئے اور اپنے عزیزوں کے یہاں ٹھہرے، بھانجے ماموں کے پاس آئے، ماموں بھانجے کے پاس گئے، چچازاد بھائی چچازاد بھائی کے پاس آئے، تو دیکھا کہ یہ تو کسی کا دل توڑ نہیں سکتے، یہ نماز چھوڑ نہیں سکتے، یہ بھوکے رہیں، بچوں کو بھوکا رکھیں، مہمانوں کو کھانا کھلائیں، تو انہوں نے غور کیا ہم تو ایک ہی نسل کے لوگ ہیں، یہ بھی قریش کے ہیں، ہم بھی قریش کے ہیں ان کی زبان بھی عربی، ہماری زبان بھی عربی، ان کا لباس وہی، ہمارا لباس بھی وہی، ان کی خوراک وہی، ہماری خوراک بھی وہی، اس لئے کہ اسلام میں جو چیزیں حرام قرار دی گئی تھیں عرب بہت پہلے سے ان چیزوں سے بچتے تھے، تو پھر کیا بات ہے، یہ فرق کہاں سے آیا؟ تو ان کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا ان کے اسلام لانے کا جذبہ آیا، ہم میں ان میں کوئی فرق ہے تو صرف اسلام کا فرق ہے تو انہوں نے اسلام لانا شروع کیا پھر اتنی بڑی تعداد میں لوگ

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام لائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ میں اور صلح حدیبیہ سے پہلے جو مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا چھ سات آٹھ برس کا، اس میں اتنے مسلمان نہیں ہوئے، مجموعی طور پر جتنے ان دنوں مسلمان ہوئے جو صلح حدیبیہ کے بعد کا زمانہ تھا۔

دعا کے ساتھ دعوت بھی

حضرات! ﴿إلا الذين آمنوا وعملوا الصلحت﴾ آمنوا وعملوا الصالحات کی آیت سب پر محیط ہے، یہ نہیں کہ آپ نے بس فرائض وعقائد معلوم کر لئے، بلکہ آپ کا معاشرہ بالکل اسلام کی تعلیم اور سنت نبوی اور آپ ﷺ کی ہدایات اور اسوۂ صحابہؓ کے سانچہ میں ڈھل جانا چاہئے، یہ اسراف، یہ فضول خرچیاں اور یہ دکھاوے کی تقریبات، پھر اپنی حیثیت عرفی ظاہر کرنے کے لئے یہ شان وشوکت، اتنی بڑی بارات لے جائیں اور اتنی دھوم ہو اور اتنا بڑا مجمع ہو اور یہ آرائش ہو، یہ سب چیزیں ہم نے یہاں سے سیکھی ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اس کو بھی کہتا جاتا ہوں ﴿إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اپنے تک نہ رکھیں اس ایمان کو بلکہ ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کریں، ہمیں بڑی خوشی ہوئی یہ معلوم کر کے کہ الحمد للہ یہاں تبلیغی کام بھی ہو رہا ہے اور یہاں جماعت بھی تبلیغی ہے اور یہاں مرکز بھی ہے اس کا تو یہ ﴿تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ میں آتا ہے اور دعوت بھی ہونی چاہئے یعنی دعا کے ساتھ اور دعوت کے ساتھ، دعا کے ساتھ دعوت کا کام بھی ہونا چاہئے کہ آپ دوسروں تک پہنچائیں، اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا ﴿إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ صرف وہ لوگ نقصان سے بچے ہوئے ہیں، سب سے زیادہ ضروری جو چیز ہے میں سمجھتا ہوں اس جلسہ کا تحفہ، میں نہیں کہتا سب سے بڑا تحفہ، لیکن ایک شخص سے ضروری اور ابتدائی تحفہ جو یہاں آنے والے کو ملنا چاہئے وہ ہے نقصان

www.abulhasanalinadwi.org

سے بچنے کا طریقہ معلوم ہونا، وہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے یہ سورۃ بڑی جامع ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسا امام وہ جب کہے ان سے بڑھ کر قرآن مجید کا حریص، قدرداں، قرآن مجید کا حافظ، قرآن مجید کا رمز شناس اور نکتہ داں ہونا مشکل ہے وہ کہے کہ اس سورۃ ہی میں سب باتیں آگئی ہیں، اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے اور بڑی نعمت ہے کہ اتنا قرآن مجید نازل ہوا لیکن فرمایا کہ جہاں تک انسانی ضرورت اور نجات کا تعلق ہے یہ سورۃ کافی ہے انسان کی نجات کی ضرورت کے لئے، بس میں اس پر اکتفا کرتا ہوں، اس سورۃ کو آپ قلب پر، دل پر لکھ لیجئے کہ یہ انسان کی فطرت میں رکھا ہے اللہ نے کہ وہ نقصان سے بچنا چاہتا ہے، آپ یقیناً نقصان سے بچنا چاہیں گے، کیا طریقہ ہے اس کا، اللہ تعالیٰ سے زیادہ صحیح اور مکمل کوئی کہہ نہیں سکتا، قرآن مجید سے زیادہ کہیں وہ چیز محفوظ نہیں رہ سکتی، قرآن مجید میں وہ پورا نسخہ آگیا کہ ﴿إلا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ اب ہم مسلمانوں میں دیکھئے کہ ہمارا معاشرہ بگڑا ہوا ہے، اخلاق بگڑے ہوئے ہیں اور ہمیں کوئی امتیاز، فرقان جسے کہتے ہیں وہ امتیاز ہمارے اندر نہیں رہا جیسا کہ اس پٹھان نے پوچھا تھا اور بالکل ٹھیک پوچھا تھا کہ آخر کیا بات ہے؟ کہ یہ جوان ہیں، بھرپور جوانی ہے ان کی، تندرست ہیں، طاقتور ہیں، اور گھربار سے بالکل الگ ہیں اور یہاں حسن بھی زیادہ ہوتا ہے ان علاقوں میں، اور کبھی ہم نے ایک سپاہی کو نہیں دیکھا کہ نظر اٹھا کر دیکھتا ہو، تاکتا ہو کہ دیکھو وہ عورت کھڑی ہوئی ہے، وہ جوان پٹھانی کھڑی ہوئی ہے، کاش ہمیں مل جاتی، کاش ہمیں اس سے لطف اٹھانے کا موقع ملتا، ہم نکاح ہی کر لیتے، تو اس کو تعجب ہوا، پوچھا کہ بتایئے کہ کیا نظر آپ کی دور کی چیز دیکھتی ہی نہیں، کہا کہ خوب دیکھتی ہے پھر آپ کیوں نہیں دیکھتے؟ نہیں! اس لئے کہ اللہ نے منع کیا ہے ﴿قل للمؤمنین یغضوا من أبصارهم﴾ اور پھر ہمارے مرشد ہمارے جو مربی ہیں ان کا یہ فیض ہے کہ گناہوں کے سایہ سے بھی ہم بھاگتے ہیں، بس! آج اگر ہم ہندوستانی مسلمانوں کی زندگی بن جائے تو پھر اس میں شان امتیازی ہو، وہ پکار پکار کر کہیں کہ یہ ہے زندگی! یہ ہے زندگی! اس زندگی کو حاصل کرنے سے ملک بھی عزت کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ، آرام راحت کے ساتھ رہے گا، لوگ بھی رہیں گے اور خدا کے عذاب سے اور زلزلے سے اور طاعون سے ان سب چیزوں سے حفاظت ہوگی، تو آج خود بخود لوگ اسلام قبول کرتے، یہ آپ کے لئے بڑا موقع ہے یہ آپ کے گردوپیش غیر مسلم آبادی ہے۔ محبت کے ساتھ، احترام کے ساتھ، اور اخلاص کے ساتھ، خلوص کے ساتھ اور دین کی دولت کی قدر کرکے، اور ان کی محبت کے جذبہ سے آپ ان تک اسلام کا پیغام پہنچایئے، اسلام کی تعلیمات پہنچایئے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زندگی کا وہ نمونہ ان کے سامنے لایئے کہ خود بخود ان کا دل کھنچے اسلام کی طرف اور وہ اسلام قبول کریں۔

بس! یہی میں نے بلا ارادہ لیکن آپ حضرات کا خلوص، ہمارے میزبانوں کی محبت اور ان کی شرافت کہ اللہ تعالی نے اتنا بھی کہلوایا، ورنہ میں تو اس وقت (سناٹا) مشکل تھا لیکن یہ اللہ کا فضل ہے، اللہ منیری صاحبؒ کے درجے بلند فرمائے، ان کی تعزیت کے جذبہ سے اور ان کا اپنے اوپر حق سمجھتے ہوئے اور جامعہ اسلامیہ کا حق سمجھتے ہوئے اور یہاں کے کارکنوں کے تعلق کو اور خلوص کو جانتے ہوئے اس کے لئے ہم نے یہ طویل سفر اختیار کیا اور اتنا وقت یہاں صرف کیا، اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو ایسے موقع سے پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم گرہ میں باندھ لیں ان باتوں کو۔

دیکھئے اس سے مختصر بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ چار چیزیں ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق، اور تواصی بالصبر نہ ہو تو اپنا ایمان اور اپنا عمل صالح بھی خطرہ میں ہے، یہ بھی اللہ تبارک وتعالی کا، عالم الغیب کا کہنا ہے کہ اگر ہم صرف اپنے ایمان پر اکتفا کرلیں کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور چاروں طرف ظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اس میں خطرہ ہے کہ ہم بھی کہیں اس میں گرفتار نہ ہوجائیں، اس لئے یہ اللہ تعالی کی حکمت ہے (وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اور خالق انسان اور خالق فطرت ہے) کہ صرف اپنے ایمان اور عمل صالح کی حفاظت اور اس کو قائم رکھنا کافی نہیں ہے ﴿تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر﴾ بھی ہونا چاہیے، اپنے آپس میں بھی اور باہر بھی، اللہ ہمیں اور آپ کو سب کو توفیق عطا فرمائے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔☆☆☆

قلمبند:......عبدالقدیر بلگی

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی ☆

تاریخ نویسی سے موروثی تعلق

حضرات! آپ میں سے بہت سے حضرات کو اس کا علم ہوگا کہ تاریخ نویسی میرا خاندانی موضوع بلکہ میراث ہے ہندوستان ہی نہیں! عالم اسلام کے ایک عظیم مؤرخ مولانا سید عبدالحیؒ نے پہلی صدی ہجری سے لے کر اپنی وفات کے وقت تک (۱۹۲۳ء) ہندوستان کے ساڑھے تین ہزار مشاہیر کا تذکرہ لکھا، اس سے پہلے ان کے والد ماجد مولانا حکیم سید فخر الدین خیالیؒ نے مہر جہاں تاب لکھی۔ تاریخ اسلام اور تاریخ اسلام میں داعیان اسلام فاتحین عظام، کشور کشا اور ملک کی قسمت بدل دینے والے اسلامی فاتحین کی تاریخ ہمارا خاص موضوع رہی، اس سلسلہ میں بعض اسلامی ملکوں کے فاتین کے تذکرے ہم نے پیش بھی کئے۔ خاص طور سے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے کارناموں کا تذکرہ ہم نے اپنی کتاب تاریخ دعوت وعزیمت کے پہلے حصہ میں لکھا۔ وہی سلطان صلاح الدین ایوبیؒ جنہوں نے بیت المقدس کو بازیاب کیا، اور صلیبیوں کی شکست دی، پھر الظاہر بیبرسؒ اور سیف الدین قطزؒ نے ان تاتاریوں کو شکست دی جن کے متعلق یہ بات ضرب المثل بن چکی تھی کہ اگر تم سے کہا جائے کہ تاتاریوں کو شکست ہوگئی تو اس کو نہ ماننا۔ لیکن یہ تاتاری نہ صرف شکست کھا گئے بلکہ پوری تاتاری قوم مسلمان ہوگئی اور سو فیصدی اسلام میں داخل ہوگئی۔

☆ ''سیرت سلطان ٹیپو شہیدؒ'' ازمولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی کے رسم اجراء کے موقعہ پر ۹؍مارچ ۱۹۹۷ء۔

www.abulhasanalinadwi.org

مجاہدین اور کشور کشاؤں کی مشترکہ صفات

حضرات! شام کے فاتح حضرت ابوعبیدہؓ و خالد بن ولیدؓ، عراق کے فاتح سعد بن ابی وقاصؓ، فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ، فاتح اندلس طارق بن زیادؒ، ہندوستان کے فاتح محمود غزنویؒ، صلیبیوں اور تاتاریوں کو شکست فاش دینے والے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اور الظاہر بیبرسؒ اور سیف الدین قطزؒ، فاتح قسطنطنیہ محمد الفاتحؒ اور سلطان ٹیپو شہیدؒ وغیرہ جیسے مجاہدین اور کشور کشاؤں کی زندگی کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ان سپاہیوں میں مشترک طور پر جو صفات پائی جاتی تھیں وہ پانچ صفات یہ ہیں، ایک دینی حمیت و غیرت، دوسرے فراست و دور اندیشی، تیسرے شجاعت و بلند ہمتی، چوتھے استقامت، پانچویں شوق شہادت۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پانچوں صفات سلطان ٹیپوؒ کو عطا فرمائی تھیں۔

غیرت ایمانی کے لافانی نمونے

یہ دینی غیرت و حمیت ہی تھی جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ تاریخ ساز جملہ کہلوایا تھا "أینقص الدین وأنا حي" (کہ میرے جیتے جی دین میں کیسے کتر بیونت ہوسکتا ہے) یہ بات غور کرنے کی ہے لوگ تاریخ کے واقعات پڑھ کر سرسری طور سے گذر جاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جزیرۃ العرب کے مشرقی حصہ میں ارتداد کی آگ تیزی سے پھیل گئی ان لوگوں نے کہا ہم اسلام کے دوسرے ارکان پر تو عمل کریں گے، لیکن زکوٰۃ ہم نہیں دیں گے، نماز ہم ادا کریں گے، حج فرض ہے وہ ہم کریں گے، روزے بھی رکھیں گے، لیکن زکوٰۃ اس وقت کے لئے تھی جب اس کی ضرورت تھی، اب ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے۔ ایسے نازک موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زبان سے وہ انقلابی اور تاریخی جملہ نکلتا ہے جس نے پوری فضا بدل کر رکھ دی۔ وہ سامنے آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم تخت خلافت پر مدینہ میں بیٹھے رہیں اور عزت کی زندگی گزاریں اور ہمارے ہوتے ہوئے

www.abulhasanalinadwi.org

دین میں کمی ہو جائے، آج زکوٰۃ کو لوگوں نے روکا ہے کل حج کے لئے کہیں گے کہ دور کے لوگوں پر حج فرض نہیں ہے، جیسا کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے زمانے میں ہوا تھا کہ بعض علماء نے فتویٰ دیدیا کہ حج کا راستہ مامون نہ ہونے اور درمیان میں وسیع سمندر حائل ہونے کی وجہ سے حج فرض نہیں ہے۔ حضرت سید صاحبؒ کی دینی غیرت وحمیت اس کو کب گوارہ کرسکتی تھی، انہوں نے حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحیؒ سے خطوط لکھوائے اور اس موضوع پر وعظ کہلوائے، آپ نے اعلان فرمادیا کہ ہم نے حج کا ارادہ کیا ہے، جو ہمارے ساتھ حج کے لئے جانا چاہے وہ چل سکتا ہے، ہمارے ذمہ اس کے تمام اخراجات ہوں گے چنانچہ بارہ سو اشخاص حج کیلئے تیار ہوگئے، یہ حضرات رائے بریلی سے کلکتہ گئے، وہاں سے گیارہ یا سترہ جہازوں پر حج کے لئے روانہ ہوئے پھر اس کے بعد سے کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ فتویٰ دیتا، اللہ تعالیٰ نے اس فریضہ کو محفوظ فرمادیا اور ہمیشہ کیلئے راستہ کھل گیا یہی دینی غیرت اور حمیت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، الظاہر بیبرسؒ، سیف الدین قطزؒ، سلطان محمد الفاتح، اورنگ زیب عالمگیرؒ اور سلطان ٹیپوؒ میں تھی۔

ٹیپو شہیدؒ کا روحانی تعلق

کلکتہ ہی کے دوران قیام سلطان ٹیپوؒ کے خاندان کی شہزادیوں اور شہزادوں نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عزیزی مولوی محمد الیاس ندوی سلمہ کو کہ انہوں نے ہمارے خاندان اور سلطان ٹیپوؒ کے درمیان تعلقات کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت شاہ ابوسعیدؒ، شاہ ابواللیثؒ اور سید نعمانؒ سے سلطان ٹیپوؒ اور ان کے خاندان کے درمیان بیعت کا تعلق تھا، اس کی وجہ سے شرک وبدعات اور غیر اسلامی رسوم ورواج کا خاتمہ ہوگیا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

فراست ایمانی یا عطیۂ الٰہی

حضرات! اسلام کے مجاہدین اور فاتحین میں جو دوسری صفت مشترک طور پر پائی جاتی ہے وہ ہے فراست ایمانی یا دور اندیشی، یعنی یہ سمجھنا کہ اصل دشمن کون ہے اور خطرہ کہاں سے آرہا ہے مثلاً ہندوستان ہی کو لے لیجئے، حضرت سید صاحبؒ نے انگریزوں کے خطرات کو اچھی طرح سمجھا، حالانکہ وہ رائے بریلی جیسے دور دراز علاقے میں پیدا ہوئے، محدود دینی ماحول تھا، قال اللہ وقال الرسول کے علاوہ کوئی آواز بلند نہیں ہوتی تھی، رائے بریلی میں بیٹھ کر سید صاحبؒ نے مہاراجہ گوالیار کو خط لکھا "ایں بیگانگان بعید الوطن وایں تاجران متاع فروش ملوک زمین وزماں گردند" یہ خوانچہ بیچنے والے، یہ سودا بیچنے والے، اور دور دراز سمندر پار کے رہنے والے تاجران متاع فروش ہمارے ملک کے مالک بنتے جارہے ہیں۔ آیئے! آپ اور ہم مل کر پہلے ان کا مقابلہ کریں اور اس خطرہ سے اپنے ملک کو محفوظ کریں پھر فیصلہ ہوگا کہ کون سی ذمہ داری کس کے سپرد کی جائے۔

تاریخ نویسوں اور مؤرخوں نے اس حالت اور ماحول کو نظر انداز کردیا ہے جس میں یہ خط لکھا گیا تھا آپ اس وقت کا خیال کیجئے، ماحول اور تربیت کا اندازہ کیجئے، زندگی کا جو طرز تھا اور جو دعوت تھی پھر اس کا خیال کریں کہ سید صاحب نے کس فراست سے کام لیا کہ انگریزوں کا اصل خطرہ ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے وہ اس ملک پر قابض ہو جائیں گے پھر اس کے بعد اسلام بھی خطرہ میں پڑ جائیگا، پھر یہاں کے تمام مذاہب اور تہذیبیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ یہ حقیقت ہے کہ سلطان ٹیپو کی یہ فراست ایمانی تھی اس میں اس کو اولیت حاصل تھی، اس نے اس خطرہ کی گہرائی کا اندازہ لگایا اور سب سے زیادہ بلند ہمتی اور دور بینی سے کام لیا کہ ایک طرف تو سلطان ترکی کی حمایت حاصل کرنی چاہئے، دوسرے یہ کہ نپولین کی مدد لینی چاہئے، اس مقصد کے لئے سلطان ٹیپو نے اپنے آدمی بھیجے، اس واقعہ کی تفصیلات عزیزی محمد الیاس ندوی کی اس کتاب

www.abulhasanalinadwi.org

میں ملیں گی، آپ تصور کیجئے کہ ایک محدود علاقے اور محدود اثر واختیار کا مالک انسان ایسا سوچ سکتا ہے اور اتنی دور بینی اور بلند ہمتی سے کام لے سکتا ہے بلکہ ہم اس کو فراست ایمانی اور الہام ربانی سے تعبیر کرسکتے ہیں جس سے سلطان ٹیپو شہیدؒ کو اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا اس کی دینی غیرت وحمیت ہی سب سے بڑا محرک ثابت ہوئی، یہ دینی غیرت وحمیت اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے، یہ ہر ایک میں نہیں ہوتی اور نہ ہر فاتح وقائد اور جرنیل میں ہوتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے جو صحابہ کرام سے منتقل ہوئی ہے۔

شجاعت کا جوہر

تیسری صفت شجاعت ہے کہ جم کر مقابلہ کرے، اپنی جان اور عزت وآبرو کی بھی پرواہ نہ کرے، نہ اپنے خاندان، اپنے رفقاء اور نہ اپنے مستقبل کی پرواہ کرے۔ یہ صفت تمام اسلامی قائدین وفاتحین میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے ان کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر معمولی شجاعت کا انہوں نے مظاہرہ کیا اور جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ سلطان ٹیپو شہیدؒ نے بھی مسلمان فاتحین ومجاہدین کی طرح بڑی دلیری وشجاعت سے کام لیا، اتنی دھاک اس کی دشمنوں کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی کہ انگریزوں کو یقین نہیں آیا سلطان ٹیپو، شہید ہو چکا ہے، جب انگریز جنرل ہارس کو اطلاع ملی تو اس نے کہا کہ میں خود جا کر دیکھوں گا۔ چنانچہ اس نے اس لاش کو دیکھ کر کہا کہ ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے''۔

استقامت بھی ضروری ہے

چوتھی صفت جوان مسلمان قائدین ومجاہدین میں پائی جاتی تھی وہ شجاعت کے ساتھ استقامت کی صفت ہے کہ صرف شجاعت ہی کافی نہیں، اس کے ساتھ استقامت بھی ضروری ہے۔ برابر شجاعت کا مظاہرہ کرنا، اس پر جمے رہنا، اس کے جو مصائب ہوتے ہیں اور جو اثرات

www.abulhasanalinadwi.org

و نتائج بر آمد ہوتے ہیں ان سب کو برداشت کرنا، یہ ہے استقامت کی بات۔

شوق شہادت عزیز ترین متاع ہے

پانچویں اور آخری صفت جو تمام مسلمان قائدین و مجاہدین میں مشترک تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص عطیہ یا انعام ربانی ہے اور ہر ایک کو وہ نہیں دی جاتی اور نہ ہی اس خلعت سے ہر ایک کو سرفراز کیا جاتا ہے، وہ شوقِ شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے فیصلہ فرماتے ہیں اس کو یہ شہادت کی دولت نصیب ہوتی ہے، یہ ضروری نہیں کہ تمام فاتحین کو شہادت کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز کر دیا گیا ہو، ایسے بھی فاتحین گذرے ہیں جنھوں نے ملک فتح کر لئے، پھر زندہ رہے اور اسلام کی دعوت دیتے رہے اور جو معاشرہ انھوں نے قائم کیا اس کا فائدہ لوگوں کو ہوا۔ دوسرے ممالک بھی اس سے متأثر ہوئے۔ مثلاً طارق بن زیادؒ، پھر آپ کے ہندوستان کے فاتحین جو ترکستان وافغانستان سے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے سلطان ٹیپو کو شہادت کی خلعت سے بھی سرفراز فرمایا جو سب سے عزیز ترین متاع ہے۔

ٹیپو کی غیر معمولی بصیرت

یہ واقعہ ہے کہ سب سے پہلے انگریزوں کے خطرے کو سلطان ٹیپو نے محسوس کیا، یہ ان کی دینی غیرت وحمیت تھی جس نے اتنی بڑی طاقت کے مد مقابل ان کو لا کر کھڑا کیا۔

انصاف واعتراف کی بات

ٹیپو کی شہادت کے بعد حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کی جماعت سے انگریزوں نے زبردست خطرہ محسوس کیا اس لئے ۱۸۵۷ء کے بعد ان کا سب سے بڑا غصہ جماعت مجاہدین پر اترا، دہلی سے لے کر مراد آباد، میرٹھ کے علاقوں تک کے درختوں پر نوجوان مجاہدین کی لاشیں لٹکی ہوئی تھیں، جیسا کہ نہرو نے اپنی کتاب ''OUR INDIAN MUSLIMS'' میں اس کا

www.abulhasanalinadwi.org

اعتراف کیا ہے۔

جنرل بخت خاں جو بہادر شاہ ظفر کی طرف سے انگریزوں سے لڑ رہا تھا، وہ سلطانپور کا رہنے والا تھا۔ جب مولانا کرامت علی جونپوری (خلیفۂ اجل حضرت سید احمد شہیدؒ) سے اس نے بیعت لی تو ان سے آپ نے فرمایا کہ اس کا عہد کرو کہ انگریزوں سے مقابلہ کروگے۔ یہ سب باتیں تاریخ کے انبار میں دبی ہوئی ہیں، ان کا انکشاف کرنا اور انہیں منظر عام پر لانا صرف تاریخ کی خدمت نہیں بلکہ انصاف کی بات بھی ہے۔ یہ اعتراف کی بات بھی ہے اور صداقت کی بھی۔

ایک بڑی ضرورت

اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ سلطان ٹیپو پر ایک مستقل کام ہو، چاہیئے تو یہ تھا کہ ایک مستقل اکیڈیمی اور تحقیقی ادارہ اس مقصد کے لئے وجود میں آتا۔ اور ایک پوری تنظیم اس کام کیلئے وقف ہو جاتی، یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔

اس کا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ ابھی تک اس کی کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ سلطان ٹیپو کے خاندان، اس کے کارناموں اور ان کے ہمہ گیر اثرات کے بارے میں تحقیقی انداز سے کام کیا جائے اور خاصی مدت تک یہ کام ہوتا رہتا تاکہ تاریخ کے ملبہ میں دبے ہوئے واقعات کو سامنے لایا جائے۔

کتاب کا صرف چھپ جانا کافی نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جیسا کہ میں نے اس کتاب کے مقدمہ میں بھی لکھا ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے اسی علاقہ کے ایک ندوی فاضل سے لیا ہے۔ یہ ایک طرح سے فقہاء کی اصطلاح میں حق شفعہ تھا جو مولوی محمد الیاس ندوی سلمہ کو حاصل تھا کہ وہ پہلے اس موضوع پر کتاب لکھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ کام انہوں نے پورا کیا۔ میں صرف ان کو یا جامعہ اسلامیہ بھٹکل ہی کو نہیں پورے لوگوں کو دلی مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ کارنامہ آپ ہی کے علاقہ کے ایک فرزند نے انجام

www.abulhasanalinadwi.org

دیا۔ اس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور ان کی محنت کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور آپ کو پڑھنا بھی چاہیئے، لیکن میں ایک مصنف کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ کتاب کا صرف لکھ جانا اور بہتر سے بہتر طریقہ سے خوبصورت انداز میں اس کا چھپ جانا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی عزم ضروری ہے اور ذوق بھی کہ آپ اس کو اپنے گھروں میں سنائیں۔ اس کو سن کر آپ کے اندر بھی سلطان ٹیپو کے جذبات اور ان جیسا ذوق، دینی غیرت وحمیت، اور شوق شہادت پیدا ہو، شجاعت واستقامت کی صفات آپ کے اندر پیدا ہوں، تشکر کا جذبہ پیدا ہو، اور آپ ان کے لئے دعا کریں، انکی قدر دانی اس طرح ہو سکتی ہے۔

قابل فخر فرزند

حضرات! میں کھلے دل سے اور بغیر کسی تکلف وتحفظ کے کہتا ہوں کہ آپ کے علاقہ کے لئے فخر کرنے کا حق ہے کہ آپ نے وہ مرد شجاع پیدا کیا۔ وہ مرد غیور وجسور اور وہ صاحب عزم پیدا کیا جس کے پیدا کرنے سے ہندوستان قاصر رہا، وہ سلطان ٹیپو شہیدؒ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ان پر! دوسری بات یہ ہے کہ سب سے پہلے اس علاقہ سے پہلی مرتبہ علمی طور پر تحقیقی انداز میں سلطان ٹیپو شہیدؒ پر کام ہوا۔ ندوۃ العلماء کی طرف سے جس کا میں ناظم ہوں اور دارالمصنفین ومجلس تحقیقات کی طرف سے جن کا میں صدر ہوں اور تمام مسلمانان ہند کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور اعتراف کرتا ہوں اس کارنامے میں سبقت کا جو ٹیپو سلطان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس کار خیر میں بھی سبقت جو اس وقت آپ کے سامنے سیرت ٹیپو کی کتاب کی شکل میں موجود ہے۔

(جلسہ کا) اصل پیغام

حضرات! اگر آپ ٹیپو سلطان کا کارنامہ انجام نہیں دے سکتے اور حالات اس کے موافق نہیں ہیں اور نہ ہی اس کے لئے وسائل مہیا ہیں اور اس کے امکانات بھی نہیں، تو کم سے کم

www.abulhasanalinadwi.org

جو چیزیں آپ کے امکان میں ہیں مثلاً دینی غیرت وحمیت پیدا کیجئے، شہادت کا شوق آپ کے اندر ہونا چاہئے۔ آپ کے اندر حمیت دینی کسی نہ کسی درجہ میں ہونا چاہئے کہ کوئی بات آپ کے علاقہ میں دین کے خلاف، اسلام کے خلاف ہو تو آپ کے اندر حمیت پیدا ہو کہ یہ منکرات ہم ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ اس علاقہ میں یہ بدعت ہرگز نہیں ہوگی۔ یہ غیر اسلامی رسمیں یہاں نہیں ہوں گی۔ اس علاقہ میں غیر اسلامی تہذیب کی نقالی نہیں ہوگی۔ شادی بیاہ میں ہم اسراف و فضول خرچی سے کام نہیں لیں گے۔ سلطان ٹیپو جیسی دینی غیرت وحمیت، مذہبی شجاعت، استقامت اور ایک طرح سے ایمانی فراست ہونا چاہئے آپ یہاں بڑی دور سے اتنی بڑی تعداد میں آئے ہیں اس جلسہ کا حاصل یہ نہیں ہے کہ آپ کہیں کہ کتاب اچھی چھپی ہے بلکہ اصل پیغام اس جلسہ کا یہ ہے کہ آپ کے اندر دینی غیرت وحمیت پیدا ہو۔ حضرت صدیقؓ کا فقرہ آپ کے دل و دماغ پر نقش ہو۔ آپ یہ طے کرلیں کہ ہمارے جیتے جی اس علاقہ میں ہندوانہ رسم ورواج مسلمانوں میں گھسنے نہیں دیں گے۔ ہم کسی طرح بدعات اور مشرکانہ رسوم ورواج کو چلنے نہیں دیں گے۔ عقائد و معاملات میں شریعت پر عمل کریں گے، جس طرح سلطان نے انگریزوں کے وجود کو کسی طرح برداشت نہیں کیا۔ اس کے لئے انہوں نے جان کی بازی لگادی، اپنی سلطنت کھودی، اپنے خاندان کو داؤں پر لگادیا۔ اس نسبت کا کم سے کم تقاضہ یہ ہے کہ آپ اپنے علاقہ اور حدود کے اندر کسی بدعت اور غیر اسلامی رسم ورواج کو برداشت نہ کریں۔

☆☆☆

بشکریہ تعمیر حیات ۲۵/اپریل ۱۹۹۷ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

﴿ولا تفسدوا في الأرض بعد إصلاحها وادعوه خوفا وطمعا﴾.(۱)

میرے بھائیو، دوستو، اور عزیزو!

اللہ کے نام سے

آج میں نے آپ کے سامنے بسم اللہ سے تقریر شروع کی ہے سب لوگ جانتے ہیں کہ بسم اللہ کیا ہوتی ہے اور کب پڑھی جاتی ہے لیکن بہت کم لوگوں نے غور کیا کہ بسم اللہ کے اندر کیا پیغام ہے، جب کوئی اہم کام شروع کرنا ہوتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم، پیغمبر اسلام، صحابہ کرامؓ، بزرگان دین اور علماء کرام سب کا طریقہ یہ تھا کہ بسم اللہ سے کام شروع کرتے۔ اور یہاں ہندوستان میں بھی آپ دیکھیں، مولانا آزاد ہوں یا اور کوئی دیش کے بڑے خدمت گزار اور اس کو آزاد کرنے والے، وہ بھی بسم اللہ پڑھنے کے کتنے عادی تھے، یہاں تک کہ کھانا کھانے کے لئے بھی یہی سنت ہے کہ پہلے بسم اللہ کی جائے پھر اس کے بعد کھانا شروع کیا جائے اور کوئی بڑا یا چھوٹا کام کرنا ہو تو بسم اللہ کہہ کر شروع کیا جائے مگر آپ یہ سوچئے کہ جب اللہ کا نام لیکر شروع کیا جارہا ہے تو اللہ کے نام تو بہت ہیں۔ "ولله الأسماء الحسنى"(۲) قرآن شریف میں خود آتا ہے کہ اللہ کے بڑے اچھے نام ہیں، وہ جبار بھی ہے، قہار بھی ہے، طاقت والا قوی بھی

☆ جلسۂ پیام انسانیت کے موقعہ پر ۱۰/ مارچ ۱۹۹۷ء۔

(۱) سورة الأعراف/۵۶۔

(۲) سورة الأعراف/۱۸۰۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، توانا بھی ہے، قادر بھی ہے، اور وہ بڑے جلال والا ہے، بڑے کمال والا ہے، اور بڑے جمال والا ہے، سب کچھ ہے مگر کیوں ہمیں یہ تعلیم دی گئی کہ جب ہم کام شروع کریں تو اللہ کے نام سے شروع کریں؟

صفات رحمت زندگی کا رخ متعین کرتی ہیں

اور اس کی صفتوں میں سے یہ دو صفتیں "الرحمن" "الرحیم" بڑی رحمت والا اور بڑا رحمان ہے، یہی مزاج بناتا ہے یہی مسلمان ہی کا نہیں انسان کا مزاج بناتا ہے کہ خدا کی صفتوں میں سے ان دو صفتوں کو خاص طور پر یاد رکھے کہ ہم یہ کام شروع کر رہے ہیں اس خدا کے نام سے جو بڑی رحمت والا ہے اور بڑا مہربان ہے، یہاں کیا کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ہم یہ کام شروع کر رہے ہیں اللہ کے نام سے جو بڑا قوی ہے، بڑا توانا ہے، بڑا قادر ہے، بڑی سلطنت والا ہے، بڑی قدرت والا ہے لیکن یہ "الرحمن الرحیم" کی صفت اس میں اس لئے داخل کی گئی ہے، تاکہ ہماری زندگی اس کے سانچے میں ڈھلے اور ہم یہ سمجھیں کہ خدا جس نے ہم کو پیدا کیا اور جو ہمیں زندہ رکھے ہوئے ہے اور جو ایک ساتھ زندگی گذارنے کا موقع دے رہا ہے، ایک ملک میں ہمیں بسایا ہے، اور ایک جگہ ہمیں پیدا کیا ہے، وہی کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، وہ خدا جس کی یہ شان ہے وہ تو ہے ہی لیکن "الرحمن الرحیم" بڑی رحمت والا اور بڑا مہربان اور بڑا ہی شفیق ہے تو وہ اس سے ہماری زندگی کا رخ متعین کرتا ہے کہ ہماری زندگی کا رخ رحمان کی طرف ہو، ہم یہ سمجھیں کہ ہم جس خدا کے بنائے ہوئے ہیں، جس خدا کے بندے ہیں، جو خدا ہمیں کھلا رہا ہے، پلا رہا ہے، ہماری حفاظت کر رہا ہے، اور پھر اس نے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ بسایا ہے، وہ الرحمان الرحیم ہے بڑی رحمت والا ہے، بہت بڑا مہربان ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرو(۱) اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جو بندے اختیار کرسکتے ہیں جو CHARACTER بنا سکتے ہیں اس

www.abulhasanalinadwi.org

CHARACTER میں اللہ تبارک وتعالی کی ان صفتوں کو جگہ دی گئی۔

رحمت الٰہی ہر چیز پر سایہ فگن ہے

اوراسی طرح سورۂ فاتحہ ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ میں کیا کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا، یہ وہ چیزیں ہیں، جب کوئی چیز بہت زیادہ کان میں پڑتی ہے، ہر وقت سنائی دیتی ہے، اذان ہی ہے، کیا اذان کوئی نہیں سنتا، لیکن اذان پر، اذان کے الفاظ پر، اذان کے معنی پر غور کرنے والے کتنے ہیں، کسی چیز کا علم ہونا آسان ہو جانا، قابو میں آجانا، ہر وقت سننا اور ہر وقت اسے دیکھنا ، وہ ایک حجاب بن جاتا ہے، ایک پردہ بن جاتا ہے، آپ خیال کیجئے کہ الحمد للہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں وہ رب العالمین ہے سارے جہانوں کا پالنے والا ہے ایک جہاں کا نہیں، ایک ملک کا نہیں، ایک سوسائٹی یا ایک ذات کا نہیں، ایک کلاس ایک طبقہ اور ایک درجہ کا نہیں، ایک STANDARD کا نہیں، وہ تو رب العالمین ہے سارے عالموں کا ساری دنیاؤں کا پالنے والا ہے، ہماری دنیا ستاروں کی دنیا، آسمانوں کی دنیا اور پھر کہاں کہاں کی دنیا، کتنے براعظم، کتنے ملک، یہ سب اللہ تعالی کی رحمت کے سایہ کے نیچے ہیں۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر

لہذا ہمیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ہم رحمت کو ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہونے کو، ایک دوسرے کو دیکھ کر اس کو اپنا بھائی سمجھنے کو، اس کی ضرورت پوری کرنے کو، اس کی تکلیف دور کرنے کو اور اس کے غم ورنج میں شریک ہونے کو اپنا فرض سمجھیں اور یہ سمجھیں کہ یہ خدا کی شان اور خدا کی صفتیں ہیں، ہمیں ان کو اپنا IDEAL بنانا چاہئے، اپنا پیشوا اور اپنا رہنما بنانا چاہئے۔

ولاتفسدوافی الأرض بعدإصلاحها

اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿ولا تفسدوا فی الارض بعد إصلاحها﴾ زمین میں

www.abulhasanalinadwi.org

بگاڑ نہ پیدا کرو، اس کے بنانے کے بعد، کسی کو اپنا گھر بگڑتے ہوئے دیکھنا پسند نہیں آتا کہ کوئی اس کے بنائے ہوئے گھر کو بگاڑ دے، ایک معمولی سی چیز ہے اگر بچہ بھی ذرا سا لکھے اور کوئی اس کو مٹا دینا چاہے، پھاڑ دینا چاہے تو اس بچہ کو بھی غصہ آئے گا، اور ایسے ہی کوئی اینٹ پر اینٹ رکھ دے، کوئی معمولی سا کام کرے چاہے وہ سفر میں ہو یا حضر میں اور اس میں کوئی دخل دے اور اس میں دست درازی کرے اور اس کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑے تو اس کو گوارہ نہیں، تو پھر وہ خدا جس نے یہ دنیا پیدا کی اور اس شان سے پیدا کی اور کتنی وسیع پیدا کی اور کتنی طویل اور عریض اور کتنی طویل العمر پیدا کی تو اس کے بگاڑ کو خدا کیسے پسند کر سکتا ہے، یہ دنیا اس کی بنائی ہوئی ہے وہی اس کو چلا رہا ہے، وہی اس کا مالک ہے، وہ اپنے گھر کو بگاڑنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے، آپ دیکھئے کہ ہمارا اور آپ کا گھر ہی کیا، میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ یہاں کے بڑے بڑے جو مرکزی حکمراں ہیں اور دار السلطنت (CAPITAL) ہے اور بڑے بڑے حکمرانوں کے محل ہیں خدا کی اس دنیا کے سامنے ان کی کیا حیثیت ہے، اگر آپ ان میں ذرا سی اینٹ توڑنا چاہیں اگر اس میں درخت لگا ہوا ہے اس درخت کو کاٹنا چاہیں تو کوئی اس کو گوارہ نہیں کرے گا اللہ تعالی جو سب سے زیادہ غیور ہے جو سب سے زیادہ قادر ہے اور سب سے زیادہ عزت والا ہے، وہ اپنے گھر کے بگاڑ کو کیسے پسند کرے گا۔

ظلم وزیادتی معاشرے کو کھا جاتی ہے

لیکن آج کیا ہو رہا ہے آج ہم اسی گھر کے رہنے والے اسی گھر کو ہم تباہ کر رہے ہیں اور یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی گھر اکیلا محفوظ نہیں رہ سکتا، کوئی گھر اگر شیشہ کا بنایا ہوا ہے، لوہے کا بنایا ہوا ہے، اور ہزار اس کے تحفظ کا سامان کیا جائے، اس کے علاوہ اور بھی جو اس کے تحفظ کے ذرائع ہو سکتے ہیں وہ سب کئے جائیں کہ ہاتھ لگانے سے آدمی کا ہاتھ کٹ جائے اور اس میں اور زیادتی کرنے سے آدمی کی جان چلی جائے تب بھی کوئی گھر اس طرح محفوظ نہیں رہ سکتا، آپ کو

www.abulhasanalinadwi.org

معلوم ہے کہ جب لوگ اٹھتے تھے فوجیں نکلتی تھیں تو پھر ملک کے ملک الٹ پلٹ ہو جاتے تھے، اس میں نہ بادشاہ کا گھر بچتا تھا اور نہ کوئی کسی صدر جمہوریہ کا گھر بچتا تھا نہ کسی بڑے دولتمند کا گھر بچتا تھا، نہ کسی حکیم و دانا کا گھر بچتا تھا، تو ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ ہمارا گھر ہے، ہم سب اس کے رہنے والے ہیں، ہم اپنا گھر محفوظ رکھ ہی نہیں سکتے، چاہے اس کے باہر شیشہ کی دیوار بنادیں یا لوہے کا بڑا احصار بنادیں اس کو روکنے کے لئے جو طریقے ہوتے ہیں سب کریں، تب بھی جب موسم خراب ہوگا تو اس گھر پر بھی اثر پڑے گا، جب کوئی زلزلہ آئے گا تو اس گھر پر بھی اثر پڑے گا، جب زور کی بارش ہوگی تو وہ گھر بھی متاثر ہوگا اور جب لوگوں کے اخلاق خراب ہوں گے اور لوگ کسی کی عزت کو عزت نہیں سمجھیں گے، جان کو جان نہیں سمجھیں گے اور یہ سمجھیں کہ بس ہم محفوظ رہیں، ہمارے گھر کے بچے گھر والے محفوظ رہیں، باقی جو کچھ ہو جائے تو ان کا گھر بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

تاریخ کا دردناک سبق

دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے جو Universal History ہے، History of the world ہے آپ Gibbon کی کتاب Decline and fall of Roman empire کو پڑھئے دیکھئے کہ ظلم کس طرح شروع ہوا تھا، اس سے کتنی بڑی رومۃ الکبری جو دنیا کا سب سے بڑا empire تھا جس کا roman law آج تک مشہور ہے اور مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور جس کی تہذیب آج تک برطانیہ، امریکہ اور پورے یورپ پر آج بھی سایہ فگن ہے، تو اس ملک کا یہ زوال اس کا یہ decline and fall کیسے شروع ہوا، اسی طرح کی زیادتیوں سے شروع ہوا، انسان کی ذات کی کوئی قیمت نہیں، مال کی کوئی قیمت نہیں، ایک معمولی بات جو انہوں نے لکھی کوئی امیر آدمی اگر کوئی دعوت کرتا اور وہ سوچتا کہ اگر میں چراغ جلالوں اور شمع جلالوں تو مجھ میں اور ایک معمولی آدمی میں کیا فرق ہے، تو وہ روشنی کیسے پیدا کرتا، آج بھی یوروپ میں اصل کھانا جو ہے، ہم نے انگلینڈ میں دیکھا ہے، لندن میں اور دوسری جگہوں

www.abulhasanalinadwi.org

پر رات کا کھانا اصل کھانا ہوتا ہے، اور اسی میں وہ سب سیاسی باتیں ہوتی ہیں، مشورے ہوتے ہیں اور اسکیمیں تیار ہوتی ہیں، اور جب امیر آدمی دعوت کرتا تھا تو بجائے چراغ جلانے کے شمع جلانے کے جیل خانے سے قیدیوں کو بلوا کر اور منگوا کر ان کے کپڑے میں آگ لگا دیتا تھا ان کے کپڑے جلتے رہیں اور وہ خود جلتے رہیں اور ہم کھانا کھاتے رہیں یہ فیشن تھا، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ کسی کی بڑائی کا تو یہ کتنا بڑا ظلم تھا پھر اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ان کو جانوروں سے لڑواتے تھے اور جس وقت جانور ان کو گرا دیتا اور آدمی کی جان نکلنے لگتی تو اس کی سسکی سننے کے لئے اس کی کراہ سننے کے لئے اس طرح ریلا ہوتا تھا کہ پولیس اور فوج بھی نہیں روک سکتی تھی۔ جب انسان کی فطرت اتنی بگڑ جاتی ہے، اتنی مسخ ہو جاتی ہے تو وہ ملک بھی سلامت نہیں رہتا وہ پوری سوسائٹی، پوری نسل، سب کی سب تباہ کردی جاتی ہے۔

مذہب امن کا پیامبر ہوتا ہے

میرے بھائیو! یہ مذہب جو سب سے بڑی تعلیم دیتا ہے وہ خدا کی پہچان کے بعد اس کی یکتائی اس کے قادر مطلق ہونے کے بعد یہ کہ انسانوں کے ساتھ اپنے بھائیوں کے ساتھ آدم کی اولاد کے ساتھ مہربانی کرنا اور ان کو دیکھ کر خوش ہونا ان کی ترقی سے، ان کی صحت سے ان کی دولت سے خوش ہونا اور ان کی مدد کرنا، لیکن جب یہ بات چلی جائے تو پھر پوری کی پوری تہذیب (Civilization) پورا Culture اور پورا جتنا بھی وہ پہلے ترکہ میں ملا ہے قوموں سے Estate سے وہ سارا کا سارا تباہ کردیا جاتا ہے، اور مٹا دیا جاتا ہے، آپ تاریخ میں دیکھئے کہ دنیا میں جتنے ملک ہیں کتنی تہذیبیں ہیں Civilizations ہیں اور کتنے Cultures ہیں اور کتنے بڑے بڑے Empires ہیں وہ سب کے سب مٹ کر رہ گئے ان کا نام رہ گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کا قانون یکساں ہے

تو سب سے زیادہ جو ڈرنے کی بات ہے وہ ظلم وزیادتی ہے، غرور وتکبر ہے اور اپنے چھوٹے سے مقصد کے لئے بڑے بگاڑ کو پسند کرنا ہے، یہ بگاڑ ہمیشہ چل نہیں سکتا اور کوئی گھر ایسی حالت میں محفوظ نہیں رہ سکتا کہ دوسرے گھر محفوظ نہ ہوں، یہ سمجھ لیجئے چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، خدا کا قانون یکساں ہے ایک بادل چھایا ہوا ہو، اوپر سے ایک شامیانہ تنا ہوا ہو، وہ شامیانہ محبت کا ہو، وہ شامیانہ امن وامان کا ہو، وہ شامیانہ اعتماد کا ہو ایک دوسرے پر Confidence کا ہو یعنی یہاں تک یہ بات ہو کہ آدمی اپنے مال کے متعلق بھی یہ سوچے کہ کوئی ڈرنے کی بات نہیں، ایسی Society ہونی چاہئے۔

سب سے زیادہ خوش قسمت ملک

وہی ملک سب سے زیادہ خوش قسمت، سب سے زیادہ ترقی یافتہ، سب سے زیادہ قابل مبارکباد ہے کہ جہاں کے لوگ چور کی چوری سے نہ ڈریں اور دھوکہ دینے سے نہ ڈریں بے رحمی اور سنگدلی سے نہ ڈریں اور یہ سمجھیں کہ یہ سب بھائی ہیں، ایک کنبہ ہے، ایک فیملی ہے، یہاں کسی ڈر کی ضرورت نہیں اور خاص طور پر ہمارا ہندوستان تو اس کا بہت زیادہ مستحق تھا، یہ تو رشی اور منیوں کا ملک ہے، یہ صوفیہ کا ملک ہے، یہ تو خدا کے ان بندوں کا ملک ہے جنہوں نے صالح محبت کا پرچار کیا محبت کی تعلیم دی، محبت کرکے دکھایا، محبت کا سب کو سبق پڑھایا، اور یہ سبق سکھایا کہ ہر انسان کو دوسرے انسانوں کو دیکھ کر خوش ہونا چاہئے کہ یہ ہمارا بھائی ہے، اس ملک میں تو خاص طور پر یہ بات ہونی چاہئے، بلکہ دوسرے ملکوں کے لئے اس ملک کو مثال بننا، نمونہ بننا چاہئے تھا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مگر افسوس ہے، جیسے شاعر نے کہا ہے۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

باہر سے کوئی شعلہ نہیں آیا، باہر سے کوئی چنگاری تک نہیں آئی، یہاں جو کچھ ہوتا ہے، وہ یہاں کے رہنے والوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے یہ Communal Riots یہ دھوکہ اور یہ بے رحمی کی باتیں، سنگدلی کی باتیں اور یہ فرقہ وارانہ فساد یہ سب یہاں کے لوگوں کے کرتوت ہیں ان کی کمزوریاں ہیں باہر سے کسی نے آکر یہ سبق نہیں پڑھایا، نہیں سکھایا، اور اگر کسی نے سکھایا تو اس کے سکھانے کی کوئی حیثیت نہیں تھی یہاں کے جو رشی اور منیوں نے زندگی گذارنے کا طریقہ سکھایا اور انہوں نے اس میں ساری عمر فنا کردی محبت کا سبق دیا، اور انسانیت کی حفاظت کا سبق دیا، اپنے بھائیوں کی عزت کی حفاظت کرنا اور ان کے ناموس کی حفاظت کرنا اور عورتوں کی عصمت وعزت اور ان کی آبرو کی حفاظت کرنا اور لڑکیوں اور عورتوں کے ساتھ انصاف کرنا اور ان کا حق دینا اور اسی طریقہ سے کمزوروں پر رحم کھانا یہ سب چیزیں ہمارے بزرگوں نے سکھائی ہیں۔

خدائی تعلیم بسم الله الرحمن الرحیم سے شروع ہوتی ہے

آپ کتابوں میں دیکھئے تاریخ بھری پڑی ہے کہ انہوں نے کس طریقہ سے یہاں پر رحم کا اور محبت کا سبق دیا تھا، اور جہاں تک آسمانی مذہب کا تعلق ہے خدائی تعلیم کا تعلق ہے، وہ تو بسم اللہ الرحمان الرحیم سے شروع ہی ہوتا ہے، تاکہ آپ سبق لیں کام کرنے والا سبق لے کہ ہم جو کام شروع کررہے ہیں وہ اس خدا کے نام سے شروع کررہے ہیں جو رحمان اور رحیم ہے، قہار کہا جاسکتا تھا، قوی کہا جاسکتا تھا، جبار کہا جاسکتا تھا، لیکن اللہ تعالی نے الرحمن الرحیم کو بسم اللہ میں کیوں داخل کیا بسم اللہ کو اس کا جزء کیوں بنایا تاکہ ہم اس سے سبق لیں۔

ہندوستان محبت کی سرزمین ہے

اللہ تبارک وتعالی کی صفت جو سب پر غالب ہے اور حاوی ہے اور جو سارے جہاں کی

www.abulhasanalinadwi.org

حفاظت کرنے والی ہے وہ رحمت کی صفت ہے اس رحمت کی صفت کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہئیے دوسرے کی عزت وناموس کو اپنی عزت وناموس سمجھنا چاہئیے، دوسرے کی ملکیت کو اس کے مال کو اپنے بھائی کا مال سمجھنا چاہئیے، اس کی حفاظت کرنا چاہئیے اور کم از کم ہندوستان کو تو اس بارے میں وہ Leading part ادا کرنا چاہئیے تھا کہ تمام ملکوں میں اس سے سبق لیا جاتا اور اس کو استاد مانا جاتا اور یہاں کے لوگوں کو بلایا جاتا یورپ میں دعوت دی جاتی، امریکہ میں دعوت دی جاتی، کہ کسی ہندوستانی کو بلاؤ وہ امن کا پیغام دے گا اور وہ محبت کرنا سکھائے گا، سب سے زیادہ محبت اور مساوات اس ملک میں پائی جاتی ہے مگر افسوس ہے کہ یہاں بجائے اس کے اپنے عارضی اور حقیر چھوٹے چھوٹے سیاسی مقاصد اور مفاد حاصل کرنے کے لئے یا مالی فوائد حاصل کرنے کے لئے یا عزت ووجاہت پیدا کرنے کے لئے اور کونسل اسمبلی وغیرہ میں منتخب ہونے کے لئے ایک دوسرے سے باہمی منافرت کا سبق دیا جاتا ہے کہ کس وقت ہمارا کام کس طرح نکل سکتا ہے، دشمنی ہو ایک دوسرے سے عداوت ہو، پھر اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس سے عزت حاصل کرتے ہیں حالانکہ یہ عزت، عزت نہیں جس میں ملک کی بے عزتی ہو، وہ کسی آدمی کی عزت نہیں ہوسکتی چاہے وہ کتنا بڑا ہو، بس آپ کم سے کم یہ طے کرلیں کہ ہم یہ فضا پیدا کریں گے اور اس طرح کا ایک محبت کا شامیانہ ہمارے اوپر تنا ہوا ہوگا۔

مثالی جگہ بنائیے

آپ بھٹکل کے ہی سب ہندو مسلمان بھائی کم از کم اس کو ایک نمونہ کی جگہ بنائیے، ایک ایسی مثالی جگہ (Model) کہ جس کو دیکھنے کے لئے لوگ باہر سے آئیں اور وہ دیکھیں کہ محبت کا شامیانہ تنا ہوا ہے، اور محبت کی فضا چھائی ہوئی ہے اور جہاں پہنچ کر انسانیت کی قدر ہوتی ہے اور یہ دولت، عزت اور وزارت حکومت ساری چیزیں بالکل عارضی اور محدود ہیں اور ان سے کسی ملک کی قسمت وابستہ ہوجائے یا اس کو Ideal مان لیا جائے تو ملک بچ نہیں سکتا، ساری تاریخ بھری

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی ہے کہ جہاں پر یہ چیز ہو کہ صرف دولت کی پوجا ہو، اور اپنا مطلب نکالنا مقصود ہو چاہے کسی کا کتنا ہی کیوں نہ نقصان ہو پھر وہاں کی سوسائٹی نہیں رہ سکی وہ خودکشی کرتی ہے، ایک دوسرے کو ختم کرتی ہے پھر اپنے کو ختم کرتی ہے ایک دوسرے کو ختم کرنا اپنے کو ختم کرنا ہے۔

ملک بچانے کا واحد راستہ

بس بھائیو! ہمارے اس ملک کو خاص طور پر اس میں Leading Part ادا کرنا چاہئے پیشوائی کا جو منصب ہے وہ ہمیں قبول کرنا چاہئے، اور اس کی ذمہ داری سنبھالنی چاہئے کہ وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ بنے مگر افسوس ہے کہ یہاں Communal Riots اور یہاں چھوٹے چھوٹے اور حقیر مقاصد کے لئے ایک دوسرے کی عزت و آبرو پر ہاتھ ڈالنا اور جان کی پروانہ کرنا جان لے لینا، اور اس کو تباہ کر دینا یہ روزمرہ کا کھیل بن گیا ہے، اس سے ہمارے ملک کی بڑی بدنامی ہوتی ہے، میں چونکہ باہر جاتا رہتا ہوں، امریکہ اور یوروپ کے دورے بھی ہوتے ہیں عرب ممالک میں شاید ہی کوئی ملک بچا ہوگا جہاں میں نہ گیا ہوں۔ تو یہ بات ہندوستان کی وہاں پہونچ گئی ہے وہاں خبر لگ گئی ہے کہ ہندوستان میں Communal Riots بہت ہوتے ہیں اور وہاں اس میں جو محبت ہونی چاہئے، شہریوں میں جو الفت ہونی چاہئے، نہیں پائی جاتی ہے اس سے خود ہمارا سر ندامت اور شرمندگی سے جھک جاتا ہے کیا کہا جائے کیا ہم لوگ اس کا انکار کر سکتے ہیں جتنے بھی یہ واقعات میں اخباروں میں آتے ہیں اور ریڈیو وغیرہ سے ایک دوسرے ملکوں تک پہونچ جاتے ہیں، کتابیں لکھی جاتی ہیں اور اس پر Criticised ہوتا ہے، تنقید ہوتی ہے لیکن ہم انکار بھی نہیں کر سکتے تو ہم ہندوستانیوں کو باہر جانے کے قابل رکھئے، ہم مسلمانوں کو جانے کے قابل بنائیے کہ ہم وہاں آنکھیں ملا سکیں بلکہ ان سے کہہ سکیں کہ نہیں ہم تو امن و محبت کا پیغام دیتے ہیں، ہم سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور بھائیوں کی طرح رہے ہیں، اس وقت ہندوستانیوں کو سب سے زیادہ اس چیز کی ضرورت ہے اگر یہ چیز پیدا ہوگئی تو یہ

www.abulhasanalinadwi.org

ملک باقی رہے گا، یہ پارٹیوں کے بدل جانے سے، وزارتوں کے بدل جانے سے، کسی کے مستعفی ہونے سے یا کسی کے الیکشن ہار جانے اور اس کو اپنی Majority ثابت نہ کر سکنے سے یہ ملک نہیں بچ سکتا، یہ ملک بچے گا امن سے، محبت سے، پریم سے ایک دوسرے پر اعتبار کرنے سے اب یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آدمی ایک پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ آدمی کا اعتبار نہ کرے، پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ بڑی سے بڑی مالیت کی چیز بغیر کسی ڈر کے چھوڑ جاتے تھے۔لیکن اب تو ذرا سی چیز بھی نہیں چھوڑ سکتے ریلوں پر کیا ہوتا ہے اور بازاروں میں کیا ہوتا ہے یہاں بھی اور ہمارے پڑوسی ملک میں کیا ہوتا ہے۔

محبت کو عام کیجئے

میں صاف کہتا ہوں کسی میں بھی وہ فضا نہیں ہے جو فضا ہونی چاہئیے ایک دوسرے پر اعتبار کرنے کی اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی اور اس کی عزت و آبرو سمجھنے کی، اس کے عزیزوں کو اپنے خاندان ہی کا فرد سمجھنے کی، مختصر بات یہ ہے کہ محبت کو عام کیجئے تا کہ آدمی یہ سمجھے کہ شریف اور پڑھا لکھا آدمی ہے ہمارے ملک کا ہمارا ہم وطن آدمی ہے اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں جب آدمی اپنے ہم وطنوں سے ڈرنے لگے تو پھر کیا سانپ اور بچھو کا موقعہ کب آتا ہے، وہ کب ظاہر ہوتے ہیں، آدمی کا تو آدمی سے کام پڑتا ہے، ایک محلّہ میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں بعض اوقات تو ایک ہوٹل میں معلوم نہیں کتنے مذہب کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں، ایک اسکول میں کالج میں پڑھتے ہیں، یونیورسٹی میں، سب میں مختلف مذاہب کے لوگ ہوتے ہیں، انہیں چاہئیے کہ ایک دوسرے کی عزت کریں ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں، اور اس کی طرف سے مدافعت Defence کریں، حفاظت کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے، اگر ایسا ہم کریں گے تو ہمارا یہ ملک چمن بن جائے گا، گلزار بن جائے گا اور پھر اس دنیا میں اس کا نام ہوگا اور لوگ اس کو دیکھنے آئیں گے، کہ یہ کیسا باغ و بہار ملک ہے کیسی محبت و پریم ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اور بھائی چارہ کا ملک ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس کے بجائے ہماری شہرت دوسرے ملکوں میں دوسری طرح ہورہی ہے، اور ہمارے ملک کی جو شناخت ہے جس پر ہمیں فخر تھا وہ جاتی رہی۔

لیکن اب ہمیں چاہیے کہ ہم ایک نیا MODEL پیش کریں، ہماری زندگی کا اس سے پھر وہ اعتبار، وہ شناخت اور عزت ووقار جو تھا واپس آئے۔

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين ۔

☆☆☆

بشکریہ تعمیر حیات ۲۵؍جون ۱۹۹۷ء۔

www.abulhasanalinadwi.org

مثالی ماحول پیدا کیجئے ☆

بعد حمد و صلوۃ!

میرے دوستو اور بھائیو! مجھے اپنی زندگی میں اور خاص طور پر ان آخری برسوں میں جو مجھے دنیا کے مختلف ملکوں میں جانا پڑا اور بڑے بڑے خاص مجمعوں سے خطاب کرنے کا موقع ملا، اور درجنوں کے تعداد میں نہیں سیکڑوں کی تعداد میں خطاب کرنے کا موقع ملا، لیکن میں آپ کے سامنے بغیر کسی معذرت کے اور بغیر کسی تواضع کے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے دوستوں اور حاضرین سے خطاب کرنے میں کبھی اتنی دقت محسوس نہیں ہوئی جتنی دقت مجھے اس وقت ہو رہی ہے اس لئے کہ اس نشست اور اس اجتماع کا مقصد اور موضوع میری حقیر ذات ہے، میں ان تقریروں کے بعد جو مثلاً مولانا الیاس صاحب کا مضمون جو پڑھا گیا اس کے بعد میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا عرض کروں۔

ایک اہم سوال

لیکن میں دل کی ایک بات عرض کرتا ہوں کہ اس مجمع کو دیکھ کر میرے ذہن پر یہ بات طاری ہو جاتی ہے کہ اس ملک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کو پیدا کیا اور ان میں دین کا احساس بھی ہے اور دین سے محبت اور اس کا احترام بھی ہے اور اللہ نے ان کو

☆ حضرت مولاناؒ نے بھٹکل آخری آمد کے موقعہ پر یہ دردمندانہ خطاب کیا ۱۹۹۹ء، اور اس کے بعد آپ نے تادمِ واپسیں کسی بھی علاقہ کا طویل سفر نہیں کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

معیشت کے لئے بقدر کفاف عطا بھی فرمایا ہے تو اس میں اپنے اصول معیشت کے لئے اپنی روزی کے لئے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے بالکل سو فیصد منہمک ہونے کی ضرورت نہیں اس ملک میں پھر اسلام کیوں غالب نہیں ہے اور اس ملک میں دین کی ہوائیں کیا دین کے طوفان کیوں نہیں چلتے اور یہ جو آپ جس کو بحر عرب یا بحر ہند کہتے ہیں میں اسے بحر اسلام کہتا ہوں، اس ملک میں کیوں اسلام کا دھارا بہا، میرے دل میں تو بار بار یہ خیال آتا ہے کہ اسلام جب شروع ہوا تو اسکی کیا حالت تھی اور کیا تعداد تھی لوگوں کی، اور پھر جن ملکوں میں وہ گئے وہاں ان کا کیا تناسب تھا، کیا ان کے پاس وسائل اور آلات تھے؟ پھر ساری دنیا میں وسائل کی کمی کے باوجود اسلام کیوں پھیلا؟

نعمت کی قدر

پہلی بات تو یہ ہے کہ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ اس کا احساس کریں کہ اللہ تبارک وتعالی نے آپ پر کیا فضل فرمایا ہے کہ اس سرزمین پر جہاں اتنی بڑی تعداد میں اللہ تعالی نے آپ کو بسایا اور پھر دین سے محبت آپ کے دل میں پیدا کی اور میں کسی تکلف اور بغیر کسی معذرت کے کہتا ہوں کہ یہ جامعہ اسلامیہ کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے کہ یہاں پر یہ ایک ادارہ موجود ہے اور یہاں طلباء دین کی تعلیم، دین کے سرچشموں سے مستفید ہو رہے ہیں اور اس کے بعد دیکھئے تو دار العلوم ندوۃ العلماء اور دار العلوم دیوبند جیسے مدارس میں یہ طلبہ جاتے ہیں اور وہاں سے تکمیل کر کے آتے ہیں، پھر کتنی مسجدیں ہیں؟ ہمیں بتایا گیا ہے کہ پچاس ساٹھ مسجدیں بنی ہوئی ہیں، پھر بڑی بات یہ ہے کہ اس سرزمین کا حصہ کچھ ایسا محفوظ ہے کہ بڑی بڑی تحریکیں چلیں، ایسی زبردست تحریکیں جو ملکوں کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں اور کوئی کسی کام کرنے کے قابل نہیں رہتا جن کی وجہ سے ایک بے اعتدالی پیدا ہوتی ہے، بلکہ ایک بحرانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اس سے بھی اس سرزمین کو اللہ تعالی نے دور رکھا ہے، تو آپ حضرات اس نعمت کی قدر کریں۔

www.abulhasanalinadwi.org

صاف صاف باتیں

میں صاف صاف کہتا ہوں کہ اپنے یہاں پر دیر تک اپنی حقیر ذات کے متعلق اتنی باتیں سننے کے بعد میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں آپ سے کہوں کہ ایک یہ کہ خود آپ اپنے دین کی فکر کریں اور اپنا خود احتساب کریں، جائزہ لیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عقائد آپ کے درست ہونے چاہئیں، توحید خالص، توحید کامل اور اللہ وحدہ لاشریک لہ اور اللہ تبارک وتعالی کو تنہا اپنا خالق ورازق، مشکل کشا، حاجت روا سمجھیں، اور اس میں قطعا اور ذرہ برابر بھی کوئی آمیزش شرک یا دوسرے ملکوں کی کسی میتھالوجی کا اس میں شائبہ تک نہ آنے دیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اللہ تعالی کی اس نعمت کی قدر کریں کہ اللہ تعالی نے آپ کو امن وامان بلکہ عزت اور آزادی کے ساتھ اس جگہ بسایا اور اس جگہ کا انتخاب کیا ہے، یہاں پر وہ لہریں اور وہ موجیں نہیں اٹھ رہی ہیں اور نہ وہ طوفان چل رہے ہیں اور اسی کے ساتھ نہ وہ گرم ہوائیں اور طوفان خیز موجیں آرہی ہیں جو دوسرے علاقوں میں تباہی وبربادی پھیلا رہی ہیں۔

آپ اپنی اور اپنی آئندہ نسل کی فکر کریں اور توحید ﴿ألا لله الدين الخالص﴾(۱) پر ایمان ہو۔

یہ خطہ نمونہ ہونا چاہئے

تیسری بات یہ کہ آپ کی یہ سرزمین اور یہ خطہ نمونہ ہونا چاہئے پورے ملک کے لئے اس کو ممتاز ہونا چاہئے کہ لوگ کہیں کہ اگر تم ایسی جگہ دیکھنا چاہتے ہو جہاں اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں ہوتی، کسی سے کوئی دعا نہیں مانگتا، کسی کے سامنے کوئی ہاتھ نہیں پھیلاتا، کوئی خدا کے سوا کسی سے ڈرتا نہیں ہے، اسی کو مستغاث سمجھتے ہیں، اسی کو معین وناصر سمجھتے ہیں، اسی کو رازق سمجھتے ہیں،

---

(۱) سورۃ الزمر/۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی کو مشکل کشا سمجھتے ہیں، حاجت روا سمجھتے ہیں، تو بھٹکل چلے جاؤ، لوگ اس کے لئے بھٹکل کا نام لیں، تو پہلی بات یہ کہ عقیدے میں بالکل صفائی ہونی چاہیئے، ذرہ برابر اس میں شرک کی آمیزش نہ ہو، یہاں اذانوں اور نمازوں اور استعانت باللہ اور دعا و تضرع اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرنے کی فضا قائم ہو۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر

اس کے بعد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل ہو، آپ کی رسالت پر ہی نہیں بلکہ ختم نبوت پر، آپ کی خاتمیت پر، آپ کے افضل الرسل ہونے پر، آپ کے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین ہونے پر آپ کا یقین کامل ہو اور اسی کے ساتھ آپ کی ذات عالی سے ایسا تعلق ہو جو خدا کے بعد کسی کو کسی ہستی سے ہو ہی نہیں سکتا، یہ سب سے بڑا شرف ہے مسلمان کے لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ایسی محبت ہو کہ وہ بالکل فدا ہو اس نام پر، اس پر آپ کا نام سنتے ہی گویا ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہو، آپ صحابۂ کرام کے حالات پڑھتے ہیں، اس کے بعد صوفیاء کرام، اولیائے عظام اور مشائخ کرام کے حالات میں دیکھتے ہیں اور عشاق رسول کے حالات میں پڑھتے ہیں تو وہ تو بڑی چیز ہے آپ عام مسلمانوں کے حالات میں دیکھتے ہیں کہ ان کو ذات نبوی سے کس درجہ عشق اور کس طرح سے آپ کے نام پر فدا ہو جاتے تھے اور پھر وہ سب کچھ بھول جاتے تھے، اور ہر چیز چھوڑنے پر تیار ہو جاتے تھے بقول مولانا ظفر علی خان مرحوم ع

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

آپ کے اندر محبت رسول اس درجہ ہونی چاہیئے، اور حضور کی سنت کی پیروی کا جذبہ ایسا ہو کہ ہر چیز میں یہ دیکھیں کہ یہ سنت کے مطابق ہے یا نہیں، یہ بھٹکل کا ایک ایسا امتیاز ہو گا کہ یہاں

www.abulhasanalinadwi.org

آ کر لوگوں کو بدعت نظر نہ آئے اور وہ کہیں کہ بھائی! یہاں سوائے فرائض کی ادائیگی، اور سوائے اتباع سنت، اور درود شریف کی کثرت اور محبت رسول کے کچھ نظر نہیں آیا۔

آئندہ نسلوں کے دین کی فکر کیجئے

اس کے بعد اپنے بچوں کا اور آئندہ نسل کا پورا انتظام کریں کہ وہ نسل پوری اسلام پر تیا ر اور عقائد کے لحاظ سے بھی جذبات کی حیثیت سے بھی، اپنی ثقافت و کلچر کے لحاظ سے بھی اور ذہنیت کے اعتبار سے بھی آئندہ نسلوں کا انتظام کریں، اس لئے کہ یہ ملک اس لحاظ سے بڑے خطرے میں ہے اور بڑی بڑی جگہیں جو مرکز رہی ہیں اور دین اور علم دین کے چشمے وہاں بہتے تھے، بلکہ ہندوستان سے باہر دوسرے ملکوں کو سیراب کرتے تھے وہاں بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ آئندہ نسل مسلمانوں کی خدانخواستہ ارتداد کی شکار نہ ہو جائے تہذیبی ارتداد ہی نہیں، ثقافتی ارتدا د، اور ایک علمی ارتداد ہی نہیں معاشرتی ارتداد بلکہ مذہبی ارتداد کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔

اس وقت ارتداد کی ہوائیں چل رہی ہیں

ہندوستان میں ہندوستان ہی کے نہیں بلکہ عالم اسلام کے ایک مسافر اور ایک سیاح کی حیثیت سے آپ سے کہتے ہیں اور بہت سی تحریکوں اور بہت سی تنظیموں کے ایک ذمہ دار نہیں تو کم از کم رکن کی حیثیت سے میں کہتا ہوں کہ اس وقت سارے عالم اسلام کو یہ خطرہ ہے کہ ایک ذہنی، تہذیبی ارتداد کی ہوا چل رہی ہے اور ساری دنیا میں ایک رجحان پیدا ہو گیا ہے کہ مغربی تہذیب کو پورے طور پر اختیار کر لیا ہے، اس کو اپنا مذہب اور عقیدہ اور شعار بنا لیا ہے کچھ نہیں تو کم از کم مغربی تہذیب کے اندر کیسی کیسی آزادیاں ہیں اور کیسی کیسی تحریفات ہیں اور کیسی کیسی نفس پرستی ہے اور کیسی کیسی اس میں خدا ناشناسی ہے اور مذہب بیزاری ہے، مغربی تہذیب تو بالکل اس وقت طوفان اور سیلاب کی طرح اس دنیا میں آ رہی ہے، آپ اپنے اس قصبہ کو اور اپنی آئندہ نسل کو اس سے بچائیں اور اس کے لئے جامعہ اسلامیہ کو غنیمت سمجھیں کہ یہ اسلام کا قلعہ ہے اس کی پوری

www.abulhasanalinadwi.org

حفاظت کریں اور اس کو ترقی دیں اس کے بعد آپ کے ذریعہ سے دین گرد وپیش میں بھی پھیلے۔

وہ جملہ جس نے دنیا کی تقدیر بدل دی

حضرات! اتنی بڑی تعداد میں یہاں مسلمان ایک آواز میں جمع ہو جائیں تو پورے ہندوستان میں اثر محسوس ہونا چاہیئے کہ مسلمان ایک طاقت ہیں، ان کی دعوت کی طاقت ایک ہے، تبلیغ کی طاقت ہے، انسانی نمونوں کی ایک طاقت ہے، اس میں کشش ہے، ایک نئی اس کی زندگی بلکہ ایک طرح کی حرکت اور ایک لہر آرہی ہے پورے ہندوستان میں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ایک جملہ کہا تھا، یہ جملہ تاریخ اسلامی نہیں، تاریخ انسانی میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، ایسا جرأتمندانہ اور ایسا اولوالعزمانہ، ایسا فیصلہ کن اور ایسا ایمان افروز کم از کم تاریخ میں ہمیں ایسا جملہ نہیں ملا، میں تاریخ کا ایک طالب علم ہوں اور تاریخ کی دنیا کا ایک سیاح ہوں لیکن ایسا جملہ مجھے انبیاء علیھم السلام کے بعد انبیاء کے ماننے والوں، بلکہ کسی مذہب کے ماننے والوں کے پاس یہ جملہ ملا ہی نہیں۔

حضور ﷺ کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد کی ہوا چلی، مشرقی عرب میں ایک خاص سازش کی بنا پر (تفصیل کا یہ موقع نہیں) ارتداد کی ہوا چلی اور انہوں نے یہ کام شروع کیا منع زکوٰۃ سے کہ بھائی! زکوٰۃ نہ دی جائے، یہ مشرق کا روپیہ مغرب کو جارہا ہے، شمال حجاز کو جارہا ہے، انہوں نے کہا کہ یہیں خرچ ہو، ہم جس طرح چاہیں خرچ کریں، زکوٰۃ کا انکار کریں، مذہب اسلام کی تاریخ میں نہیں، بلکہ مذاہب کی تاریخ میں یہ ایک خطرناک ترین چیز تھی اور یہ بڑے خطرے کی علامت تھی، آزمائش تھی، جو دوسرے مذاہب کو بہت کم پیش آئی ہے، تاریخ داں کی حیثیت سے کم از کم کہتا ہوں کہ مذاہب کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی ظاہری آنکھیں بند ہوئی ہیں، آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اور ابھی یہ دنیا رسالت کی

www.abulhasanalinadwi.org

برکت ہی سے نہیں بلکہ رسالت کی طاقت، اس کے اعجاز، اوراس کی برکت سے محروم ہوئی ہے،
ابھی یہ طوفان اٹھا ہے کہ زکوۃ بند کردی جائے اور صاف صاف نظر آرہا تھا سامنے والوں کو اور آج
ہم کو سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہ بات یہاں تک رکتی نہیں، لوگ تو سرسری تاریخ پڑھتے ہیں اور سمجھتے
ہیں کہ دولت کی محبت نے لوگوں کو آمادہ کیا کہ روپیہ باہر نہ جانا چاہئیے، ہر شخص جس کو اللہ تعالی نے
ذرہ برابر بھی ایمانی فراست عطا فرمائی تھی وہ

سمجھ سکتا تھا کہ یہ بات یہیں تک نہیں رکے گی، آج زکوۃ کو روکا جارہا ہے تو کل حج کو روکا جائے
گا، یہ کہا جائیگا کہ لوگ وہاں کیوں جاتے ہیں اور وہاں کا سفر کیوں کرتے ہیں، پھر اس کے بعد نماز
کی باری آجائے گی پھر تو ارتداد کا طوفان آجائیگا، ایسے نازک ماحول میں ابوبکر صدیقؓ کی زبان
سے یہ جملہ نکلا جس کی نظیر نہیں ملتی، میں صاف کہتا ہوں کہ اولوالعزموں کی تاریخ بلکہ انقلاب
لانے والوں اور دنیا کی تاریخ بدل دینے والوں کی تاریخ میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی، ہم لوگ
ایسے جملے کو پڑھتے ہیں اور گذر جاتے ہیں اور غور نہیں کرتے یہ کہ یہ جملہ کتنا طاقتور اور کتنا گہرا ہے
اور اس کے اندر کیا عزم ہے؟ فرمایا أینقص الدین و أنا حي کیا دین میں کوئی کمی واقع ہوسکتی
ہے، اس میں کوئی کمی کی جائے گی اور میں زندہ ہوں؟ ابوبکر صدیق کے زندہ رہتے کیا دین میں کمی
ہوگی؟ یہ ان جملوں میں سے ایسا انقلاب انگیز جملہ تھا جس نے انسانی تاریخ مین دنیا کی تقدیر بدل
دی ہے، میں تاریخ نہیں کہتا، تقدیر بدل دی ہے، نسل انسانی کا رخ بدل دیا ہے اور بڑے سے
بڑے خطرے کو وہیں روک دیا ہے، اس سیلاب کو آگے بڑھنے نہیں دیا ہے، پوری انسانی تاریخ میں
حضرت آدمؑ سے لے کر اس وقت تک کے کلمات کو چھوڑ کر اور اللہ تبارک وتعالی کے ارشادات کو
مستثنی کر کے اگر کسی انسان کے کلام نے کوئی مضبوط دیوار کھڑی کردی ہے اور خطروں کو روک دیا
ہے بلکہ ان کا رخ پھیر دیا ہے تو ان میں ابوبکر صدیقؓ کی زبان سے نکلا ہوا جملہ أینقص الدین
و أنا حي! ابھی یہ لفظ آپ بول رہے ہیں، سن رہے ہیں، جس طرح سے انہوں نے کہا تھا وہ چیز تو
ایسی ہوگی کہ درودیوار ہل گئے ہوں گے کہ اس دین میں میرے جیتے جی ذرہ برابر کمی ہوسکتی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

میں کا ہے کا؟ میں کس کام کا؟ پھر کیوں زندہ رہوں، پھر میری اس سے زندگی سے فائدہ کیا؟

خطرناک بادل منڈلا رہا ہے

بلکہ میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ آج ہندوستان میں جو خطرات پیدا ہو گئے ہیں مسلمانوں اور اسلام کے لئے اور معاذ اللہ نسلی ارتداد کا جو خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اب جو نسل پیدا ہوگی ہندوستان میں، اس کو اسلام کی تعلیمات اور جو بنیادی عقائد ہیں اور جو امتیازات ہیں مسلمانوں کے، ان سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، مسلمان بس صرف کھانے پینے میں لگ جائیں گے اور مقابلہ جو ہوگا وہ معاشی مقابلہ ہوگا، سیاسی مقابلہ ہوگا اور باقی دین سے مسلمانوں کا کوئی تعلق نہیں ہوگا، معیار زندگی کا تقابل ہوگا اور فکر انسانی کا تقابل ہوگا ذہانتوں کا تقابل ہوگا لیکن کفر و ایمان کا تقابل، شرک و توحید کا تقابل اور حلال و حرام کا تقابل اور طاعت و معصیت کا تقابل نہیں ہوگا، یہ خطرہ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ اب تو مغرب کی سرپرستی اور اس کی تحریک سے عالم اسلام کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے، ایک سرے سے عالم اسلام میرا دیکھا ہوا ہے، مراکش کے آخری کنارے تک جانا ہوا، ادھر ترکی تک جانا ہوا، ادھر ملیشیا و برما کو دیکھنا ہوا، پھر یورپ میں کوئی بڑا ملک چھوٹا نہیں، وہاں جتنی جو مسلمان اقلیتیں ہیں، ساری دنیا پر اس وقت ایک بادل منڈلا رہا ہے، الحاد کا، بے دینی کا، آزادی و نفس پرستی کا، دولت پرستی کا، تو آپ حضرات کو اس کا احساس بھی ہونا چاہئے خصوصا یہ خطہ اس میں تو آپ کی کوششوں کا اور آپ کی دینی غیرت کا اس میں اثر محسوس ہونا چاہئے، جو لوگ جنوب میں آئیں تو کہیں کہ بھائی! جنوب تو شمال سے بہتر ہے، جنوب میں تو دین کی حمیت پائی جاتی ہے اور دین کی استقامت پائی جاتی ہے، یہاں کا عقیدہ بالکل صحیح ہے، توحید کا، ایمان بالرسالت، ایمان بالآخرت کا اور پھر اس کے بعد حلال و حرام کا فرق بھی ہے۔

تو بھائیو! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، میرے تصور میں نہیں تھا مجھے خطاب کا موقع دیا گیا کہ میں یہاں چودہ مرتبہ آیا ہوں، اس سے پہلے مجھے اس کا موقع نہیں ملا کہ میں اتنے بڑے مجمع

www.abulhasanalinadwi.org

کو ایک ہی وقت میں خطاب کرسکوں بلکہ آنکھوں سے دیکھ سکوں، اللہ کے فضل وکرم سے اتنے مسلمان اس طرح جمع ہیں، اور اتنی دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں اور بڑے انہماک اور توجہ سے سن رہے ہیں، میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ آپ اس نعمت کی قدر کریں، اللہ تعالی جامعہ اسلامیہ کو استحکام عطا کرے، یہاں تک کہ تمام جامعات میں سے یہ ہندوستان کی ایک بڑی جامعہ بن جائے، اور دوسری بات یہ کہ یہاں کے فضلاء کی بھی قدر کریں، ان سے کام لیں۔

توحید خالص کی فضا قائم کیجئے

میں ان فضلاء جامعہ سے عرض کروں گا کہ آپ ایک بڑے داعی بنیں، دین کے علمبردار اور دین کے ترجمان بنیں اور محافظ بنیں، آپ سے یہ بھی عرض کروں گا کہ اول تو عقیدہ صحیح ہونا چاہیے آپ کا بالکل ﴿ألا للہ الدین الخالص﴾(۱) ﴿ألا له الخلق والأمر﴾(۲) آپ سمجھیں کہ اللہ ہی دنیا بنانے والا ہے اور وہی اس کا چلانے والا ہے، وہی خالق ہے اور آمر ہے، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے تو دنیا بنالی ہے اور بس اس کو اس حال پر چھوڑ دیا گیا ہے، کوئی روزی روٹی دیتا، کوئی اولاد دیتا ہے کوئی مصیبت دور کرتا ہے، اگر فلاں کام ہے تو فلاں کے سامنے فلاں کا نام لو، ہاتھ پھیلاؤ، ایسا ہرگز نہیں! آپ کی یہاں یہ خصوصیت رہنی چاہئے کہ آپ کا ﴿ألا لله الدين الخالص﴾ ﴿ألا له الخلق والأمر﴾ پر ایمان ہو، یہ نہیں کہ اس کا کام ہے پیدا کرنا، اس کا کام انتظام کرنا نہیں، پیدا تو کردیا اس نے اور حوالہ کردیا انبیاء، اللہ کے اولیاء، اللہ کے عابدوں کے، زاہدوں کے، مجاہدہ کرنے والوں کے، قربانیاں دینے والوں کے، عارفوں کے۔ یہ نہیں! بلکہ ساری دنیا اللہ کی مٹھی میں ہے، پورے طور پر اس کے قبضہ میں ہے، یہ پتہ ہل

---

(۱) سورة الزمر/۳۔

(۲) سورة الأعراف/٥٤۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں سکتا، ذرہ اڑ نہیں سکتا، بغیر اللہ کے حکم کے، یہ اس بھٹکل میں آنے کا جواز سمجھوں گا اور اس کی قیمت سمجھوں گا کہ خدا کے سامنے جواب دے سکوں، توحید کے بارے میں آپ کے یہاں یہ فضا ہونی چاہئیے، صرف توحید خالص کی کہ اس میں ذرہ برابر شرک نہیں ہونا چاہئے کہ نہ قبر پرستی ہو، نہ پیر پرستی ہو، نہ بزرگ پرستی ہو، نہ غوث پرستی ہو، نہ اولیاء پرستی ہو، خالص خدا پرستی ہو! جس کے بعد پھر ایمان ہی نہیں بلکہ أن يكون الله ورسوله أحب اليه مما سواهما (۱) کہ آپ کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر ہو، حضور ﷺ کی ایسی محبت کہ آپ کے نام پر جان دینے کے لئے تیار ہوں اور اس کو آپ سعادت سمجھیں کہ آپ ذات نبوی کی حمایت میں قربانی دیں، نقصان اٹھائیں، آپ اپنی جان، اولاد مال، اولاد، سب قربان کرنے کے لئے تیار ہوں، محبت رسول میں بھی پورے اس خطہ میں بلکہ ہندوستان میں اگر آپ کو امتیاز حاصل ہو تو یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے، پھر اس کے بعد آپس میں تعلقات، امن وامان، حقوق شناسی کے یہاں کوئی حسد، رشک، منافست اور مقابلہ اس کا نہیں کہ دولت بڑھنے نہ پائے، یہ کامیاب نہ ہونے پائے، بلکہ ہم ہی کامیاب ہو جائیں، یہ نہیں۔ بلکہ یہاں جو آئے، محسوس کرے کہ یہاں محبت کی فضا ہے، یہاں پر محبت کا ایک بادل چھایا ہوا ہے، اور یہاں محبت کا مینھ برس رہا ہے، یہاں کسی کو کسی سے شکایت نہیں، بلکہ یہاں ایک ایسے نمونے کی کالونی بنائیں، کہ ہندوستان میں کا لوگ بھٹکل جانے کا مشورہ دیں اور شوق دلائیں، پھر لوگ آئیں اور دیکھیں کہ خالص اسلامی زندگی گذر رہی ہے، وہی محبت ہو، باہمی اتحاد ہو، باہمی احترام ہو، مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کا جذبہ ہو، کوئی حسد اور بغض نہ ہو، یہ جو فضا بن جائے گی تو آپ یقین مانیں کہ بھٹکل ایک ایسا مرکز بن جائے گا کہ پھر عرب تک کے لوگ آئیں گے اور دیکھیں گے اور لوگوں کو شوق دلائیں گے کہ اگر دیکھنا ہے کہ اسلام کی فضا چھائی ہوئی ہے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل دیکھنا ہے تو بھٹکل جاؤ! انگلیاں اٹھیں گی، اشارے کئے جائیں گے، حوالے دئے جائیں گے،

(۱) بخاري: باب حلاوة الإيمان، رقم/١٦۔

www.abulhasanalinadwi.org

خطوط میں لکھا جائے گا کہ اگر آپ کو اسلام کا پورا مرکز دیکھنا اور اس کی فضا دیکھنی ہو تو بھٹکل جایئے، اور جنوبی ہند کو بھی اللہ تعالی نے شمالی ہند کے مقابلہ میں بہت سے امتیازات دیے ہیں، شمالی ہند میں سیاسی تحریکوں کی وجہ سے جو جذباتیت پیدا ہوگئی ہے وہ خدا کے فضل سے جنوبی ہند میں نہیں ہے، جنوبی ہند کا یہ خطہ ممتاز ہے۔

حضرات! میری حقیر ذات کے متعلق جو کچھ سنا گیا اور اس کا سننا بھی ایک مشکل تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک مجاہدہ ہے، اس کا شکر یہ یہی ہے کہ میں آپ کے سامنے بالکل مخلصانہ مشورے پیش کروں، آپ کو مبارک باد بھی دوں اور آپ کو آئندہ آنے والے خطرات سے آگاہ بھی کروں اور آپ کی ذمہ داریاں بتاؤں، کہ عقائد بالکل اسلام کے ہوں، فرائض کی پوری پابندی ہو، آپس میں محبت، امن وامان اور خیر خواہی ہو اور اس کے بعد پھر بہتر سے بہتر مذہبی تعلیم کا انتظام ہو، آپ جامعہ کی پوری سرپرستی کریں اور تبلیغ ودعوت کا کام بھی کریں، مسجدیں آباد ہوں، کوئی بستی میں بے نمازی نہ رہے اور کوئی بستی میں اللہ ورسول سے غافل نہ رہے، میں ان سب چیزوں کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، مجھے اس کا اندازہ بھی نہیں تھا بلکہ تصور میں بھی نہیں تھا کہ اتنا بڑا جلسہ ہوگا، میری حقیر ذات کے بارے میں کچھ کہا جائے گا، یہ آپ کی محبت وشرافت ہے، اسکو محبت اور شرافت ہی کہوں گا، آپ کی عالی ظرفی ہے کہ آپ نے مہمان کے لئے، باہر کے ایک رہنے والے کے لئے، ایک سیاح کی حیثیت سے جو وقتی طور پر آتا ہے، اس کے متعلق آپ نے اس طرح کے جذبات کا اظہار کیا اور آپ نے اس سے تعلق کا اظہار کیا، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کو ہر طرح آفات ارضی اور آفات سماوی سے بچائے، آپ دینی ودنیوی دونوں اعتبار سے محفوظ رہیں، آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

☆☆☆

قلمبند:......غزالی سکری ندوی رشاہنواز حسن رکن الدین ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org